کتابستان
ورلڈ اٹلس

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر: نذیر احمد خالد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیه

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

صحت نامہ

صفحہ 125 تا 128 پر بحر اوقیانوس کو بحر الکاہل اور بحر الکاہل کو بحر اوقیانوس پڑھا جائے۔

شکریہ : **پروفیسر نذیر احمد خالد**

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابستان
ورلڈ اٹلس

ایڈیٹوریل کنسلٹنٹ: پروفیسر نذیر احمد خالد
صدر شعبہ جغرافیہ
گورنمنٹ ایم۔اے۔او کالج لاہور
فون: 7598977
e-mail: nazir_52@hotmail.com

کارٹوگرافر: محمد قیوم
شعبہ جغرافیہ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور

کوآرڈینیٹر: عبدالصمد خان

ناشر: عبدالحمید خان
کتابستان پبلشنگ کمپنی
38۔اُردو بازار لاہور فون: 7230608

ٹیکسٹ کمپوزنگ نقشہ جات: عبدالباسط
الباسط گرافکس شاہ عالم مارکیٹ لاہور

کمپوزنگ۔ ٹیکسٹ وجدول: سہیل احمد
شبیر کمپوزنگ سنٹر داتا دربار لاہور فون: 7310587

ڈیزائننگ وسکیننگ وٹائٹل: محمد ہمایوں مشتاق
گرافکس لنکس۔ 286۔ ریواز گارڈن لاہور
فون: 7247170-7358051-7242526
ای۔میل: glinks@hotmail.com

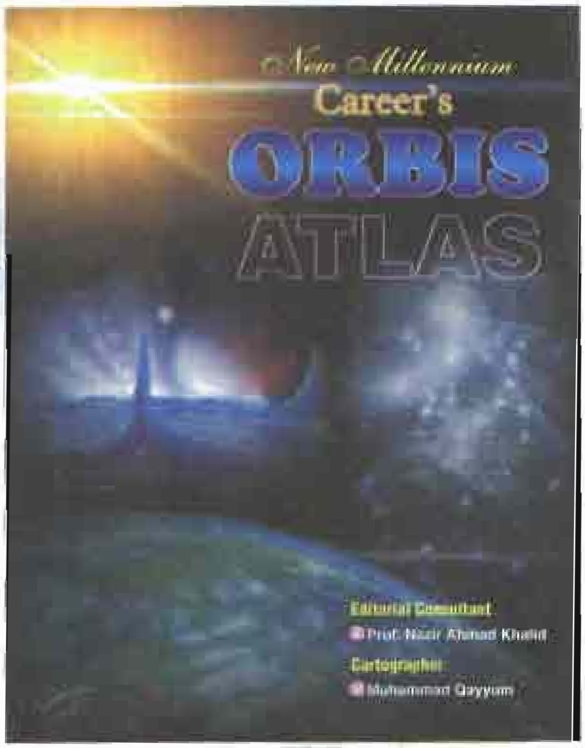

کتابستان نئی اٹلس۔ آج سے چالیس سال قبل 23 مارچ (یوم پاکستان) کے موقع پر شائع کی گئی۔ اس کے بعد 15 سال قبل 14 اگست (یوم پاکستان) کے موقع پر نئی اٹلس کے تجدید شدہ ایڈیشن کی اشاعت کی گئی اور اب 14 اگست 2002ء کے موقع پر کتابستان ورلڈ اٹلس (مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ) بزیر نگرانی پروفیسر نذیر احمد خالد پیش خدمت ہے۔ ورلڈ اٹلس دراصل "New Millennium Career's Orbis Atlas" کا اردو ایڈیشن ہے جو عبدالخالق خان جو دو سال قبل (2000) کتابستان پبلشنگ کمپنی 22۔ اردو بازار لاہور سے شائع کی گئی۔

خصوصی شکریہ: سہیل یوسف اُپل
گرافکس لنکس۔ 286۔ ریواز گارڈن لاہور

پرنٹنگ: مسلم پرنٹنگ پریس داتا دربار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

علم جغرافیہ کا شمار دنیا کے قدیم ترین علوم میں ہوتا ہے۔ کیونکہ جب انسان لکھنے پڑھنے سے بھی واقف نہیں تھا اس وقت بھی علم جغرافیہ اور نقشہ کی ضرورت تھی اور انسان اس فن سے بخوبی واقف تھا۔ کیونکہ علم جغرافیہ کا مطلب ہے ''کیا۔ کہاں اور کیوں'' اور ان الفاظ کی اہمیت جتنی قدیم دور میں تھی اس سے کہیں زیادہ آج ہے۔ کیونکہ صنعتی و معاشی ترقی کے اس دور میں انسانی' معدنی اور صنعتی وسائل کی تقسیم' استعمال اور تجارت سے واقفیت کے بغیر کسی ملک کا گزارہ نہیں خواہ وہ ترقی یافتہ ملک ہو یا پسماندہ کیونکہ اگر پسماندہ ممالک کو درآمدات کے لئے دنیا کے وسائل سے واقفیت ضروری ہے تو ترقی یافتہ ممالک کو اپنی برآمدات کے لئے منڈیوں کی ضرورت ہے۔

لہٰذا دنیا کے قدرتی وسائل سے واقفیت اور تقسیم کو جانے بغیر صنعتی و معاشی ترقی ناممکن ہے اور یہ ضرورت علم جغرافیہ کما حقہ ہٗ پوری کرتا ہے اور علم جغرافیہ سے واقفیت نقشے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ خواہ جنگ کا میدان ہو یا وسائل کی تقسیم سے واقفیت درکار ہو یا پھر تجارتی منڈیوں کی تلاش ہو یا کرۂ ارض کے موسموں' طبعی خدوخال و آبادی کی تقسیم کا مسئلہ ہو' نقشے کی مدد سے ایک سرسری نظر سے انسان معلومات حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا اس اہمیت کے پیش نظر انسان دن رات نقشہ کشی کے فن کی ترقی میں مصروف عمل ہے اور Aerial Photography سیٹلائیٹ اور "Geographical Information System -GIS" کے ذریعے دنیا کے صحیح اور جدید ترین نقشہ جات تیار کئے جا رہے ہیں۔

لیکن اتنی ترقی کے باوجود پاکستان میں علم جغرافیہ اور نقشہ کشی کا فن نہ ہونے کے برابر ہے بلکہ زوال پذیر ہے اور اس صورت حال میں پاکستان میں صرف کتابستان پبلشنگ کمپنی ایک ایسا ادارہ ہے جو علم جغرافیہ کی ترقی اور نقشہ کشی (اٹلس) کے فن کی سرپرستی کر رہا ہے اور اسے یہ مقام حاصل ہے کہ آج سے چار عشرے قبل قابل فخر تالیف ''نئی اٹلس'' شائع کی جس میں وقت کے ساتھ ترامیم اور اضافہ ہوتا رہا لیکن یہ اٹلس موجودہ ضروریات پوری کرنے سے قاصر تھی لہٰذا عبدالحمید خان صاحب نے جدید اعداد و شمار سے مزین کمپیوٹرائزڈ اٹلس تیار کروانے کا بیڑا اٹھایا اور اس کام کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ لہٰذا میں نے اپنی علمی استعداد کے مطابق اس ذمے داری کو نبھانے کی پوری کوشش کی ہے۔ لیکن اس تیز رفتار ترقی کے دور میں کسی بھی کام کو نہ تو حتمی کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی حرف آخر کیونکہ وسائل میں دن رات تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن اس کے باوجود دستیاب اعداد و شمار کو نقشہ جات اور جدول کی صورت میں بہتر انداز میں پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ لہٰذا امید ہے علم جغرافیہ کے استاد صاحبان' علم جغرافیہ کے طلباء اور مختلف امتحانات کے انٹرویوز کی تیاری کرنے والوں اور تمام پڑھے لکھے لوگوں کو میری یہ کاوش پسند آئے گی۔

کتابستان ورلڈ اٹلس تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں نظام شمسی اور زمین کے متعلق بنیادی معلومات فراہم کی گئی ہیں جبکہ دوسرے حصے میں پاکستان کے متعلق ضروری معلومات دی گئی ہیں۔ اہم عنوانات کے نقشہ جات اور جدول حاضر خدمت ہیں جبکہ ابھی چند عنوان عدم تیاری کے باعث نہیں دیئے جا سکے۔ انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں شامل کر دیئے جائیں گے۔ اٹلس کا تیسرا حصہ دنیا اور براعظموں کے طبعی و انتظامی نقشہ جات کے علاوہ دیگر ضروری نقشوں سے مزین ہے' امید ہے پسند فرمائیں گے۔ اس کوشش کے باوجود اٹلس کو مزید بہتر بنانا قاری حضرات کے مفید مشوروں کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا امید ہے میرے استاد ساتھی اور طالب علم اپنے مفید مشوروں سے ضرور نوازتے رہیں گے۔

آخر میں چند احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ میرے کام کے ساتھ ساتھ ان کا تعاون اگر شامل نہ ہوتا تو یہ کاوش شاید پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ پاتی۔ ان میں **محمد قیوم** (کارٹوگرافر) **عبدالباسط** (نقشہ جات کے اردو ٹیکسٹ کی کمپوزنگ) **سہیل احمد** (اٹلس کے مسودہ کی کمپوزنگ اور جدول کی تیاری) اور **محمد ہمایوں** (جس کی محنت نے اٹلس کو قارئین کے سامنے پیش کرنے کے قابل بنایا) کا بے حد شکرگزار ہوں۔ پرنسپل گورنمنٹ ایم۔ اے۔ او کالج جناب **مقصود الحسن بخاری** کا بطور خاص شکرگزار ہوں جن کی حوصلہ افزائی نے مجھے علم جغرافیہ کی خدمت کا موقع فراہم کیا۔ خاص طور پر **محمد ہمایوں** (گرافکس لنکس) کی اس اٹلس کے کام میں لگن اور محنت کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں اور دعا گو ہوں' اللہ تعالیٰ اس کے فن کو مزید جلا بخشیں۔

مندرجہ بالا حضرات کے علاوہ **عبدالخالق خان** (کتابستان پیپر پروڈکٹس) **عبدالصمد خان و عبدالحمید خان** (کتابستان پبلشنگ کمپنی) کا دوبارہ شکرگزار ہوں جو فن نقشہ کشی کی سرپرستی فرما رہے ہیں اور علم دوستی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ برادرم **ڈاکٹر احسان الحق** (جس کی علم دوستی میرے لئے مشعل راہ ہے) **بیگم صاحبہ** (گھریلو امور میں جو میری بے توجہی کو مسلسل برداشت کر رہی ہیں) اور **سہیل یوسف** (گرافکس لنکس) کا شکریہ ادا کرنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین۔

فقط۔ والسلام

پروفیسر ذکریا احمد خالد

گورنمنٹ ایم۔ اے۔ او کالج لاہور

14 اگست 2002ء (4 جمادی الثانی 1423ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین (نقشہ جات)

نظامِ شمسی

- نظامِ شمسی 1
- زمین کی اندرونی ساخت 2
- سورج کی اندرونی ساخت 4-3
- چاند۔ چاند گرہن۔ سورج گرہن 6-5
- زمین کی گردش دوری ومحوری 8-7
- خطوطِ طول بلد و عرض بلد 10-9
- سمندری مدوجزر 11
- سمتوں کا تعین 12

پاکستان

- پاکستان طبعی خدوخال (نقشہ) 13
- پاکستان انتظامی تقسیم (نقشہ) 14
- پاکستان۔ تعارف۔ طبعی خدوخال۔ آبادی۔ انتظامی تقسیم (ٹیکسٹ) 20-15
- صوبہ بلوچستان طبعی خدخال (نقشہ) 21
- صوبہ بلوچستان انتظامی تقسیم (نقشہ) 22
- صوبہ بلوچستان۔ تعارف۔ طبعی خدوخال۔ آبادی۔ انتظامی تقسیم (ٹیکسٹ) 25-23
- صوبہ سرحد طبعی خدوخال (نقشہ) 26
- صوبہ سرحد انتظامی تقسیم (نقشہ) 27
- صوبہ سرحد۔ تعارف۔ طبعی خدوخال۔ آبادی۔ انتظامی تقسیم (ٹیکسٹ) 29-28
- صوبہ سندھ طبعی خدوخال (نقشہ) 30
- صوبہ سندھ انتظامی تقسیم (نقشہ) 31
- صوبہ سندھ۔ تعارف۔ طبعی خدوخال۔ آبادی۔ انتظامی تقسیم (ٹیکسٹ) 33-32
- صوبہ پنجاب طبعی خدوخال (نقشہ) 34
- صوبہ پنجاب انتظامی تقسیم (نقشہ) 35
- صوبہ پنجاب۔ تعارف۔ طبعی خدوخال۔ آبادی۔ انتظامی تقسیم (ٹیکسٹ) 38-36
- آزاد جموں وکشمیر انتظامی تقسیم (نقشہ) 39
- آزاد جموں وکشمیر۔ تعارف۔ طبعی خدوخال۔ آبادی انتظامی تقسیم (ٹیکسٹ) 41-40
- شمالی علاقہ جات انتظامی تقسیم (نقشہ) 42
- شمالی علاقہ جات۔ تعارف۔ زراعت۔ آبادی انتظامی تقسیم۔ سیاحت (ٹیکسٹ) 46-43
- پاکستان۔ سالانہ اوسط بارش (نقشہ) 47
- پاکستان۔ بارش موسم گرما۔ موسم سرما (نقشہ) 48
- پاکستان۔ سالانہ اوسط درجہ حرارت (نقشہ) 49
- پاکستان۔ آب وہوا کے خطے (نقشہ) 50
- پاکستان۔ آب وہوا۔ آب وہوا کے لحاظ سے پاکستان کی خطوں میں تقسیم (ٹیکسٹ) 54-51
- پاکستان۔ ذرائع آبپاشی (نقشہ) 55
- پاکستان۔ ذرائع آبپاشی (ٹیکسٹ) 59-56
- پاکستان۔ گندم۔ چاول (نقشہ) 60
- پاکستان۔ گنا۔ کپاس۔ (نقشہ) 61
- پاکستان مکئی۔ تمباکو (نقشہ) 62
- پاکستان۔ زراعت۔ پاکستان کی اہم فصلیں (ٹیکسٹ) 67-63
- پاکستان۔ آبادی کی گنجانی (نقشہ) 68
- پاکستان۔ آبادی کی گنجانی (ٹیکسٹ) 72-69
- پاکستان معدنیات (نقشہ) 73
- پاکستان معدنیات (ٹیکسٹ) 74
- پاکستان۔ وسائل توانائی (نقشہ) 75
- پاکستان۔ وسائل توانائی (ٹیکسٹ) 78-76
- پاکستان صنعتیں (نقشہ) 79
- پاکستان۔ پاکستان کی اہم صنعتیں (ٹیکسٹ) 82-80
- پاکستان۔ ریلوے۔ سڑکیں۔ ہوائی سروس (نقشہ) 83
- پاکستان۔ ذرائع نقل وحمل (ٹیکسٹ) 87-84

دُنیا

- براعظم افریقہ۔ اہم معلومات (ٹیکسٹ) 89
- براعظم افریقہ۔ اہم معلومات وآبادی کی خصوصیات (ٹیکسٹ) 91-90

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین (نقشہ جات)

- براعظم افریقہ۔طبعی خدوخال (نقشہ) 92
- براعظم افریقہ۔انتظامی تقسیم (نقشہ) 93
- براعظم ایشیاء۔اہم معلومات 94
- براعظم ایشیاء۔اہم معلومات وآبادی کی خصوصیات (ٹیکسٹ) 95
- براعظم ایشیاء۔طبعی خدوخال (نقشہ) 96
- براعظم ایشیاء۔انتظامی تقسیم (نقشہ) 97
- براعظم آسٹریلیا۔اہم معلومات (ٹیکسٹ) 98
- براعظم آسٹریلیا۔آبادی کی خصوصیات (ٹیکسٹ) 99
- براعظم آسٹریلیا۔طبعی خدوخال (نقشہ) 100
- براعظم آسٹریلیا۔انتظامی تقسیم (نقشہ) 101
- براعظم جنوبی امریکہ۔اہم معلومات (ٹیکسٹ) 102
- براعظم جنوبی امریکہ۔آبادی کی اہم خصوصیات (ٹیکسٹ) 103
- براعظم جنوبی امریکہ۔طبعی خدوخال (نقشہ) 104
- براعظم جنوبی امریکہ۔انتظامی تقسیم (نقشہ) 105
- براعظم شمالی امریکہ۔اہم معلومات (ٹیکسٹ) 106
- براعظم شمالی امریکہ۔آبادی کے اہم خدوخال (ٹیکسٹ) 108-107
- براعظم شمالی امریکہ۔طبعی خدوخال (نقشہ) 109
- براعظم شمالی امریکہ۔انتظامی تقسیم (نقشہ) 110
- براعظم یورپ۔اہم معلومات (ٹیکسٹ) 111
- براعظم یورپ۔آبادی کی اہم خصوصیات (ٹیکسٹ) 113-112
- براعظم یورپ۔طبعی خدوخال (نقشہ) 114
- براعظم یورپ۔انتظامی تقسیم (نقشہ) 115
- دُنیا سیاسی تقسیم (نقشہ) 117-116
- قطب شمالی۔قطب جنوبی۔(نقشہ) 118
- مسلم ممالک (نقشہ) 119
- وسطی ایشیاء سیاسی تقسیم (نقشہ) 120
- جنوبی ایشیاء سیاسی تقسیم (نقشہ) 121
- دُنیا درجہ حرارت کی تقسیم (جنوری، جولائی) نقشہ 122
- دُنیا بارش کی سالانہ تقسیم۔دُنیا قدرتی نباتات کی تقسیم (نقشہ) 123
- دُنیا۔آب وہوا کے خطے (نقشہ) 124
- دُنیا۔زراعت کی تقسیم (نقشہ) 125
- دُنیا۔آبادی کی تقسیم (نقشہ) 126
- دُنیا۔مذاہب کی تقسیم (نقشہ) 127
- دُنیا۔زبانوں کی تقسیم (نقشہ) 128
- دُنیا۔وقت کی تقسیم (نقشہ) 129
- کرۂ ارض۔اہم معلومات (ٹیکسٹ) 131-130
- دُنیا میں توانائی کے وسائل کی پیداوار۔(ٹیکسٹ)
- کوئلہ، معدنی تیل، قدرتی گیس، بجلی (ٹیکسٹ) 136-132

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

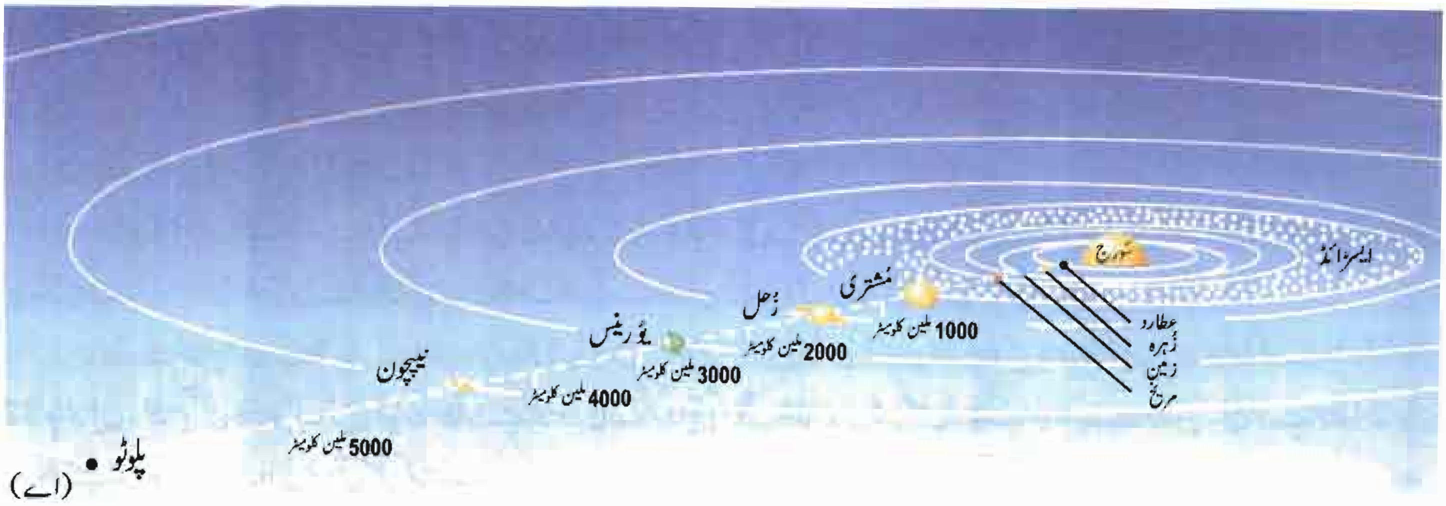

اشکال اے اور بی۔نظامِ شمسی۔(اے) میں تمام سیاروں کا سُورج سے فاصلہ دکھایا گیا ہے۔جبکہ (بی) میں سُورج اور تمام سیاروں کا حجم کے لحاظ سے موازنہ کیا گیا ہے۔

شمار	سیارے	سورج سے فاصلہ		قطر		سورج کے گرد گردش کی مدت	ذیلی سیاروں کی تعداد
		ملین کلومیٹر	ملین میل	کلومیٹر	میل		
1	عطارد	58	36	4,843	3,010	88 دن	0
2	زہرہ	108	67	12,310	7,650	225 دن	0
3	زمین	150	93	12,746	7,926	ایک سال(365 دن 5 گھنٹے 48 منٹ 46 سیکنڈ)	1
4	مریخ	228	142	6,790	4,220	ایک سال 322 دن	2
5	مشتری	779	484	142,836	88,760	11.9 سال	12
6	زحل	1,427	887	119,348	74,160	29.5 سال	10
7	یورینس	2,869	1,783	47,100	29,300	84.01 سال	5
8	نیپچون	4,495	2,794	44,700	27,800	164.8 سال	2
9	پلوٹو	5,895	3,666	5,950	3,700	248.5 سال	1

نظامِ شمسی (The Solar System)

کائنات میں کئی ملین ستارے ہیں اور ہمارا سورج ان میں ایک ہے۔ سورج ایک درمیانے سائز (حجم) کا ستارہ ہے۔ سورج ہمارا قریب ترین ستارہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے گرد مقررہ راستوں پر 9 سیارے اپنے مدار (Orbits) میں چکر لگا رہے ہیں اور زمین ان سیاروں میں سے ایک ہے۔ نظام شمسی کے 9 سیاروں میں کچھ سیاروں کے ذیلی سیارے (Satellites) ہیں جو ان سیاروں کے گرد اس طرح چکر لگا رہے ہیں جیسے یہ خود سورج کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ ان ذیلی سیاروں/سیارچوں کو چاند کہا جاتا ہے۔

زمین کا صرف ایک چاند ہے جبکہ کچھ سیاروں کے ایک سے زائد چاند ہیں۔ مشتری کے سب سے زیادہ 12 چاند ہیں جبکہ عطارد، زہرہ اور پلوٹو کا کوئی چاند نہیں ہے۔ لہٰذا سورج اور اس کے گرد گردش کرنے والے 9 سیارے اور ان کے چاند مل کر ہمارا نظام شمسی تشکیل دیتے ہیں۔

ہمارے نظام شمسی کے 9 سیارے عطارد، زہرہ، زمین، مریخ، مشتری، زحل، یورینس، نیپچون اور پلوٹو ہیں اور 9 سیاروں کے گرد گھومنے والے مجموعی 32 چاند ہیں۔ نظام شمسی کا نزدیک ترین سیارہ عطارد ہے جو سورج کے گرد اپنی گردش 88 دنوں میں مکمل کرتا ہے اور سب سے دور سیارہ پلوٹو ہے جو 248 سال اور 6 مہینے میں سورج کے گرد اپنی گردش مکمل کرتا ہے۔

نظام شمسی کے ان 9 سیاروں میں سے ہم زمین کے سوا باقی سیاروں کے متعلق ابھی بہت کم جانتے ہیں یہ تمام سیارے سورج کے گرد گردش کر رہے ہیں لیکن ان تمام سیاروں کی مدت گردش (ایک چکر) کا انحصار سورج سے فاصلے پر منحصر ہے۔

زمین The Earth

زمین سورج کے گرد فاصلے کے لحاظ سے گردش کرنے والا تیسرا سیارہ ہے جو تقریباً گول شکل (بیضوی) کی ہے جس کا قطب شمالی وقطب جنوبی قدرے پچکے ہوئے ہیں جبکہ استوائی قطر قطبی قطر سے قدرے زیادہ ہے اور ہم اسے جیواڈ (Geoid) کہتے ہیں زمین کا استوائی قطر 12,746 کلومیٹر جبکہ قطبی قطر قدرے کم 12,704 کلومیٹر ہے اور استوا پر زمین کا محیط (Circumference) 40,746 کلومیٹر ہے۔

زمین کی اندرونی ساخت (The Earth's Inner Composition)

زمین کو اندرونی ساخت کے لحاظ سے مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(A) ٹھوس اندرونی تہہ (Solid Inner Core)
(B) مائع بیرونی تہہ (Liquid Outer Core)
(C) زیریں ٹھوس مینٹل (Solid Lower Mantle)
(D) بالائی نیم ٹھوس مینٹل (Partially moldten Upper Mantle)
(E) کرہ ارض کی بالائی تہہ (سطح) (The Crust or Lithosphere)

زمین کی اندرونی ساخت
The Earth's Inner Composition

زمین کی اندرونی ساخت The Earth's Inner Composition

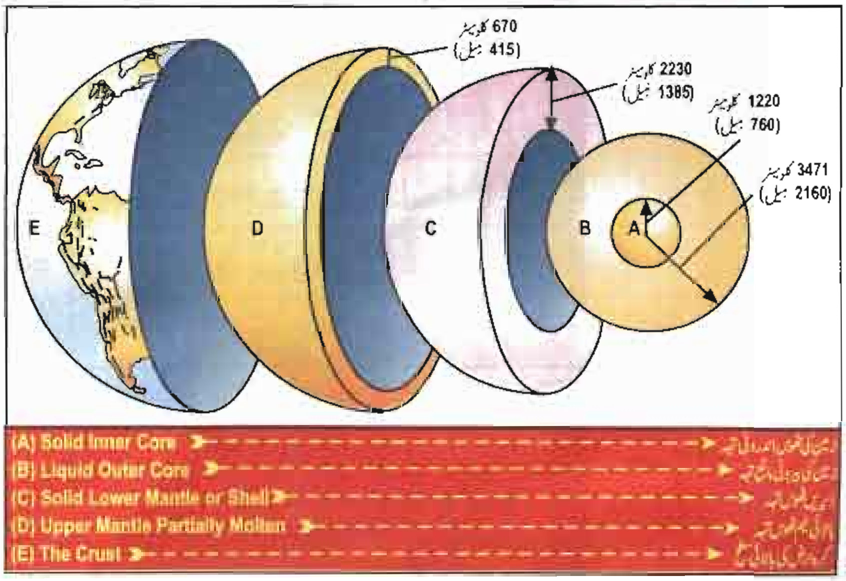

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(A) زمین کی ٹھوس اندرونی تہہ (Solid inner core)

زمین کی یہ اندرونی تہہ زمین کے مرکز سے 1220 کلومیٹر (760 میل) تک محدود ہے اور یہ سطح سمندر سے 5150 کلومیٹر (3200 میل) کی گہرائی میں واقع ہے۔ یہ اندرونی تہہ لوہے اور نکل پر مشتمل ہے اس لیے اس بھاری مادوں پر مشتمل ٹھوس تہہ کو نائف (Nickle+Ferrous=Nife) بھی کہا جاتا ہے۔

(B) زمین کی بیرونی مائع تہہ (Liquid Outer Core)

زمین کی یہ بیرونی مائع تہہ (Nife) کو ملفوف کیے ہوئے ہے جو زمین کے مرکز سے 3470 کلومیٹر (2160 میل) تک پھیلی ہوئی ہے اس تہہ کا آغاز سطح سمندر سے 2900 کلومیٹر (1800 میل) گہرائی سے ہوتا ہے۔ یہ تہہ بھی اندرونی تہہ کی طرح لوہے اور نکل پر مشتمل ہے لیکن کم دباؤ کے باعث نیم مائع حالت میں ہے اس تہہ کی کثافت (Density) 12.5 گرام فی مکعب سینٹی میٹر ہے۔

(C) زیریں ٹھوس مینٹل (Solid Lower Mantle or Shell)

زمین کی اندرونی مائع تہہ کے اوپر ٹھوس زیریں مینٹل واقع ہے جس کی موٹائی 2230 کلومیٹر (1385 میل) ہے۔ اس تہہ کی کثافت (Density) 9.8 گرام فی مکعب سینٹی میٹر ہے۔ یہ ٹھوس تہہ میگنیشیم، سلیکون اور لوہے کے آکسائیڈ پر مشتمل ہے۔

(D) بالائی نیم ٹھوس مینٹل (Upper Mantle Partially Molten)

زمین کی یہ نیم ٹھوس تہہ زمین کی بیرونی سطح (Crust) کے نیچے 670 کلومیٹر (415 میل) موٹی ہے اور اس تہہ کی کچھ چٹانیں مختلف مقامات پر مائع حالت میں ہیں۔ اس تہہ میں پائی جانے والی چٹانوں کی کثافت 3.5 گرام فی مکعب سینٹی میٹر ہے۔

(E) کرہ ارض کی بالائی سطحی تہہ (The Crust or Lithosphere)

زمین کی سطحی (crust) زمین کی وسطی تہہ (Mantle) کے اوپر واقع ہے جسے کرہ حجری بھی کہتے ہیں زمین کی یہ سب سے ہلکی تہہ گرینائٹ اور بسالٹ چٹانوں پر مشتمل ہے۔ یہ ٹھوس تہہ زمین کی بیرونی سطح پر مشتمل ہے جس کی موٹائی مختلف مقامات پر مختلف ہے جس کی اوسط موٹائی 7 کلومیٹر ہے لیکن بر اعظموں پر اس کی موٹائی 35 کلومیٹر تک ہے۔ زمین کی بالائی سطحی تہہ اور مینٹل کے درمیان ایک باریک تہہ ہے جو دونوں تہوں کو علیحدہ کرتی ہے۔ اس تہہ کو 1909ء میں ایک یوگوسلاویہ کے سائنس دان (Mohorovicic) نے دریافت کیا۔ لہٰذا اس تہہ کو موہو (Moho) یا Mohorovicic Discontinuity کہا جاتا ہے دنیا کے تمام بحر اور براعظم اس تہہ پر واقع ہیں اور تمام طبعی نقوش پہاڑ، سطح مرتفع، صحرا اور میدان اسی پر پائے جاتے ہیں اور انسانی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ جس کی سطح کو کرہ ہوائی ملفوف کیے ہوئے ہے جو موسمی کرشمہ سازیوں کا منبع ہے اور انسانی، حیوانی اور نباتاتی زندگی کا انحصار اسی کرہ ہوائی کے مرہونِ منت ہے۔

سورج کی اندرونی ساخت (Inside the Sun)

قدیم اقوام سورج دیوتا کی پرستش کرتی تھیں۔ اگرچہ وہ لوگ یہ باتیں نہیں جانتے تھے کہ سورج کس طرح پودوں کو سرسبز بناتا ہے اور کیسے موسم اور آب و ہوا پر اثر انداز ہوتا ہے لیکن انہیں سورج کی لازوال اہمیت کا احساس تھا۔ لیکن اب بڑی حد تک ان باتوں سے انسان واقف ہو چکا ہے اور یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہے کہ انسان سورج سے مزید کس طرح استفادہ کر سکتا ہے یہاں اس ڈائیگرام میں ان باتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہم سورج کے اندر ہونے والی کارگزاریوں سے کس حد تک واقف ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

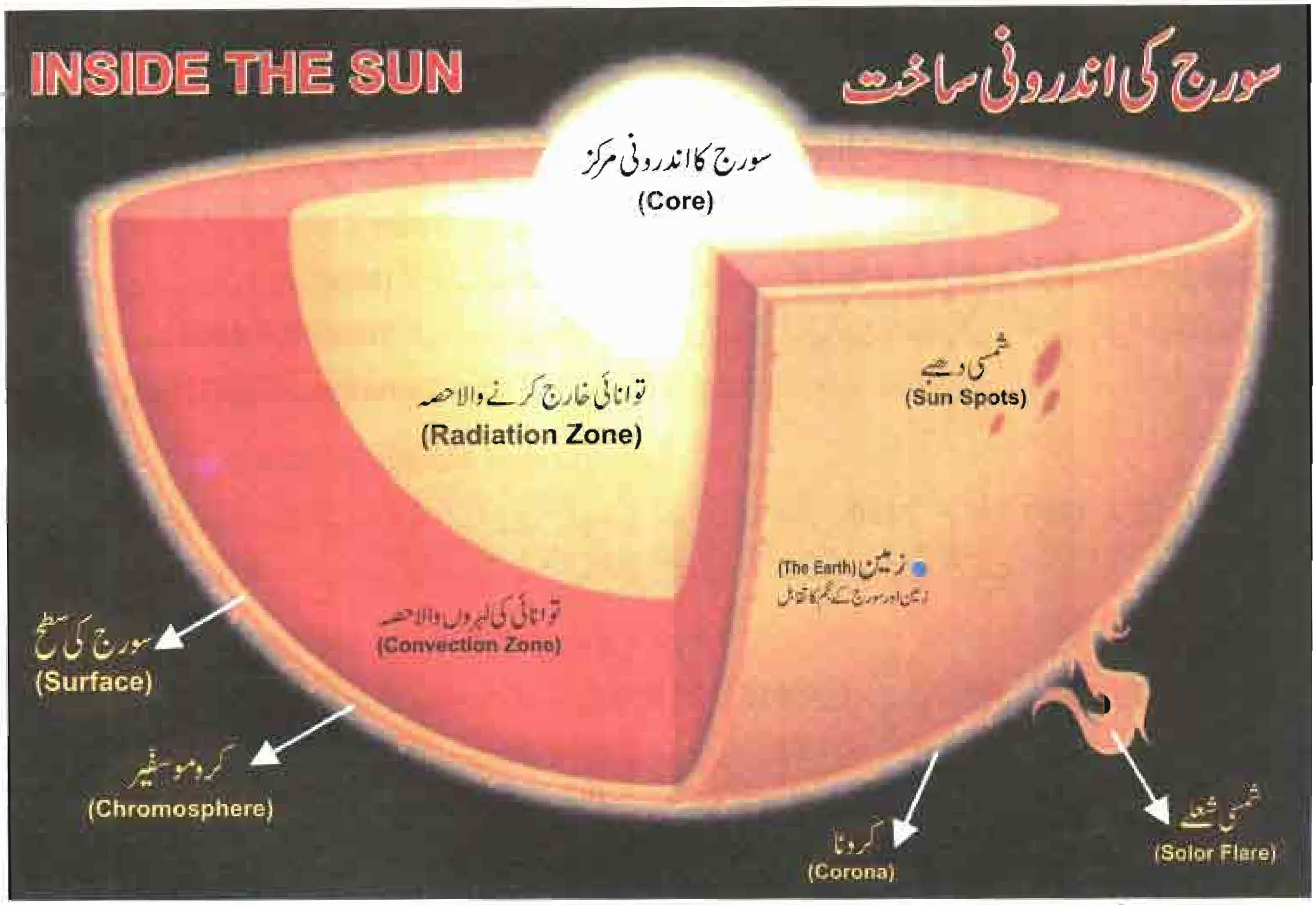

(1) سورج کا اندرونی مرکز (Core)

سورج کے مرکزی حصے میں بہت بڑی مرکزی فرنس (بھٹی) ہے یہاں ہائیڈروجن کے ایٹم کی (Fusion) سے ہیلیم کے ایٹم تشکیل پاتے ہیں جو بہت بڑی مقدار میں توانائی خارج کرتے ہیں سورج کے اس مرکزی حصے کا درجہ حرارت 27 ملین درجے فارن ہائیٹ ہے اور اس حصے کا دباؤ زمین کی سطح کے دباؤ سے 200 بلین گنا ہے۔

(2) توانائی خارج کرنے والا حصہ (Radiation Zone)

سورج کے مرکزی حصے (Core) سے حرارت گیما ریز کی صورت میں خارج ہونا شروع ہو جاتی ہے یہ لہریں جذب ہو جاتی ہیں اور کئی ملین ہائیڈروجن اور دوسرے ایٹم خارج کرنا شروع کر دیتی ہے یہ توانائی ایکس ریز (x-rays) الٹراوائیلٹ روشنی اور نظر آنے والی روشنی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(3) توانائی کی لہروں والا حصہ (Convection Zone)

بہت بڑی مقدار میں توانائی سورج کی سطح تک پہنچتی ہے جس طرح اُبلتے ہوئے پانی والے برتن کی سطح سے گرم گیسوں کے بلبلے حرارت سطح تک پہنچاتے ہیں۔

(4) شمسی دھبے (Sun Spots)

سورج کی سطح پر سیاہ دھبے نظر آتے ہیں جو قدرے کم گرم ہیں اور ان کا درجہ حرارت 7,600 درجے فارن ہائیٹ تک ہے۔ ان دھبوں کا سائز زمین سے 5 گنا ہے۔ یہ شمسی دھبے کبھی ظاہر اور کبھی غائب ہو جاتے ہیں اور ان کا وقفہ 11 سال تک کا ہوتا ہے جبکہ یہ شمسی دھبے کبھی زیادہ اور کبھی کم گرم ہوتے ہیں اور ان کا انحصار سورج کے اندرونی حصوں میں ہونے والی سرگرمی پر ہے۔ یہاں سے سورج سے مجموعی خارج ہونے والی توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(5) سورج کی سطح (Surface)

سورج کا یہ وہ حصہ ہے جو ہمیں نظر آتا ہے اس حصے کو سورج کی سطح یا فوٹو سفیر (photosphere) کہا جاتا ہے۔ اس سطحی حصے کا درجہ حرارت 11,000 فارن ہائیٹ سے اُوپر رہتا ہے۔

(6) کروموسفیر (Chromosphere)

سورج کی اس انتہائی باریک گیسوں پر مشتمل تہہ کا درجہ حرارت تقریباً 180,000 درجے فارن ہائیٹ تک ہے سورج کی سطح (فوٹو سفیر) کی تیز روشنی کے باعث کروموسفیر کی تہہ نظر نہیں آتی۔

(7) کرونا (Corona)

یہ سورج کی بیرونی فضائی تہہ ہے جس کا درجہ حرارت 5 ملین فارن ہائیٹ (50 لاکھ فارن ہائیٹ) تک ہے۔ جب مکمل سورج گرہن ہو تو ہم باریک گلابی کروموسفیر کا ہالا اور سفید موتی جیسی کرونا تہہ کو دیکھ سکتے ہیں۔

(8) شمسی شعلے (Solor Flare)

سورج کی سطح سے شمسی دھماکوں کی صورت میں ایکس ریز، ایٹمی ذرّوں اور کئی دوسری شکلوں میں توانائی کے شعلے اُٹھتے رہتے ہیں یہ شمسی شعلے سطح زمین پر ریڈیو مواصلات کی ترسیل پر اثر انداز ہوتے ہیں اور سطح زمین پر آنے والے طوفانوں کا تعلق بھی ان شمسی شعلوں سے جوڑا جاتا ہے۔

چاند (The Moon)

چاند ہماری زمین کا اکلوتا قدرتی سیارہ ہے اور یہ زمین سے صرف اوسطاً 2,38,900 میل (3,84,400 کلومیٹر) فاصلے پر ہے اور ایک عام دور بین کی مدد سے چاند کی سطح کے بیشتر خدوخال دیکھے جا سکتے ہیں۔

چاند کی سطح پر نہ تو پانی ہے اور نہ ہی ہوا اور نہ کسی قسم کا موسم ہے اور اس پر زندگی کے کسی قسم کے آثار نہیں ہیں اور یہ زمین کی بناوٹ کے بعد Meteorite سے وجود میں آیا ہے اور اس پر کسی قسم کی جیولوجیکل سرگرمی نہیں ہو رہی۔ چاند کی سطح پر پایا جانے والا سب سے بڑا نشیبی میدان ''ماریا'' (The Maria) ہے جس پر چند بڑے کریٹر (crater) ہیں۔

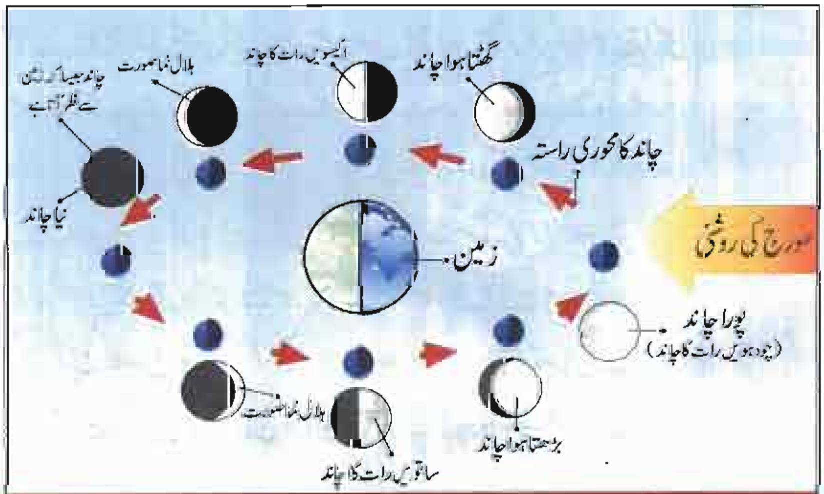

Different Phases of the Moon چاند کی مختلف منازل

چاند کے متعلق اہم معلومات (Important Facts of the Moon)

- چاند کا قطر (زمین=1)0.27(3360 کلومیٹر)
- کمیت (زمین=1)0.01
- حجم (زمین=1)0.02
- کثافت (پانی=1)3.34
- کشش ثقل (زمین=1)0.17
- اوسط درجہ حرارت (-18°C)0°f

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ii) چاند کی مختلف حالتیں (Phases of Moon)

چاند بھی نظام شمسی کے دیگر سیاروں وسیارچوں کی طرح اپنے محور کے گرد اور اپنے بیضوی مدار میں زمین کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ چاند کا اپنے مدار کے گرد گھومنے کا وقت 27 دن 7 گھنٹے اور $43\frac{1}{4}$ منٹ ہے اور چاند ہماری زمین کے گرد مغرب سے مشرق کی طرف گھومتا ہے۔ چاند کی روشنی زمین تک ڈیڑھ سیکنڈ میں پہنچتی ہے۔

چاند کو اپنی مداروی گردش کے لحاظ سے چار منازل میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہ منازل اس وجہ سے ہیں کہ اس کا جتنا حصہ سورج کے سامنے ہوتا ہے اتنا روشن نظر آتا ہے جبکہ باقی تاریک۔ جب سورج اور چاند دونوں زمین کی ایک طرف ہوتے ہیں تو چاند کی اندھیری سطح زمین کی طرف ہوتی ہے اور جیسے یہ مشرق کی طرف جاتا ہے تو پہلی حالت میں باریک ہلال نما شکل میں نظر آتا ہے اور نئے چاند کے ایک ہفتے بعد چاند کی آدھی سطح روشن نظر آتی ہے۔ جب مزید ایک ہفتے بعد سورج زمین کے ایک طرف اور چاند دوسری طرف ہوتا ہے تو پورا چاند روشن نظر آتا ہے۔ اور اس کے بعد آہستہ آہستہ محدب ہوتا چلا جاتا ہے اور تیسرے ہفتے میں سورج کے مغرب کی طرف چلا جاتا ہے اور روشن حصہ کم ہوتا جاتا ہے۔

چاند گرہن (How a lunar eclipse occurs)

چاند گرہن (The Eclipse of the Moon)

گرہن کی دو اقسام ہیں اور یہ دونوں اقسام سورج زمین اور چاند کی گردش کے دوران مخصوص پوزیشن کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ زمین اور چاند دونوں خلا میں اپنے مخصوص مدار میں گردش کرتے ہیں۔ جب سورج زمین اور چاند ایک لائن میں آجائیں اور زمین درمیان میں آجائے تو زمین، سورج کی روشنی کو چاند تک نہیں پہنچنے دیتی۔ ایسی حالت میں چاند تاریک نظر آتا ہے۔ پورا چاند گرہن چند لمحات کے لیے ہوتا ہے ورنہ اس کا کچھ حصہ تاریک نظر آتا ہے۔ پورا چاند گرہن ایک گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہوتا ایک سال میں زیادہ سے زیادہ تین دفعہ چاند گرہن ہو سکتا ہے اور بعض سالوں میں کوئی چاند گرہن نہیں ہوتا ہے۔

سورج گرہن HOW A SOLAR ECLIPSE OCCURS

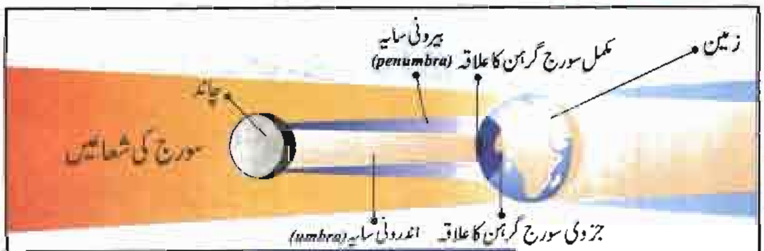

جزوی سورج گرہن کیسے وقوع پذیر ہوتا ہے؟ جب چاند زمین سے زیادہ سے زیادہ فاصلہ پر ہو تو یہ گرہن کے دوران سورج کو پوری طرح نہیں ڈھانپ سکتا اور اس طرح صرف جزوی سورج گرہن (Annular Eclipse) لگتا ہے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ روشنی کا ایک دائرہ سورج کے درمیان میں نظر آتا رہتا ہے جسے (Annulus) کہتے ہیں۔

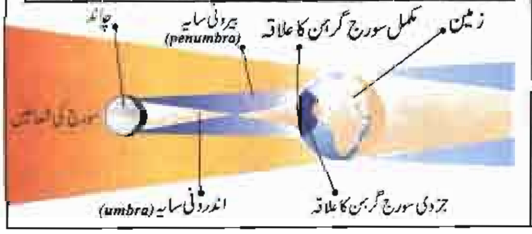

سورج کی روشنی کا ہالہ (Ring of Sunlight) سورج گرہن کے دوران روشنی کا ایک ہالہ (Annulus) دیکھا جا سکتا ہے یہ ہالہ درحقیقت سورج کا وہ حصہ (Photo sphere) ہے جو صاف نظر آ رہا ہے جبکہ اس میں کرونا (Corona) دکھائی نہیں دے رہا۔

سورج گرہن (The Eclipse of the Sun)

چاند گرہن کے برعکس جب چاند۔ سورج اور زمین کے درمیان آجائے (بشرطیکہ تینوں ایک لائن میں ہوں) تو سورج گرہن کہلاتا ہے ایسی صورت میں چاند اپنا سایہ زمین پر پھیلا دیتا ہے اور ہم پورے یا جزوی طور پر سورج کی تاریک سطح دیکھ سکتے ہیں۔ ہر سال کم از کم دو دفعہ سورج گرہن ہوتا ہے۔ لیکن یہ دنیا کے ہر حصے میں نہیں دیکھا جا سکتا۔ پورا سورج گرہن بہت کم دیکھنے میں آتا ہے اور جب پورا سورج گرہن ہو تو سورج کے گرد ایک گیسوں کا ہالہ ''کرونا'' (The Corona) آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے دنیا میں پورا سورج گرہن زیادہ سے زیادہ $7\frac{1}{2}$ منٹ کا ہوتا ہے جبکہ عام طور پر 2 تا 3 منٹ تک رہتا ہے جبکہ جزوی سورج گرہن 3 تا 4 گھنٹے تک دیکھا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمین کی گردش محوری ودوری (The Earth's Rotation on its Axis and its Orbit)

ہماری زمین نظام شمسی کا تیسرا سیارہ ہے لہٰذا باقی سیاروں کی طرح اپنے محور (Axis) اور مدار (Orbit) میں گردش میں رہتی ہے اور 29 کلومیٹر فی سیکنڈ کے حساب سے اپنے بیضوی مدار میں محوِ سفر ہے۔

(i) زمین کا محور (The Earth's Axis)

زمین اپنے محور پر عموداً قائم نہیں بلکہ $66\frac{1}{2}$ درجے پر جھکی ہوئی ہے اور اس کی یہ گردش (محوری) مغرب سے مشرق کی طرف ہے جس سے ہمارے دن اور رات وجود میں آتے ہیں اور یہ محوری گردش زمین 24 گھنٹے میں پوری کرتی ہے۔ اگر زمین اپنے محور پر عموداً قائم ہوتی تو ہر جگہ دن اور رات برابر ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دن ورات ہر جگہ برابر نہیں ہیں اور اگر اس کا محور اپنے مدار (Orbit) کے متوازی ہوتا تو کرہ ارض کے آدھے حصے پر ہمیشہ دن اور آدھے پر رات رہتی۔

(ii) زمین کی مختلف گردشیں (The Earth's Movements)

زمین دو طرح سے گردش کرتی ہے اور یہ دونوں گردشیں بیک وقت جاری رہتی ہیں (a) گردش محوری (Rotation) زمین لٹو کی طرح اپنے محور پر گردش کرتی ہے اور 24 گھنٹے میں اپنے محور کے گرد ایک گردش مکمل کرتی ہے۔ جس سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں جو حصہ سورج کے سامنے ہوتا ہے وہاں دن اور جو عقب میں ہوتا ہے وہاں رات ہوتی ہے۔ ہمیشہ آدھی زمین پر رات اور آدھی زمین پر دن رہتا ہے اور زمین ایک گھنٹے میں 15 درجے طول بلد سورج کے سامنے سے گزر جاتی ہے اور اس حرکت کے باعث زمین کا آدھا حصہ ہمیشہ روشن رہتا ہے۔

(b) گردش دوری (Revolution) زمین اپنے محور پر $66\frac{1}{2}$ درجے پر جھکی ہوئی اپنے مدار میں نظام شمسی کے دوسرے سیاروں کی طرح محوِ سفر رہتی ہے اور یہ گردش دوری 365 دن 5 گھنٹے 48 منٹ اور 46 سیکنڈ میں مکمل ہوتی ہے۔ اسے سالانہ گردش کہتے ہیں۔

(iii) زمین کی گردش دوری اور موسموں کا تغیر وتبدل (The Earth's Revolution & Seasons)

زمین کی گردش دوری (سالانہ گردش) کے باعث ہماری زمین پر موسمی تغیر وتبدل ظہور پذیر ہوتا ہے زمین چونکہ 365 دن سے زیادہ وقت میں اپنی سالانہ گردش پوری کرتی ہے۔ لہٰذا عام طور پر فروری کا مہینہ 28 دن کا ہوتا ہے۔ جبکہ ہر چوتھے سال جب لیپ کا سال ہوتا ہے تو سال 366 دن کا ہوتا ہے اور فروری کا مہینہ 29 دن کا ہوتا ہے۔

موسموں کا تغیر وتبدل (The Seasons)

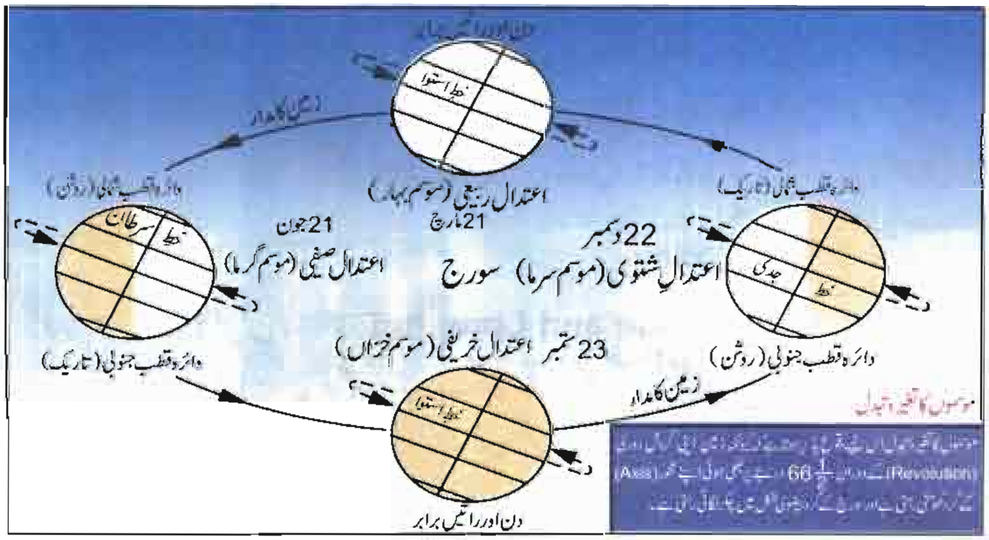

چونکہ زمین اپنی گردش دوری کے دوران $66\frac{1}{2}$ درجے پر جھکی ہوئی سفر کرتی ہے۔ لہٰذا اس کے باعث ہمارا موسمی تغیر وتبدل عمل میں آتا ہے اور مختلف مقامات پر دن اور رات کی لمبائی (وقت) مختلف ہوتی ہے۔

(a) ہمارے موسم (Our Seasons)

جب زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے۔ تو اس (زمین) کا آدھا حصہ 6 ماہ تک سورج کی شعاعیں براہ راست وصول کرتا ہے یعنی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

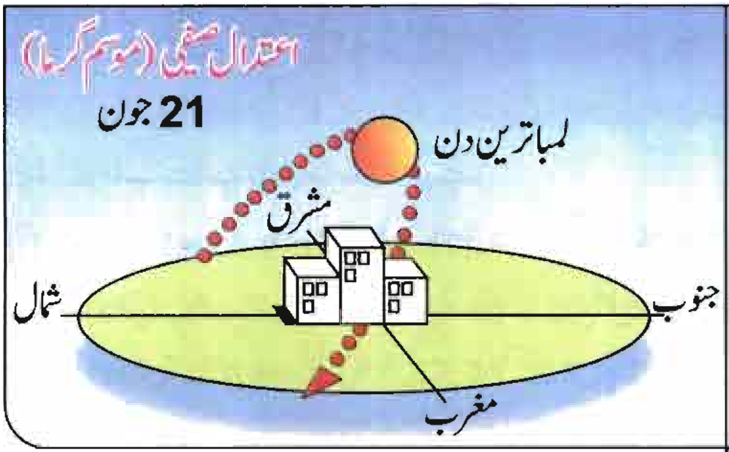

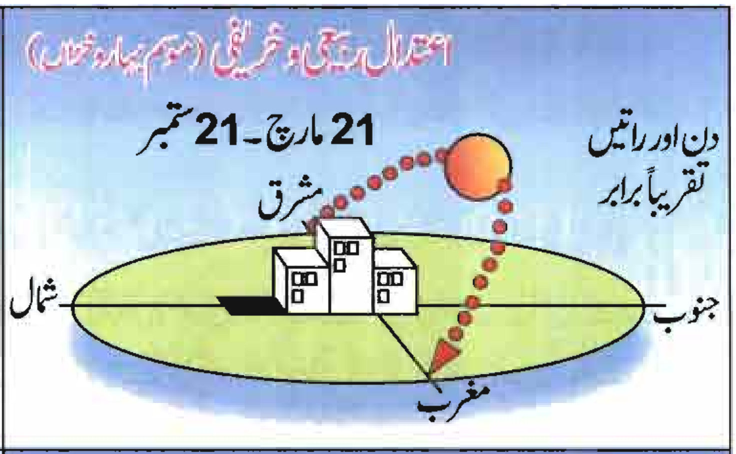

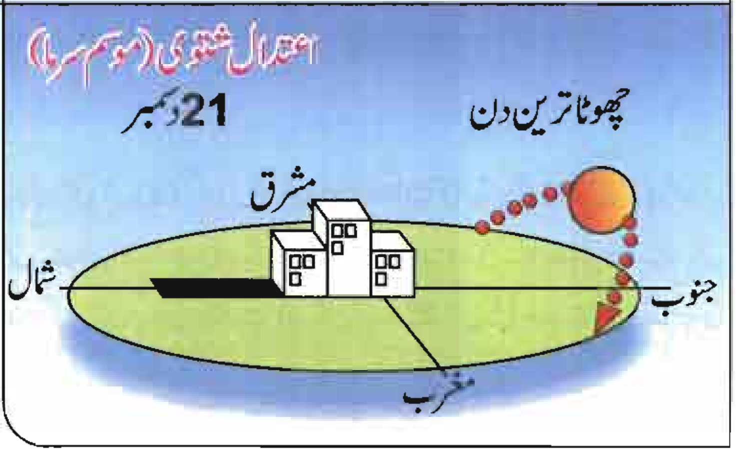

حصے پر عمودی شعاعیں پڑتی ہیں اور 6 ماہ تک اس حصے میں گرمیاں رہتی ہیں۔ جبکہ دوسرے آدھے حصے میں ترچھی شعاعوں کے باعث سردیوں کا موسم رہتا ہے۔

(i) 21 جون کو نصف کرہ شمالی سورج کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے اور سورج کی شعاعیں خطِ سرطان $23\frac{1}{2}$ عرض بلد شمال (Tropic of Cancer) پر عموداً پڑ رہی ہوتی ہیں۔ جبکہ نصف کرہ جنوبی میں صورت حال اُلٹ ہوتی ہے اور اس صورت حال کو اعتدال صیفی (Summer Solstice) کہتے ہیں اور اس وقت نصف کرہ شمالی میں گرمیوں کا وسط (mid summer) ہوتا ہے اور دن لمبے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

(ii) جبکہ 22 دسمبر کو صورت حال بالکل تبدیل ہوجاتی ہے اور قطب شمالی سورج سے دور چلا جاتا ہے اور سورج اب (22 دسمبر) خط جدی $23\frac{1}{2}$ درجے عرض بلد جنوب پر عموداً چمک رہا ہوتا ہے اس صورت حال کو اعتدال شتوی (WinterSolstice) کہتے ہیں اور نصف کرہ جنوبی میں (Tropic of capricorn) گرمیوں کا موسم ہوتا ہے۔ جبکہ نصف کرہ شمالی میں سردیاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا نصف کرہ جنوبی میں دن لمبے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

(iii) اسی طرح 21 مارچ اور 23 ستمبر کو سورج وسط گرما اور وسط سرما کی پوزیشنوں کے وسط میں عموداً چمکتا ہے اور ان دونوں دنوں میں سورج کی شعاعیں خط استوا (Equator) پر عموداً پڑ رہی ہوتی ہیں اور دونوں نصف کروں میں موسم متعدل ہوتا ہے۔ لہٰذا 21 مارچ کو نصف کرہ شمالی میں موسم بہار (اعتدال ربیعی) اور نصف کرہ جنوبی میں موسم خزاں (اعتدال خریفی) ہوتا ہے اسی طرح 23 ستمبر کو نصف کرہ شمالی میں موسم خزاں (اعتدال خریفی) جبکہ نصف کرہ جنوبی میں موسم بہار (اعتدال ربیعی) ہوتا ہے۔ لہٰذا ان دونوں (21 مارچ اور 23 ستمبر) کو اعتدال ربیعی و خریفی کہتے ہیں اور ان دنوں دونوں نصف کروں میں دن اور رات تقریباً برابر ہوتے ہیں۔

خطوطِ طول بلد و عرض بلد (Latitude and Longitude)

جب ہم زمین پر کسی خاص مقام کے محل وقوع کا ذکر یا نشان دہی کرتے ہیں تو اس خاص مقام کی نشان دہی کے لیے ایک خیالی گرڈ (An imaginery gird) کا استعمال کرتے ہیں۔ گرڈ ہمیشہ زاویہ قائمہ پر کاٹتے ہوئے دو خطوطِ کا نقطہ اتصال ہوتا ہے۔ وہ خطوط یا خط جو شرقاً غرباً واقع ہوں انہیں خطوطِ عرض (Parallels of Latitude) کہتے ہیں جبکہ شمالاً جنوباً خطوط کو خطوطِ طول بلد (Meridians of Longitude) کہا جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔خطوطِ طول بلد وعرض بلد کو درجوں (degrees) میں ناپا جاتا ہے۔

ہماری زمین ایک دائرے (Sphere) کی شکل کی ہے۔لہٰذا حساب دانوں (Mathematicians) نے زمین کو 360 ڈگری (درجوں) میں تقسیم کیا ہے اور یہ خطوط (ڈگریز) زمین کے مرکز (قطب شمالی وجنوبی) سے روشنی کی شعاعوں کی طرح منعکس ہورہے ہیں اور دو لائنوں کا درمیانی زاویہ ڈگری (درجہ) کہلاتا ہے۔ ہرڈگری (زاویہ) 60 منٹوں اور ہرمنٹ 60 سیکنڈوں میں منقسم ہے۔

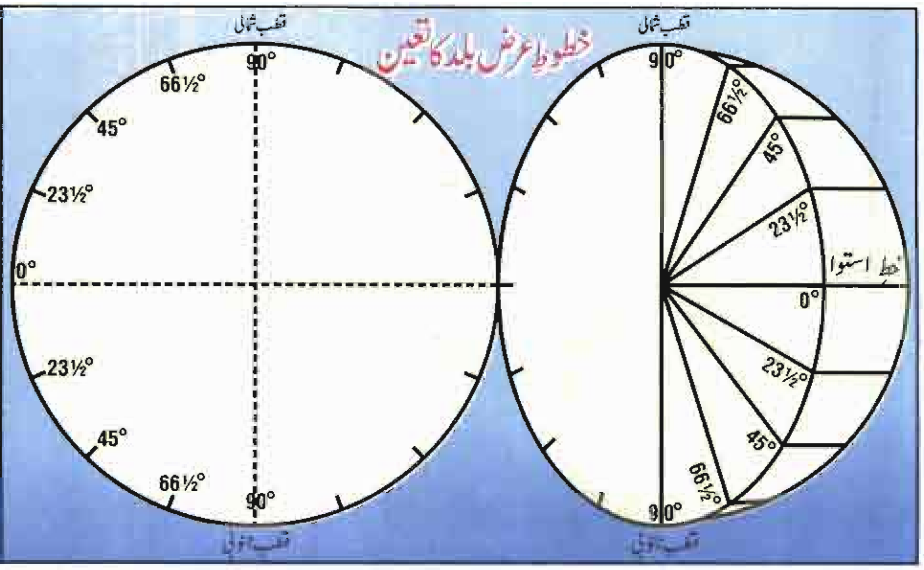

(i) خطوطِ عرض بلد (Parallels/Latitudes)

گرڈ سسٹم میں شرقاً غرباً خطوط کو اب بھی متوازی خطوط (Parallels) کہا جاتا ہے اور یہ نام یونانیوں کا ودیعت کردہ ہے۔خطوط عرض بلد کبھی ایک دوسرے کو قطع نہیں کرتے۔موجودہ دور کی زمین کے گرڈ سسٹم کی بنیاد یونانی جغرافیہ دانوں کی رکھی ہوئی ہے اور یہ متوازی خطوط اب عرض بلد (Lines of Latitudes) کہلاتے ہیں۔

زمین کے وسط سے شرقاً غرباً گزرتا ہوا خط جو زمین کو دو برابر نصف کروں میں تقسیم کرتا ہے خط استوا کہلاتا ہے۔اس کو Great Circle (سب سے بڑا خط) بھی کہا جاتا ہے کل خطوطِ عرض بلد کی تعداد 180 ہے۔ 90^0 درجے خط استوا کے شمال اور 90^0 درجے جنوب میں واقع ہیں۔ 90^0 درجے شمالی کو قطب شمالی اور 90^0 درجے جنوبی کو قطب جنوبی کہا جاتا ہے۔شمالی حصہ کو نصف کرہ شمالی جبکہ جنوبی حصہ کو نصف کرہ جنوبی کہا جاتا ہے جغرافیہ دانوں نے خطوط عرض بلد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔- Latitudle is the angular distance,measured in degrees north or south, of a point along a parallel from the Equator.

(ii) خطوطِ طول بلد (Longitudes)

خطوطِ عرض بلد کی طرح زمین کو شمالاً جنوباً خطوط کے ذریعے 360^0 درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

تمام خطوط طول بلد قطب شمالی اور قطب جنوبی پر مرکوز ہوتے ہیں اور تمام خطوط طول بلد زمین کو شمالاً جنوباً دو نصف کروں میں تقسیم کرتے ہیں۔خطوط طول بلد کو میریڈین بھی کہا جاتا ہے۔

1884ء میں متفقہ طور پر برطانیہ کے شہر لندن کی رائل رصدگاہ گرین وچ سے گزرنے والے خط طول بلد کو صفر طول بلد (پرائم میریڈین) تسلیم کیا گیا جس سے 180^0 طول بلد مشرق کی جانب اور 180^0 طول بلد مغرب کی طرف واقع ہیں۔ چونکہ 180^0 مشرقی اور 180^0 مغربی طول بلد صفر طول بلد کے بالکل مخالف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

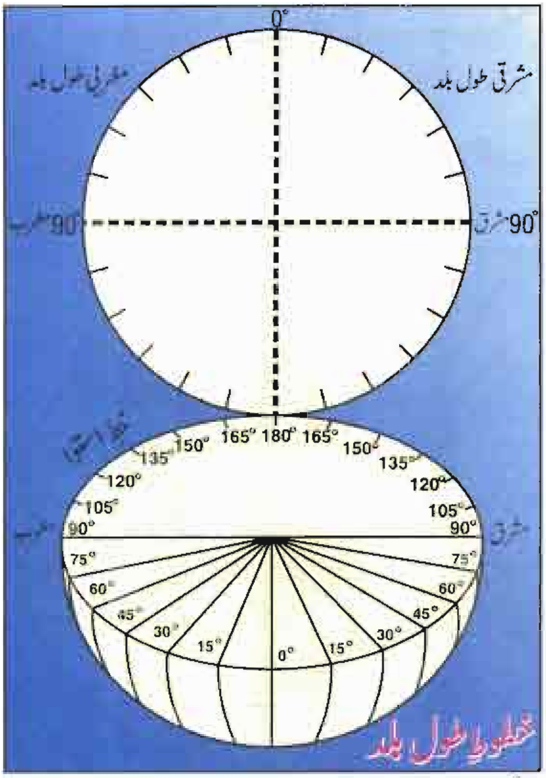

سمت میں واقع ہے۔ لہٰذا 180^0 طول بلد اور صفر طول بلد زمین کو دو نصف کروں (مغربی نصف کرہ اور مشرقی نصف کرہ) میں تقسیم کرتے ہیں 180^0 مشرقی و مغربی طول بلد صفر طول بلد (پرائم میریڈین) سے مشرق اور مغرب میں مقامات کے محل وقوع کو متعین کرتے ہیں جبکہ 180^0 طول بلد بین الاقوامی خطِ تاریخ (International date line) متعین کرتا ہے اس لیے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ خطوطِ طول بلد کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

(Longitude is the angular distance, measured in degrees east or west of a point along a meridian from the Prime Meridian)

خطوطِ طول بلد اور معیاری وقت (Longitude and Time)

زمین پر کسی خاص مقام پر وقت متعین کرنے کے لیے خطوط طول بلد کو استعمال کیا جاتا ہے تمام مقامات جو ایک میریڈین (طول بلد) پر واقع ہوں وہاں ایک وقت ہوتا ہے مثلاً صفر طول بلد (پرائم میریڈین) پر تمام مقامات پر ایک ٹائم ہوگا جس کو گرین وچ ٹائم (Greenwich mean time GMT) کہا جاتا ہے یہ اس لیے ہے کہ زمین مغرب سے مشرق کی سمت گردش کرتی ہے۔ لہٰذا ایک خط طول بلد پر واقع تمام مقامات ایک مقررہ وقت (Noon Day Sun) سورج کے سامنے سے گزرتے ہیں (ایک مقامی وقت پر پہنچتے ہیں)۔

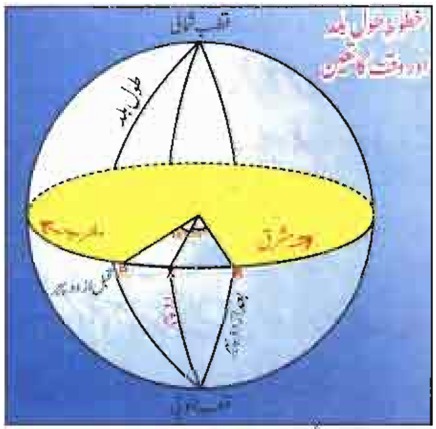

زمین کو اپنے محور کے گرد ایک چکر مکمل کرنے کے لیے 24 گھنٹے (1440 منٹ) درکار ہیں۔ لہٰذا 24 گھنٹوں میں 360^0 خطوط طول بلد سورج کے آگے سے گزر جاتے ہیں۔ 24 گھنٹوں (1440 منٹ) کو 360^0 پر تقسیم کرنے سے 4 منٹ جواب آتا ہے۔ لہٰذا زمین 4 منٹوں میں ایک ڈگری مغرب سے مشرق کی طرف گھوم جاتی ہے اور اس طرح 60 منٹوں میں 15^0 طول بلد گردش کر جاتی ہے۔ (یہ بات ڈایا گرام طول بلد اور وقت سے مزید واضح ہو جاتی ہے) زمین پر مختلف مقامات پر وقت کا فرق طول بلد کی نسبت سے معلوم کیا جاتا ہے۔ ہر 15 طول بلد پر ایک گھنٹے کا فرق ہو جاتا ہے اس لیے جب ہم مشرق کی طرف جاتے ہیں تو اپنی گھڑیوں پر 15^0 طول بلد پر ایک گھنٹہ آگے اور مغرب کی طرف ایک گھنٹہ پیچھے کر لیتے ہیں۔ اس طرح دنیا (گلوب) وقت کے 24 منطقوں (زون) میں منقسم ہو جاتی ہے۔ (مزید معلومات کے لیے دنیا کے نقشہ جات کے حصے میں وقت کے منطقے دیکھے جا سکتے ہیں)۔

سمندری پانی کی حرکات (Movements of the Oceans)

سمندر کا پانی کسی لمحہ بھی ساکن نہیں رہتا۔ دن ہو یا رات یہ ہر لمحہ حرکت کرتا رہتا ہے۔ سمندری پانی کے حرکت میں رہنے کے کئی اسباب ہیں۔ مثلاً ہوا کا عمل چاند کی کشش ثقل زلزلے و آتش فشانی کا عمل وغیرہ۔ سمندری پانی میں ظاہری طور پر تین حرکات پیدا ہوتی ہیں اور یہ لہریں (Waves) رَوئیں (Currents) اور مدو جزر (Tides) ہیں۔

سمندری مدوجزر (Ocean Tides)

سمندر کے پانی میں مقررہ وقفوں کے ساتھ اتار و چڑھاؤ کے عمل کو مدو جزر کہا جاتا ہے اور یہ دنیا کے تمام سمندروں میں ہوتا ہے جب سمندری پانی کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خاص وقت میں بتدریج بلند ہونے لگتا ہے تو اسے مد۔ جوار یا چڑھاؤ (Flood hightide) کہتے ہیں اور جب یہ کم سے کم سطح اختیار کر لے تو اسے جزر / بھاٹا یا اتار (Ebb lowtide) کہتے ہیں۔

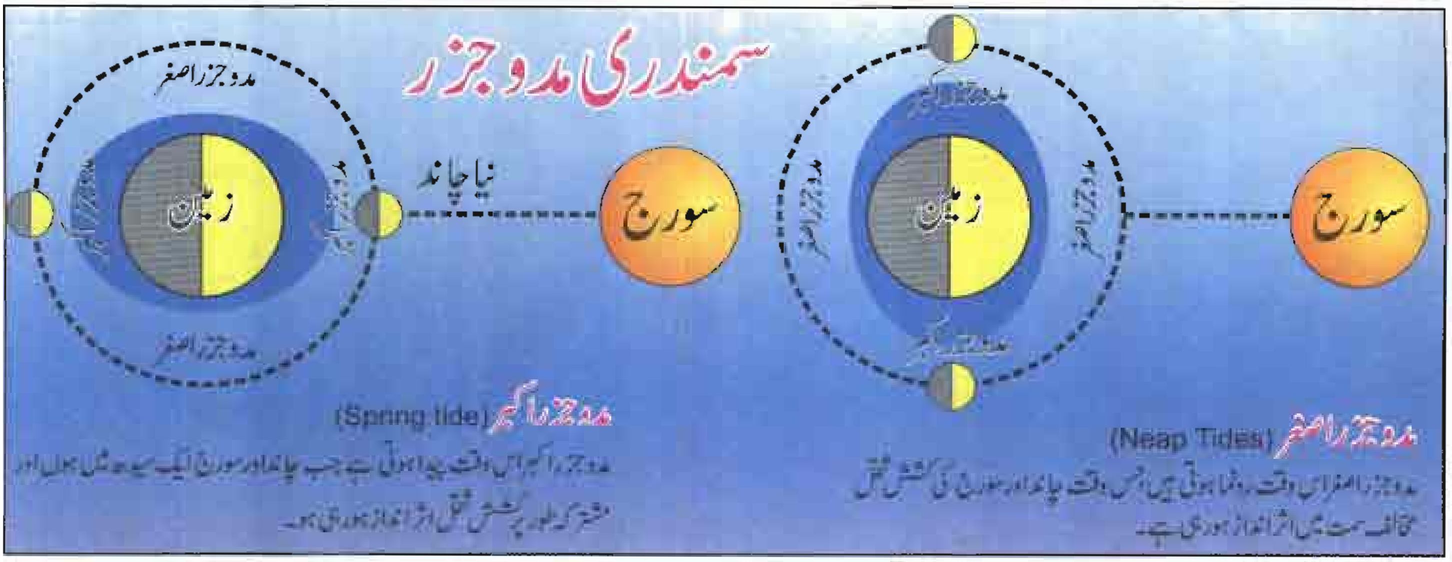

(i) مدو جزر اکبر (Spring Tides)

جب چاند، سورج اور زمین ایک ہی لائن میں موجود ہوں تو چاند اور سورج دونوں مل کر سمندری سطح آب کو کششِ ثقل کے باعث متاثر کرتے ہیں اور یہ کیفیت چاند کی پہلی اور چودھویں تاریخ کے موقع پر ہوتی ہے۔ ان دونوں تاریخوں میں بہت بڑی لہریں (نشیب و فراز) پیدا ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان کو مدو جزر اکبر (Spring Tides) کہتے ہیں۔

(ii) مدو جزر اصغر (Neap Tides)

جب سورج اور چاند زمین کے ساتھ 90° کا زاویہ بنائیں تو اس وقت مدو جزر اصغر رونما ہوتی ہیں۔ یہ صورت حال چاند کی سات اور اکیس تاریخ کو ہوتی ہے۔ چاند اور سورج ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں اس طرح مدو جزر کی چھوٹی لہریں پیدا ہوتی ہیں ان کو مدو جزر اصغر (Neap Tides) کہتے ہیں۔

سمندری اتار چڑھاؤ ہر دفعہ ایک جیسا نہیں ہوتا ان میں ہر دفعہ کسی حد تک فرق ہوتا رہتا ہے خلیج فنڈے (Bay of Funday) میں مدو جزر 15 میٹر تک پایا جاتا ہے اس میں ایک ہفتہ تک چڑھاؤ اور ایک ہفتہ تک اتار ہوتا جاتا ہے۔ سمندری مدو جزر کے انسانی معاشی سرگرمی پر مثبت اور منفی دونوں قسم کے اثرات پائے جاتے ہیں۔

سمتوں کا تعین (Determination of Directions)

علم جغرافیہ میں سمتوں کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ انسانی زندگی کے آغاز سے لے کر اب تک اس کی افادیت اور اہمیت میں کمی واقع نہیں ہوئی۔ دور قدیم کا انسان سمتوں کا تعین زمین پر بڑے بڑے نقوش کو ذہن میں رکھ کر کرتا تھا جبکہ بعد میں سمتوں کا تعین ستاروں کی مدد سے ہونے لگا۔ اور مسلمان جغرافیہ دان اس میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ دور حاضر میں سمتوں کا تعین اطراف رئیسہ (Cardinal points) کی مدد سے ہونے لگا۔

علم جغرافیہ کے علاوہ ہوابازی، جہاز رانی، مسجدوں کی تعمیر، نماز کی ادائیگی، حربی معاملات، انسانی تدفین اور دوران سفر سمت کا معلوم ہونا بہت ضروری ہے اس کے بغیر منزل مقصود پر پہنچنا اگرنا ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔

ہماری زمین اپنے قطبی محور (قطب شمالی و جنوبی) پر گھومتی ہے جس کو جغرافیائی محور بھی کہا جاتا ہے۔ لہٰذا شمالی و جنوبی قطبوں کو ملاتی ہوئی عمودی لائن کو شمالاً

www.KitaboSunnat.com

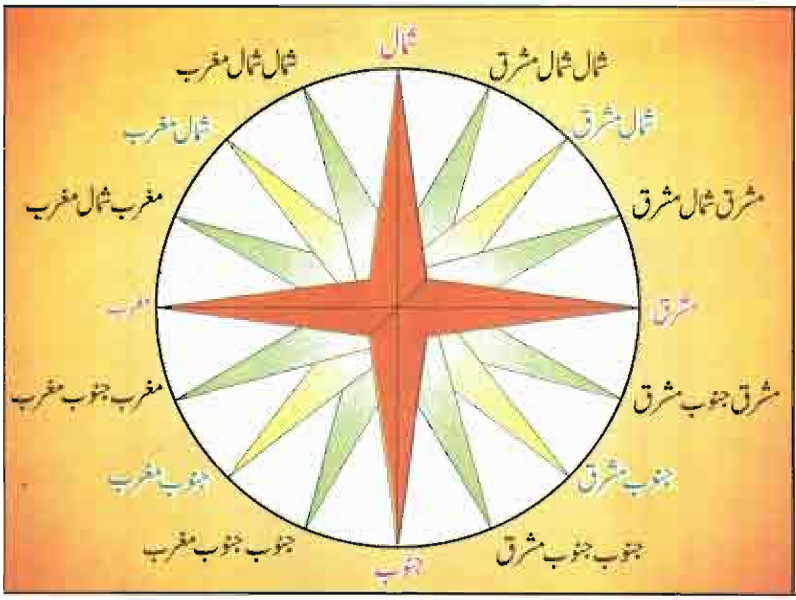

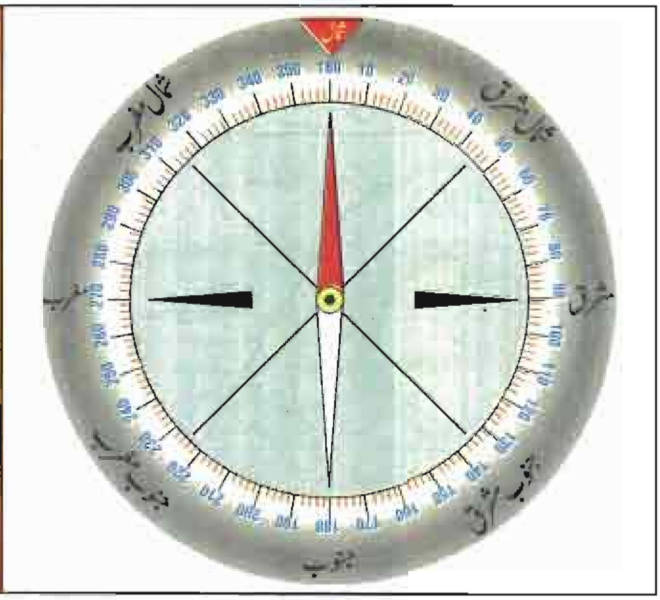

جنوباً خط کہا جاتا ہے اور کوئی خط اس لائن کو کسی مقام پر زوایہ قائمہ پر کاٹتا ہوا شرقاً غرباً خط کہلاتا ہے۔جس طرف سے سورج طلوع ہوا سے مشرق اور جس طرف غروب ہوا سے مغرب کہا جاتا ہے۔ لہٰذا یہی شمال' جنوب' مشرق' اور مغرب اطراف رئیسہ کہلاتے ہیں۔ اطراف رئیسہ میں سب سے زیادہ اہمیت شمال کو حاصل ہے کیونکہ اگر شمال معلوم ہو تو دوسری سمتیں آسانی سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

اطراف رئیسہ (Cardinal Points) کے درمیانی زاویوں کی تقسیم کو (تنصیف) شمال مشرق۔ جنوب مشرق۔ جنوب مغرب اور شمال مغرب کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ڈائیگرام سے واضح ہے۔ان سمتوں کو معلوم کرنے کے لیے قطب نما (Compass) استعمال کیا جاتا ہے آپ دنیا میں کسی مقام پر بھی ہوں۔ قطب نما کی سوئی شمال کی طرف ہوگی جس سے بڑی آسانی سے دوسری تمام اطراف کا تعین کیا جاسکتا ہے۔کسی بھی نقشے پر ان اطراف کا تعین ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نقشے کو سمجھنا بہت دشوار کام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

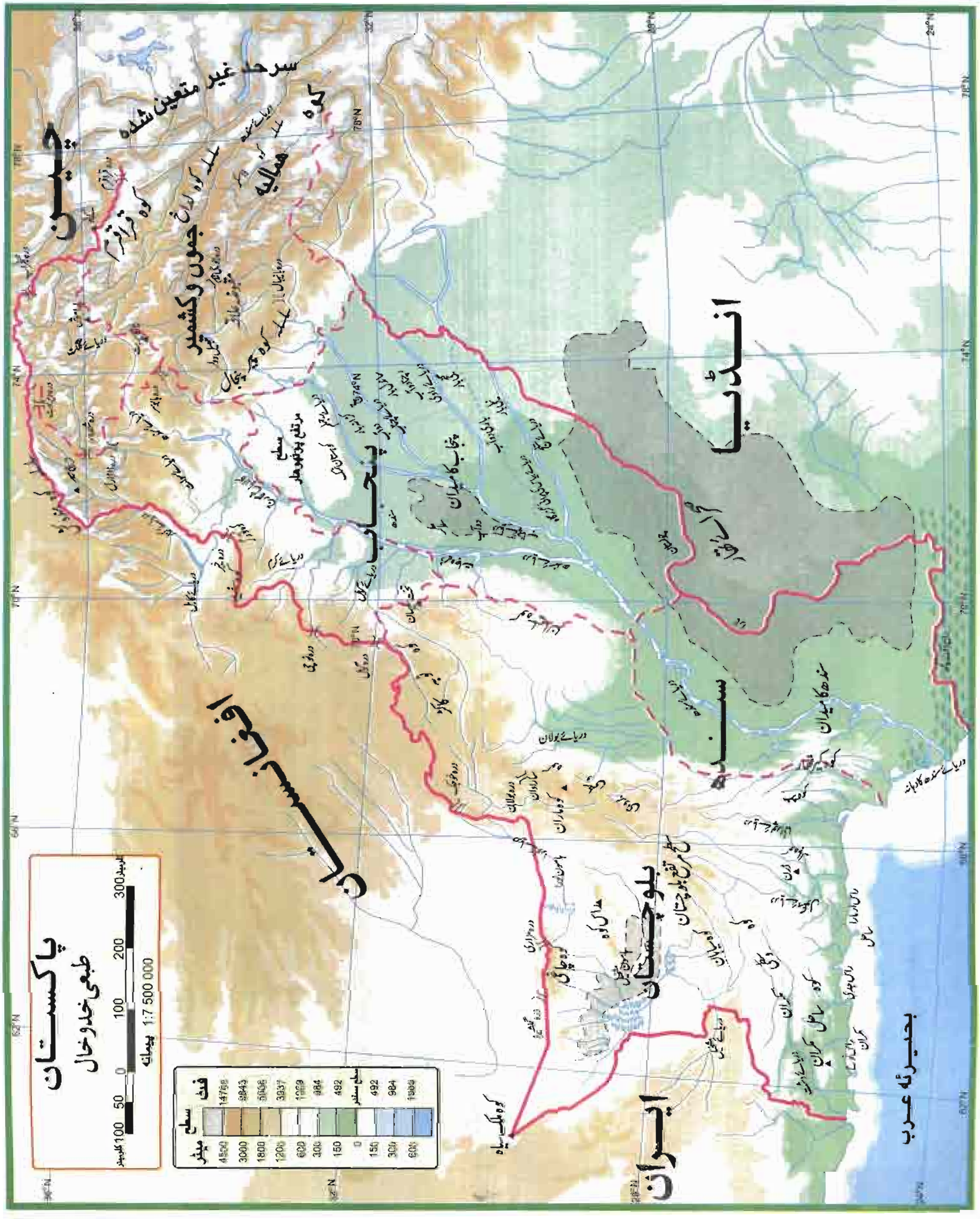

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

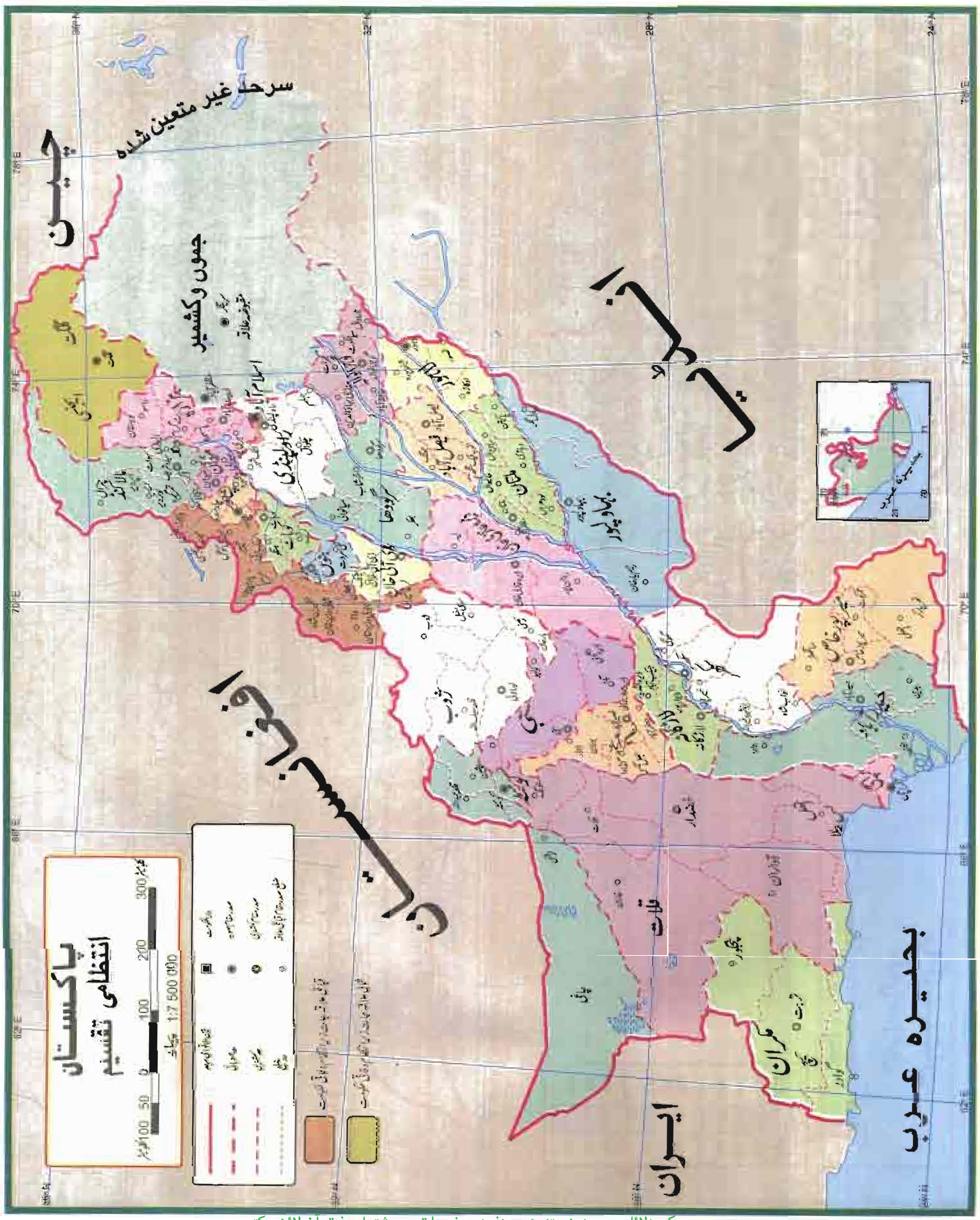

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی جمہوریہ پاکستان

ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN

(1) تعارف (Introduction)

اسلامی جمہوریہ پاکستان 14 اگست 1947ء کو مسلمانان ہند کی کوششوں سے دنیا کے نقشہ پر وجود میں آیا قیام پاکستان کے وقت پاکستان دو حصوں (مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان) پر مشتمل تھا۔ جن کے درمیان ایک ہزار میل کا فاصلہ تھا۔ لیکن 1971ء میں مشرقی پاکستان کے لوگوں نے انڈیا کی شہ پر مشرقی حصے میں بغاوت کردی اور ساتھ ہی ہندوستانی افواج نے اس حصے پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں مشرقی بازو مملکت پاکستان سے علیحدہ ہوگیا۔ لہٰذا اس طرح مشرقی پاکستان کی جگہ 16 دسمبر 1971ء کو بنگلہ دیش کے نام سے ایک علیحدہ ملک وجود میں آیا۔

برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت کی جگہ انگریزوں کی حکومت کی بنیاد کے بعد مسلمانوں کے لیے حالات خراب ہوتے گئے۔ جبکہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمان زیرِ عتاب آ گئے کیونکہ انگریزوں کی نظر میں ان تمام حالات کے ذمہ دار مسلمان تھے۔ چنانچہ ان حالات کے پیش نظر سید احمد شہید اور سرسید احمد جیسے نامور رہنماؤں نے مسلمانوں کی حمیت علمی و دینی کو زندہ کیا اور اعلیٰ تعلیم کی بنیاد ڈالی۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کے قیام کا منصوبہ سب سے پہلے عظیم فلسفی شاعر علامہ محمد اقبال نے 1930ء میں خطبہ الٰہ آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدارتی خطبہ میں پیش کیا۔ اور اس کے بعد 1932 میں گول میز کانفرنس لندن کے دوران چوہدری رحمت علی نے مجوزہ مسلم مملکت کا نام "پاکستان" تجویز کیا۔

23 مارچ 1940ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں قائداعظم محمد علی جناح کی سربراہی میں تاریخی قرارداد پاکستان کی منظوری حاصل کی گئی اس قرارداد میں مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل علیحدہ مسلم مملکت کے قیام کا مطالبہ پیش کیا گیا۔ چنانچہ اس جدوجہد کے نتیجے میں انگریزوں نے مسلمانوں کے جداگانہ طرزِ انتخاب کا مطالبہ منظور کرلیا۔ اور 1946ء کے انتخاب میں مسلم لیگ نے الیکشن میں شاندار کامیابی حاصل کی جس سے مسلمانوں کے علیحدہ مملکت کے خواب کو تقویت ملی۔

1947ء میں برطانوی کیبنٹ مشن برصغیر آیا اور سیاسی رہنماؤں سے مذاکرات کے بعد اقتدار کی منتقلی کا منصوبہ پیش کیا جسے مسلمانوں نے تسلیم کرلیا اور اس طرح حکومت برطانیہ نے تقسیم ہند کا اعلان کر دیا اور 14 اگست 1947ء کو آزاد مسلمان مملکت وجود میں آئی۔

(2) حدود اربعہ و محل وقوع (Location& Boundries)

مملکت پاکستان 23°.30 عرض بلاد تا 36°.45 عرض بلاد شمالی اور 61°.0 طول بلاد تا 75°.5 طول بلاد مشرقی کے درمیان واقع ہے۔ محلِ وقوع کے اعتبار سے پاکستان کو دنیا کے نقشے میں انتہائی اہمیت حاصل ہے جبکہ برصغیر میں خصوصی اہمیت حاصل ہے پاکستان دنیا کی بحری و ہوائی شاہراہ پر واقع ہے اس طرح مشرقی و شمال مشرقی ایشیا اور مغربی ایشیا و یورپ کے درمیان رابطے کا بڑا ذریعہ ہے۔ اور افغانستان و وسطی ایشیا کے ممالک کے لیے بڑا تجارتی راستہ ہے۔

پاکستان کے شمال مشرق میں چین کا صوبہ سنکیانگ اور تبت واقع ہے۔ جو گلگت ایجنسی سے متصل ہے اس طرح چین اور پاکستان کے درمیان 370 میل (592 کلومیٹر) سرحد مشترک ہے۔ پاکستان کی شمال مغربی سرحد افغانستان سے ملتی ہے اور اس سرحد کو ڈیورنڈ لائن کہا جاتا ہے جو 1890-97 کے دوران متعین کی گئی۔ یہ سرحد 1400 میل (2240 کلومیٹر) ہے۔ پاکستان کی جنوبی سرحد اسلامی ملک ایران کے ساتھ مشترک ہے۔ جس کی لمبائی 520 میل (832 کلومیٹر) ہے۔ ہندوستان کے صوبہ جات پنجاب، راجستان اور گجرات پاکستان کے مشرق اور جنوب مشرق میں واقع ہیں۔ اس سرحد کو سر ریڈکلف ایوارڈ کہا جاتا ہے۔ جس کی لمبائی 1000 میل (1600 کلو میٹر) ہے۔ بحیرہ عرب پاکستان کے جنوب میں واقع ہے۔ جو ایک ہزار کلومیٹر سے زیادہ ہے۔ 700 کلومیٹر کے قریب صوبہ بلوچستان اور 300 تا 350 کلومیٹر صوبہ سندھ اس بحیرہ آب سے متصل ہے۔

(3) رقبہ (Area)

حکومت پاکستان کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق اسلامی جمہوریہ پاکستان کا رقبہ 3,10,403 مربع میل (7,96096 مربع کلومیٹر) ہے پاکستان کا رقبہ برطانیہ سے ڈھائی گنا جبکہ ہندوستان سے ایک چوتھائی ہے۔

پاکستان کے طبعی خدوخال

(Physical Features of Pakistan)

پاکستان ایک وسیع و عریض ملک ہے۔ جس کا رقبہ 7,96,096 مربع کلومیٹر ہے۔ لہٰذا اس کے طبعی خدوخال میں کافی تنوع پایا جاتا ہے۔ پاکستان کا شمال مشرقی و شمال مغربی وسیع علاقہ پہاڑی ہے۔ جس سے ملحق سطح مرتفع پوٹھوہار کوہستان نمک اور سطح مرتفع بلوچستان ہے پہاڑوں و سطح مرتفع کا مشترکہ رقبہ 4,68,000 مربع کلومیٹر ہے۔ جو پاکستان کے مجموعی رقبے کا 59% ہے۔ جبکہ باقی رقبہ (41%) جو 3,28,000 مربع کلومیٹر ہے۔ جو دریائے سندھ کے میدانی طاس اور ملحقہ ریگستانوں پر مشتمل ہے۔ اور دریائے سندھ کا یہ میدان عظیم کوہ ہمالیہ سے آنے والے دریاؤں (دریائے سندھ، جہلم، چناب، راوی اور ستلج) کی لائی ہوئی زرخیز مٹی سے وجود میں آیا ہے۔ اور دنیا کا عظیم زرعی خطہ ہے۔ اور اس سیلابی مٹی کی تہ 2000 تا 4,800 میٹر تک ہے۔

پاکستان کی تقسیم بلحاظ طبعی خدوخال (Physical Divisions of Pakistan)

پاکستان کو طبعی خدوخال کے لحاظ سے 5 بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر حصہ مزید حصوں میں منقسم ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) شمالی و شمال مشرقی پہاڑی علاقے

(2) شمال مغربی و مغربی پہاڑی علاقے

(3) سطح مرتفع پوٹھوہار و کوہستان نمک و سطح مرتفع بلوچستان

(4) میدانی علاقے (دریائے سندھ کا بالائی و زیریں میدان اور ڈیلٹائی علاقہ)

(5) ریگستانی علاقے (تھل و چولستان کا ریگستان۔ ناراوتھر کا ریگستان اور چاغی دخاران کا ریگستان)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) شمالی وشمال مشرقی پہاڑی علاقے

پاکستان کا شمالی وشمال مشرقی علاقہ دنیا کے عظیم پہاڑی سلسلے کوہ ہمالیہ اور اس کی شاخوں پر مشتمل ہے۔ جو 70 ملین سال قبل ٹرشری دور میں وجود میں آیا۔ جواوسطاً 600 تا 6000 میٹر بلند ہے۔ اور بعض چوٹیاں 8000 میٹر سے زیادہ بلند ہیں۔ یہ عظیم سلسلہ شمالی علاقہ جات اور صوبہ سرحد کے علاوہ پنجاب کے شمالی علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ جن کے درمیان خوبصورت وسرسبز دریائی وادیاں ہیں۔ ان پہاڑوں کی بلندی جنوب سے شمال کی طرف بڑھتی جاتی ہے۔ جن کے درمیان دنیا کی عظیم چوٹیاں کے ٹو اور نانگا پربت واقع ہیں۔ ان کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے

(i) سوالک کا پہاڑی سلسلہ (ii) پیرپنجال کا پہاڑی سلسلہ
(iii) کوہ ہمالیہ یا وسطی ہمالیہ (iv) کوہ قراقرم

(i) سوالک کا پہاڑی سلسلہ

یہ جنوبی کم بلند پہاڑی سلسلہ 600 تا 900 میٹر بلند ہے۔ جس میں مری، ہزارہ، راولپنڈی اور جہلم کے پہاڑی سلسلے شامل ہیں۔ جو اکثر زیادہ تر سرسبز ہیں اور نوکدار جنگلات سے ڈھکے ہوئے ہیں۔

(ii) پیرپنجال کا پہاڑی سلسلہ

یہ پہاڑی سلسلہ سوالک کے شمال میں شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہے جو 3,600 تا 4,500 میٹر بلند ہے۔ اس میں شمالی ہزارہ، ڈونگا گلی اور پیر پنجال کا اہم سلسلہ شامل ہے۔ اور مری کا صحت افزا مقام (2,269 میٹر) اس سلسلے میں واقع ہے۔ یہاں موسم گرما خوشگوار اور موسم سرما شدید سرد رہتا ہے۔

(iii) کوہ ہمالیہ

کوہ ہمالیہ دنیا کا عظیم پہاڑی سلسلہ ہے جس کی اوسط بلندی 6000 میٹر ہے۔ اور بہت ساری برف پوش چوٹیاں مزید بلند ہیں۔ نانگا پربت اس سلسلے کی بلند (26,660 فٹ) چوٹی ہے۔ کوہستان کا بلند و بالا سلسلہ اسی خطے میں واقع ہے۔ موسم گرما خوشگوار جبکہ موسم سرما انتہائی سرد ہوتا ہے۔ قدرتی نباتات نوکدار سدابہار جنگلات ہیں۔

(iv) کوہ قراقرم

یہ عظیم پہاڑی سلسلہ کوہ ہمالیہ کے شمال میں واقع ہے۔ جس کی اوسط بلندی 6,100 میٹر ہے جبکہ 33 چوٹیاں 24,000 فٹ سے بلند ہیں۔ دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی کے۔ ٹو (28,250 فٹ) اسی سلسلے میں واقع ہے۔ یہ بلند ترین خطہ دنیا کے عظیم براعظمی گلیشیرز کا گھر ہے۔ اور دنیا کے بلند ترین پہاڑی درے خنجراب (14000 فٹ)، لواری (10,230 فٹ) شندور (12,205 فٹ)، بابوسر (14,391 فٹ) اور قراقرم (18,290 فٹ) اور مزتاغ (19,030 فٹ) کوہ قراقرم کے پہاڑی سلسلے میں واقع ہیں۔ سرما کا موسم شدید سرد اور موسم گرما معتدل رہتا ہے، بارش کم ہوتی ہے۔

(2) شمال مغربی ومغربی پہاڑی علاقے

یہ پہاڑی سلسلے پاکستان کے انتہائی شمال سے شروع ہو کر صوبہ بلوچستان کے وسیع رقبے تک افغانستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے ہیں یہ پہاڑی سلسلے قدرے کم بلند ہیں۔ شمال میں پامیر سے شروع ہونے والا کوہ ہندوکش کا سلسلہ کافی بلند ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ مندرجہ ذیل پانچ حصوں میں منقسم ہے:

(i) کوہ ہندوکش (ii) کوہ سفید (iii) وزیرستان کی پہاڑیاں
(iv) کوہ سلیمان (v) کوہ کیرتھار

(i) کوہ ہندوکش

کوہ ہندوکش سطح مرتفع پامیر سے شروع ہو کر دریائے کابل تک افغانستان کی سرحد کے ساتھ پھیلا ہوا ہے جس کی اوسط بلندی 10 تا 16 ہزار فٹ ہے۔ چترال، دیر اور سوات کے پہاڑی سلسلے اسی کا حصہ ہیں۔ اس سلسلے کی بلند ترین چوٹی ترچ میر سطح سمندر سے 25,230 فٹ بلند ہے۔ دریائے کابل، کنہار، سوات اور پنجکوڑہ اہم دریا ہیں۔

(ii) کوہ سفید

کوہ سفید دریائے کابل سے دریائے کرم تک افغانستان کی سرحد کے ساتھ واقع ہے۔ اس کی اوسط بلندی 12,000 فٹ ہے۔ سیکارام اس سلسلے کی بلند چوٹی (4,741 میٹر) ہے۔ جبکہ جنوب کی طرف کوہاٹ کے قریب اس سلسلے کی بلندی صرف 900 میٹر ہے۔

(iii) وزیرستان کی پہاڑیاں

وزیرستان کی کم بلند پہاڑیوں کا سلسلہ دریائے کرم اور دریائے گومل کے درمیان واقع ہے درہ ٹوچی (افغانستان۔ بنوں) اور درہ گومل (افغانستان۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان) اس سلسلے کے اہم درے ہیں۔

(iv) کوہ سلیمان

کوہ سلیمان کا پہاڑی سلسلہ گومل سے کوئٹہ و بلوچستان کے وسیع رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ زرغم۔ خلیفت۔ اور تخت سلیمان کی چوٹیاں 11,295 فٹ تک بلند ہیں۔ دریائے بولان اس سلسلے کا اہم دریا ہے کوہ سلیمان سے ملحق مری اور بگٹی کی پہاڑیاں ہیں۔

(v) کوہ کیرتھار

دریائے سندھ کے مغربی جانب صوبہ سندھ و بلوچستان کی سرحد بناتا ہوا کوہ کیرتھار کا سلسلہ شمالاً جنوباً پھیلا ہوا ہے اس سلسلے کی اوسط بلندی 300 میٹر تک ہے۔ سندھ کے جنوب میں اس سلسلے کی ایک شاخ کوہ مکران کے نام سے شرقاً غرباً صوبہ بلوچستان کے ساحل کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی ہے۔ دریائے حب اور دریائے لیاری سلسلہ کوہ کیرتھار کے اہم دریا ہیں۔

(3) سطوح مرتفع

صوبہ پنجاب اور بلوچستان کا وسیع علاقہ سطوح مرتفع پر مشتمل ہے جو بناوٹ اور دیگر محل وقوع کی وجہ سے نمایاں خصوصیات کی حامل ہیں۔

(i) سطح مرتفع پوٹھوہار وکوہستان نمک (ii) سطح مرتفع بلوچستان

(i) سطح مرتفع پوٹھوہار وکوہستان نمک

سطح مرتفع پوٹھوہار صوبہ پنجاب کے شمال میں 18,000 مربع کلومیٹر پر پھیلی ہوئی ہے، جس کی اوسط بلندی 300 تا 600 میٹر ہے اس کے مشرق میں دریائے جہلم، مغرب میں دریائے سندھ، شمال میں کوہ سوالک جبکہ جنوب میں کوہستان نمک واقع ہے سطح مرتفع پوٹھوہار کی ڈھلوان شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف ہے۔ کھیری مار کھیری مورت اور کالا چٹا کی پہاڑیاں نمایاں ہیں معدنیات میں کوئلہ۔ معدنی تیل کے اہم ذخائر پائے جاتے ہیں دریائے سوان پوٹھوہار کا اہم دریا ہے۔

کوہستان نمک

سطح مرتفع پوٹھوہار کے جنوب میں دریائے جہلم سے دریائے سندھ تک شرقاً غرباً ایک پہاڑی سلسلہ کوہستان نمک کے نام سے پھیلا ہوا ہے۔ جو 2500 تا 3500 فٹ تک اوسطاً بلند ہے۔ جبکہ بلند ترین چوٹی سیکسر 4,992 فٹ ہے۔ کھیوڑہ کی نمک کی مشہور کان اسی سلسلے میں واقع ہے۔ سیکسر، کھبیکی اور کلر کہار اس علاقے کی اہم جھیلیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ii) سطح مرتفع بلوچستان

کوہ سلیمان اور کوہ کیر تھار کے مغرب میں بلوچستان کی وسیع سطح مرتفع پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے جنوب میں کوہ مکران کا ساحلی پہاڑی سلسلہ ہے۔ اس خشک و بنجر سطح مرتفع میں کوہ چاغی، کوہ سیہان، راس کوہ، وسطی بروھی کی پہاڑیاں، کوہ پب و دیگر پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں پانی انتہائی کم یاب ہے۔ نباتات برائے نام ہے موسم گرما انتہائی گرم اور خشک جبکہ موسم سرما شدید سرد رہتا ہے۔

(4) دریائے سندھ کا میدان

دریائے سندھ پاکستان کا سب سے اہم اور بڑا دریا ہے اور دریائے سندھ کا 70 ہزار مربع میل پر مشتمل وسیع میدان دریائے سندھ اور معاون دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی سے وجود میں آیا ہے اس میدان میں ڈھلوان شمال سے جنوب کی جانب ہے۔ دریائے سندھ کا میدان تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(i) دریائے سندھ کا بالائی میدان۔ (اٹک تا مٹھن کوٹ)

(ii) دریائے سندھ کا زیریں میدان۔ (مٹھن کوٹ تا ٹھٹھ)

(iii) دریائے سندھ کا ڈیلٹا۔ (ٹھٹھ تا ساحل سمندر)

(i) دریائے سندھ کا بالائی میدان

یہ میدان اٹک سے مٹھن کوٹ تک پانچ دریاؤں کے دوآبوں پر مشتمل ہے۔ یہ میدانی سطح سمندر سے 400 تا 1200 فٹ بلند ہے۔ جس کی ڈھلوان شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف ہے۔ دریائے سندھ کے علاوہ دریائے جہلم، چناب، راوی اور ستلج اس میدان میں سے بہنے والے اہم دریا ہیں۔

پنجاب کا یہ میدان پہاڑی دامنی علاقوں (گجرات، سیالکوٹ و نارووال)، دوآبوں (سندھ ساگر دوآب۔ چج دوآب۔ رچنا دوآب اور باری دوآب) ڈیرہ جات (دریائے سندھ کا مغربی علاقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان، ڈیرہ غازی خان اور راجن پور) اور بہاولپور کے میدان پر مشتمل ہے۔ اس میدان کا مشرقی و جنوب مشرقی علاقہ ریگستانی ہے۔ جو چولستان (روہی) پر مشتمل ہے۔

(ii) دریائے سندھ کا زیریں میدان

کوہ کیر تھار سے مشرق میں سندھ کا زیریں میدان پھیلا ہے۔ جس میں سے دریائے سندھ شمالاً جنوباً بہتا ہوا اسے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ یہ میدان زیادہ سے زیادہ 400 فٹ تک بلند ہے۔ اس میدان کا مغربی علاقہ دریائے سندھ کی پرانی گزرگاہ ہے۔ جو بھنگر مٹی پر مشتمل ہے۔ جبکہ مشرقی علاقہ کھادر مٹی پر مشتمل ہے۔ یہاں دریا اپنی گزرگاہ بدلتا رہتا ہے۔ اس میدان کا مشرقی سرحدی علاقہ نارا اور تھر کے ریگستان پر مشتمل ہے۔

(iii) دریائے سندھ کا ڈیلٹا

دریائے سندھ کا ڈیلٹا ٹھٹھہ سے کیپ مونزے تک پھیلا ہوا ہے۔ جبکہ ساحل سمندر سے 25 کلومیٹر تک علاقہ مدوجزر کی وجہ سے دلدلی ہے۔ اس حصے میں دریائی شاخوں میں منقسم ہوجاتا ہے۔

(5) ریگستانی علاقے

بارشوں کی کمی اور درجہ حرارت کی زیادتی کے باعث پاکستان کے وسیع علاقے ریگستانی ہیں ریگستانی علاقوں کی زمین بنجر اور غیر آباد ہے۔ یہ بے آب و گیاہ ریگستان بہت کم آباد ہیں۔ پاکستان کے ریگستانی علاقے پنجاب (تھل و چولستان)، سندھ (نارا وتھر) اور بلوچستان (چاغی و خاران کا ریگستان) تک پھیلے ہوئے ہیں۔

(i) تھل کا ریگستان

تھل کے ریگستان کے مشرق میں دریائے جہلم اور چناب مغرب میں دریائے سندھ جبکہ شمال میں کوہستان نمک ہے یہ بے آب و گیاہ صحرا دریائے سندھ کی بدلتی گزرگاہوں کی وجہ سے وجود میں آیا ہے۔ جو میانوالی، خوشاب، بھکر، لیہ اور مظفر گڑھ کے اضلاع پر مشتمل ہے۔ موسم گرما انتہائی گرم جبکہ موسم سرما معتدل سرد رہتا ہے۔ اس کا کچھ حصہ دریائے سندھ سے نہریں نکال کر سیراب کیا گیا ہے۔ اور کاشتکاری ہوتی ہے۔

(ii) چولستان کا ریگستان

چولستان کا صحرائی خطہ صوبہ پنجاب کے جنوب مشرق میں رحیم یار خان، بہاول پور اور بہاولنگر کے مشرقی سرحدی علاقوں پر مشتمل ہے۔ یہ علاقہ انتہائی گرم خشک اور غیر آباد ہے۔ اور ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں پر مشتمل ہے۔

(iii) نارا اور تھرپارکر کا صحرا (ریگستان)

یہ صحرا صوبہ سندھ کی مشرقی سرحد کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا ہے۔ شمال میں اس کو نارا جبکہ جنوب میں تھر کہا جاتا ہے۔ یہ صحرا مشرق میں ہندوستان کے اندر تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اسے راجستان کا صحرا (صحرائے تھار) کہتے ہیں۔ شدید گرم موسم، بارشوں کی کمی اور نباتات کی کمیابی کے باعث بہت کم آباد ہے۔

(iv) چاغی و خاران کا ریگستان

صوبہ بلوچستان کا شمال مغربی و مغربی چاغی و خاران کے اضلاع کا علاقہ پاکستان کا خشک ترین خطہ ہے یہاں بارش کی اوسط صرف 2 انچ کے قریب ہے لہٰذا خشک و بنجر پہاڑوں سے گھرا ہوا یہ علاقہ ریگستان پر مشتمل ہے۔ یہ بے آب و گیاہ خطہ انتہائی کم آباد علاقہ ہے۔ یہاں آبادی کی گنجائی صرف 4 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔

پاکستان کی آبادی

(Population of Pakistan)

ملک کی آبادی کے اعداد و شمار کی دستیابی بروقت معاشی منصوبہ بندی کے لیے انتہائی ضروری ہے چنانچہ دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح پاکستان میں بھی ہر دس سال کے بعد مردم شماری ہوتی ہے۔ چنانچہ 1901ء میں موجودہ پاکستان کے علاقوں کی آبادی صرف 1 کروڑ 65 لاکھ 76 ہزار افراد تھی۔ جبکہ قیام پاکستان کے بعد 1951ء میں پہلی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 3 کروڑ 37 لاکھ 40 ہزار افراد تھی۔ اس طرح 50 سالوں میں آبادی دوگنا ہوئی۔ جبکہ مارچ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی 13 کروڑ 5 لاکھ 80 ہزار افراد ہو چکی ہے۔ اور صرف 48 سالوں میں ملک کی آبادی 4 گنا ہو گئی۔ جو اس وقت (2002ء) 140.5 ملین افراد ہو چکی ہے۔ اور موجودہ شرح افزائش (2.2%) اگر برقرار رہی تو 2025ء تک پاکستان کی آبادی 222 ملین (22 کروڑ 20 لاکھ افراد) افراد ہو جائے گی۔

اس وقت پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے۔ جبکہ انڈونیشیا کے بعد اسلامی دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی آبادی ۔ اعداد و شمار بمطابق 1972-1981-1998ء مردم شماری

نام صوبہ	آبادی 1972ء (ملین افراد)	آبادی 1981ء (ملین افراد)	آبادی کی گنجانی 1981ء (مربع کلومیٹر)	شہری آبادی فیصد	آبادی 1998ء (ملین افراد)	آبادی کی گنجانی 1998ء (مربع کلومیٹر)	شہری آبادی فیصد
1. پاکستان	65.30	84.25	106	%28.3	130.580	164	%32.5
2. پنجاب	37.84	47.292	230	%27.6	72.585	353.5	%31.3
3. سندھ	14.15	19.02	135	%34.42	29.991	212.8	%48.9
4. سرحد	8.38	11.06	148	%15.23	17.555	235.6	%16.9
5. بلوچستان	2.42	4.33	125	%15.61	6.511	18.8	%23.3
6. اسلام آباد	0.23	0.34	376	%65.00	0.799	882	%65.6
7. قبائلی علاقے	2.49	2.19	80	—	31.37	115.27	%2.7

(i) شرح افزائش (Growth Rate)

ملکی معاشی ترقی اور آبادی کی شرح افزائش میں گہرا تعلق ہے ۔ جبکہ پاکستان میں آبادی بڑھنے کی رفتار ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں انتہائی زیادہ ہے۔ 1901ء میں شرح افزائش صرف 0.6 فیصد سالانہ تھی۔ جو 1961ء میں 2.4 فیصد سالانہ ہوگئی۔ اور 1971ء میں 3.6 فیصد تک جا پہنچی جبکہ 1981 کی مردم شماری کے مطابق 3.1 فیصد تھی۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق 2.6 فیصد تھی۔ جو اب سرکاری اندازوں کے مطابق 2.2% سالانہ ہے۔ لیکن اس شرح سے بھی آبادی بڑھتی رہی تو 2025ء میں آبادی 22 کروڑ افراد سے تجاوز کر جائے گی۔

(ii) آبادی کی گنجانی (Papulation Density)

1981ء کی مردم شماری کے وقت آبادی کی گنجانی 106 افراد فی مربع کلومیٹر تھی۔ جو 1998ء کی مردم شماری کے مطابق 164 افراد فی مربع کلومیٹر ہو چکی ہے۔ صوبہ پنجاب سب سے گنجان آباد صوبہ ہے۔ یہاں آبادی کی گنجانی 253.5 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جبکہ صوبہ سرحد 235.6 افراد فی مربع کلومیٹر کے حساب سے دوسرے نمبر اور صوبہ سندھ 212.8 افراد اور صوبہ بلوچستان 18.8 افراد فی مربع کلومیٹر کے حساب سے تیسرے اور چوتھے نمبر پر ہے۔

صوبہ سندھ میں کراچی سب سے گنجان آباد خطہ ہے۔ یہاں آبادی کی گنجانی 2778 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جبکہ صوبہ پنجاب میں لاہور (3506 افراد) سب سے گنجان آباد ضلع ہے۔ دوسرے ڈویژنوں میں فیصل آباد (912) اور گوجرانوالہ (931 افراد) سب سے گنجان آباد ڈویژن ہیں۔ صوبہ سرحد میں پشاور اور چارسدہ کے اضلاع گنجان آباد ہیں۔ یہاں آبادی کی گنجانی ایک ہزار افراد فی مربع کلومیٹر سے زیادہ ہے۔

پاکستان میں ریگستانی علاقے، شمالی کوہستانی علاقے اور صوبہ بلوچستان (ماسوائے کوئٹہ، جعفر آباد اور نصیر آباد) ملک کے کم گنجان آباد علاقے ہیں۔ چاغی اور خاران کی آبادی کی گنجانی 4 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔

(iii) دیہاتی اور شہری آبادی

پاکستان میں 1961ء میں دیہاتی آبادی 77.5 فیصد اور شہری آبادی 22.5 فیصد تھی جو 1998 کی مردم شماری کے مطابق 67.5 فیصد اور 32.5 فیصد ہو چکی ہے۔ اس طرح شہری آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے صوبہ سندھ شہری آبادی کے تناسب کے لحاظ سے 48.5 فیصد کے ساتھ سرفہرست ہے۔ جبکہ صوبہ بلوچستان اور قبائلی علاقے (فاٹا) شہری آبادی کے تناسب کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہیں دیہاتی اور شہری آبادی میں صوبائی تفاوت کی طرح علاقائی تفاوت بھی بہت زیادہ ہے۔ صوبہ سرحد کے کوہستانی علاقے اور صوبہ بلوچستان کے مغربی خطے کی شہری آبادی کا تناسب پاکستان میں بہت کم ہے۔ اور کئی ضلعوں میں شہری آبادی کا تناسب 10% سے بھی کم ہے۔

(iv) عمر کے لحاظ سے آبادی کی تقسیم

1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کی آبادی کا 46.3 فیصد 15 سال سے کم عمر لوگوں پر مشتمل ہے۔ جبکہ افرادی قوت (15 تا 64 سال عمر) کا تناسب 49.8 فیصد ہے اور صرف 3.9 فیصد لوگ 65 سال سے زیادہ عمر کے ہیں۔ 1999.00 کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ملک کی 47.1 فیصد آبادی خواندہ ہے۔

(v) پاکستان کے بڑے شہر

پاکستان کے 23 شہروں کی آبادی 1998ء کی مردم شماری کے مطابق 2 لاکھ افراد یا اس سے زیادہ افراد پر مشتمل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارچ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کے بڑے شہروں کی آبادی

شمار	نام شہر	آبادی	شمار	نام شہر	آبادی
1	کراچی	9,269,265	2	لاہور	5,063,499
3	فیصل آباد	1,977,216	4	راولپنڈی	1,406,216
5	ملتان	1,182,441	6	حیدرآباد	1,151,.274
7	گوجرانوالہ	1,124,749	8	پشاور	984,113
9	کوئٹہ	560,307	10	سرگودھا	524,500
11	اسلام آباد	455,360	12	سیالکوٹ	417,559
13	بہاولپور	403,408	14	سکھر	245,878
15	جھنگ	292,214	16	شیخوپورہ	271,875
17	لاڑکانہ	270,366	18	گجرات	250,121
19	مردان	244,511	20	قصور	241,649
21	رحیم یار خان	228,479	22	ساہیوال	207,338
23	اوکاڑہ	200,900			

پاکستان کی انتظامی تقسیم

(Pakistan Administrative Setup)

آزادی (14 اگست 1947ء) کے وقت اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مغربی حصہ (مغربی پاکستان) 4 صوبوں' ریاستوں اور قبائلی علاقہ جات پر مشتمل تھا۔ قیام پاکستان کے بعد ریاست بہاولپور' ریاست خیر پور اور ریاست قلات وغیرہ ملحقہ صوبوں میں مدغم ہوگئیں۔ 14 اکتوبر 1955ء کو پاکستان کے تمام صوبوں کو ملا کر ایک انتظامی وحدت (ون یونٹ) میں منسلک کر دیا گیا۔ لیکن یکم جولائی 1970ء کو اسے دوبارہ صوبوں میں بحال کر دیا گیا۔

انتظامی لحاظ سے پاکستان کو 4 صوبوں۔ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور انتظامی سہولت کے پیشِ نظر صوبوں کو ڈویژن (کمشنریوں)۔ اضلاع۔ سب ڈویژن/ تحصیلوں اور گاؤں کی سطح پر تقسیم کیا گیا ہے۔ پاکستان اس وقت 26 کمشنریوں (ڈویژن)۔ 106 اضلاع اور 290 سب ڈویژنوں۔ 427 تحصیلوں اور 48349 دیہاتوں میں منقسم ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پاکستان کی انتظامی تقسیم

انتظامی تقسیم	پاکستان	صوبہ پنجاب	صوبہ سرحد	صوبہ سندھ	صوبہ بلوچستان
ڈویژن	26	8	7	5	6
اضلاع	106=1+105	34	24	21	26
سب ڈویژن	290	107	46	72	62
تحصیلیں	427	118	60	88	116★
گاؤں	48349	25,873	7,326	5,875	6584

★ ان 116 تحصیلوں میں 62 سب تحصیلیں بھی شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان ۔ انتظامی تقسیم

صوبہ پنجاب

نمبر شمار	نام ڈویژن	نام اضلاع	تعداد اضلاع
1	لاہور	لاہور، قصور، شیخوپورہ، اوکاڑہ	4
2	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ نارووال۔ حافظ آباد۔ منڈی بہاء الدین	6
3	فیصل آباد	فیصل آباد۔ جھنگ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ	3
4	سرگودھا	سرگودھا۔ میانوالی۔ خوشاب۔ بھکر	4
5	راولپنڈی	راولپنڈی۔ اٹک۔ چکوال۔ جہلم	4
6	ملتان	ملتان۔ وہاڑی۔ ساہیوال۔ خانیوال۔ لودھراں۔ پاکپتن	6
7	ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان۔ لیہ۔ راجن پور۔ مظفر گڑھ	4
8	بہاولپور	بہاولپور۔ رحیم یار خان۔ بہاولنگر	3

صوبہ سرحد

1	پشاور	پشاور۔ نوشہرہ۔ چارسدہ	3
2	مردان	مردان۔ صوابی	2
3	مالاکنڈ	مالاکنڈ۔ چترال۔ سوات۔ بونیر۔ اپر دیر۔ لوئر دیر۔ شانگلہ	7
4	ہزارہ	ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، کوہستان۔ بٹ گرام	5
5	کوہاٹ	کوہاٹ۔ کرک۔ ہنگو	3
6	بنوں	بنوں۔ لکی مروت	2
7	ڈیرہ اسمٰعیل خان	ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ ٹانک	2

وفاقی حکومت کے زیرِ انتظام قبائلی علاقے

باجوڑ ایجنسی، مہمند ایجنسی، کرم ایجنسی، اورک زئی ایجنسی، خیبر ایجنسی، شمالی اور جنوبی وزیرستان کا قبائلی علاقہ (اور کچھ قبائلی علاقے اضلاع پشاور، کوہاٹ، بنوں، لکی مروت، ٹانک اور ڈی۔ آئی۔ خان کے ساتھ ملحق ہیں۔ جنہیں اب صوبائی حکومت کے زیرِ انتظام دے دیا گیا ہے۔

صوبہ سندھ

1	حیدرآباد	حیدرآباد۔ دادو۔ بدین۔ ٹھٹھہ	4
2	سکھر	سکھر۔ خیرپور۔ گھوٹکی۔ نواب شاہ۔ نوشہرو فیروز	5
3	لاڑکانہ	لاڑکانہ۔ شکارپور۔ جیکب آباد	3
4	کراچی	جنوبی کراچی۔ مشرقی کراچی۔ مغربی کراچی۔ وسطی کراچی۔ ملیر	5
5	میرپور	میرپور خاص۔ تھرپارکر۔ سانگھڑ۔ عمرکوٹ	4

صوبہ بلوچستان

1	کوئٹہ	کوئٹہ۔ پشین۔ چاغی۔ قلعہ عبداللہ	4
2	ژوب	ژوب۔ لورالائی۔ موسیٰ خیل۔ بارخان۔ قلعہ سیف اللہ	5
3	سبی	سبی۔ زیارت۔ کوہلو۔ ڈیرہ بگٹی	4
4	نصیر آباد (ڈیرہ مراد جمالی)	جعفر آباد۔ جھل مگسی۔ بولان۔ نصیر آباد	4
5	قلات	قلات۔ خضدار۔ لسبیلہ۔ خاران۔ آواران۔ مستونگ	6
6	مکران	کیچ (تربت)۔ گوادر۔ پنجگور	3

1959ء سے پہلے کراچی پاکستان کا دارالحکومت تھا۔ لیکن 1959ء میں تمام وفاقی محکموں کے دفاتر راولپنڈی منتقل کر دیے گئے۔ اب وفاقی دارالحکومت راولپنڈی کے قریب 9 میل کے فاصلہ پر اسلام آباد ہے اور محکموں کے وفاقی دفاتر اسلام آباد میں ہیں۔ شمالی علاقہ جات وفاقی حکومت کے زیرِ انتظام ہیں۔

نوٹ:۔ 1 جنوری 2001ء سے بلوچستان کے اضلاع جعفر آباد، نصیر آباد، موسیٰ خیل اور بارخان کی ضلعی حیثیت ختم کر دی گئی ہے اور بلوچستان اب 22 اضلاع پر مشتمل ہے۔ اور پاکستان 102 اضلاع میں منقسم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

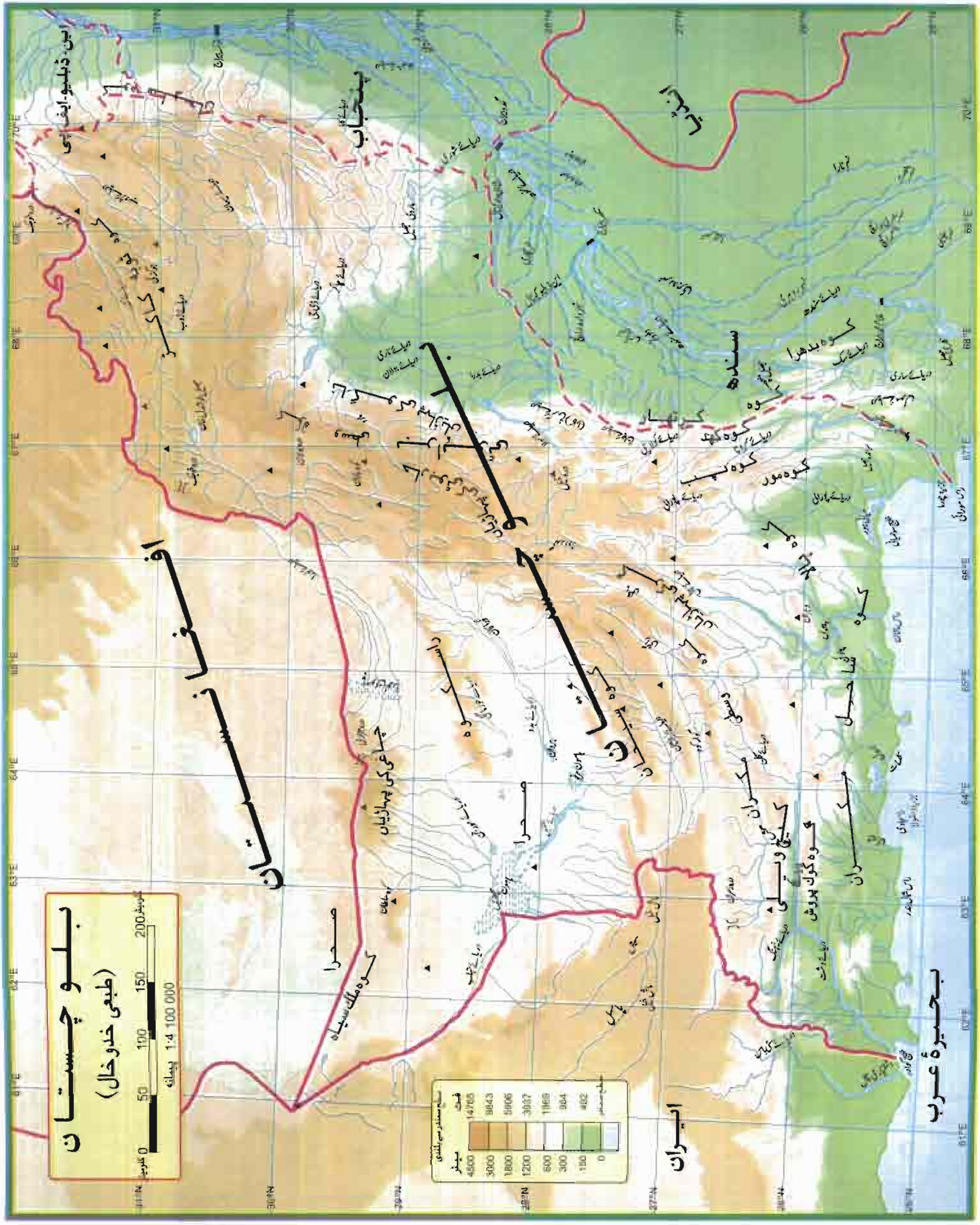

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

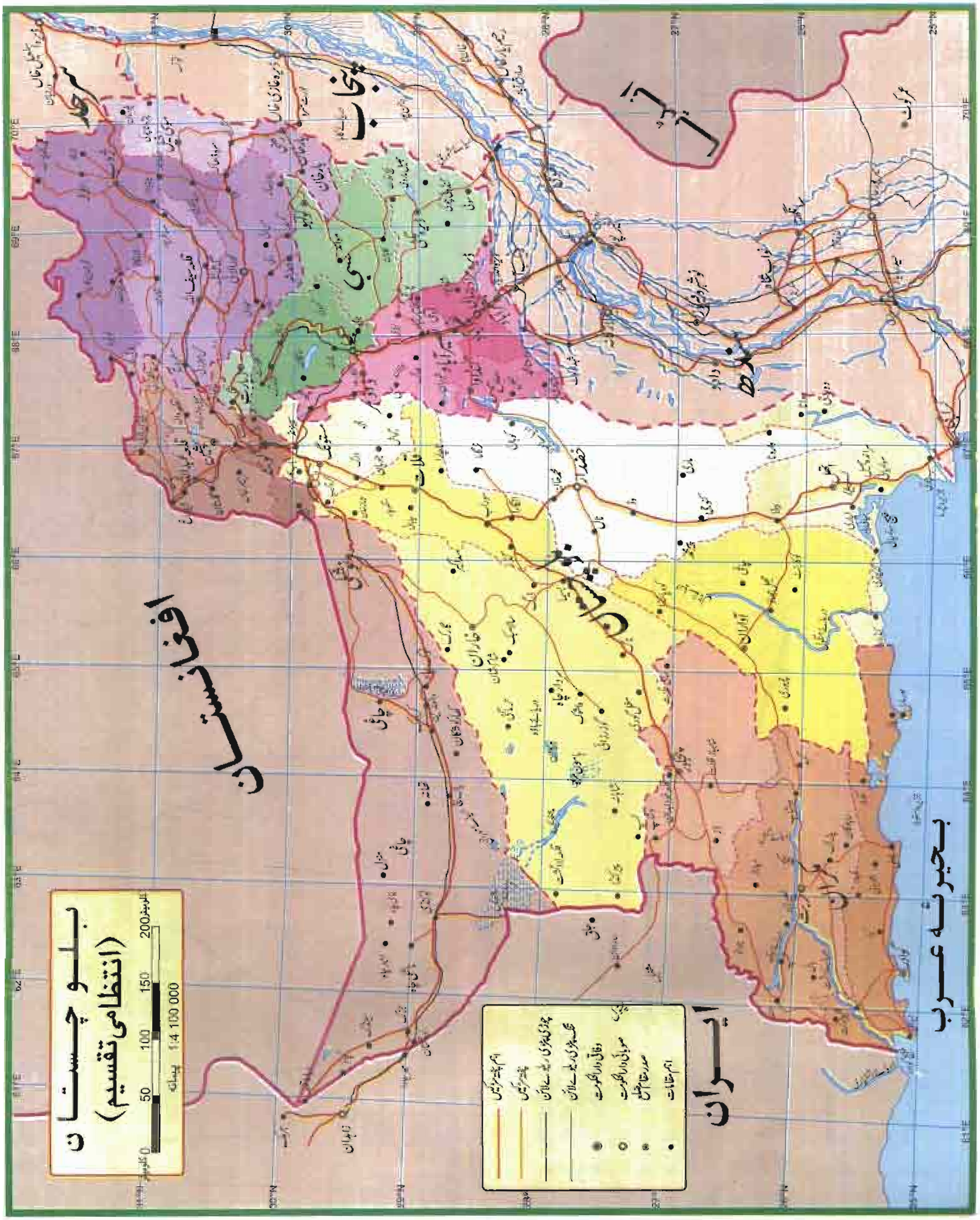

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبہ بلوچستان کی آبادی
(Population of Baluchistan)

اگر چہ صوبہ بلوچستان قدیم وقتوں سے آباد چلا آ رہا ہے ۔لیکن آبادی زیادہ نہیں ہے۔ 1901ء میں اس خطے کی آبادی صرف 8 لاکھ 11 ہزار افراد تھی۔ جو 1941ء میں 8 لاکھ 58 ہزار افراد تک پہنچ سکی۔اس طرح 41 سال (1901 تا 1941) میں مجموعی آبادی میں صرف 5.79 فیصد اضافہ ممکن ہوا۔ 1951ء میں بلوچستان کی آبادی 11 لاکھ 87 ہزار جبکہ 1961ء میں 13 لاکھ 85 ہزار اور 1972ء میں 24 لاکھ 32 ہزار افراد تک پہنچی۔ مارچ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق صوبے کی آبادی 65,65,885 افراد (65 لاکھ 65 ہزار افراد) ہے جو 1981ء میں 43,32,376 افراد تھی۔اس طرح سترہ سال میں آبادی میں 51.55% اضافہ ہوا۔

اس وقت صوبہ بلوچستان کی شرح افزائش 2.47% سالانہ ہے اور اس شرح افزائش کے حساب سے آئندہ 28 سال میں صوبے کی آبادی دگنی ہو جائے گی۔

اگر چہ صوبہ بلوچستان ملک کا تقریباً 44% رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔لیکن ملکی آبادی کے صرف 5% لوگ یہاں آباد ہیں۔اس کی آبادی کی گنجانی بہت کم ہے اور صرف 18.9 افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔صرف کوئٹہ ضلع کی آبادی کی گنجانی 286.4 افراد فی مربع کلومیٹر ہے جو صوبے میں سب سے زیادہ ہے۔اس کے علاوہ جعفرآباد (177 افراد فی مربع کلومیٹر)' قلعہ عبداللہ (112.4 افراد فی مربع کلومیٹر) اور نصیرآباد (72.6 افراد فی مربع کلومیٹر) ایسے اضلاع ہیں جو زرعی سرگری کے باعث قدرے گنجان آباد ہیں۔

مندرجہ بالا چار اضلاع کے علاوہ بلوچستان کے کسی ضلع کی آبادی کی گنجانی 50 افراد فی مربع کلومیٹر سے زیادہ نہیں ہے۔ بلوچستان کا مغربی وسیع علاقہ بہت کم آباد ہے۔ان میں چاغی آواران اور خاران کے اضلاع سب سے کم گنجان آباد ہیں۔ یہاں آبادی کی گنجانی صرف 4 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ یہاں آبادی کے کم ہونے کی بڑی وجہ پانی کی عدم دستیابی اور ناموافق موسمی حالات ہیں۔

دوسرے صوبوں کی نسبت بلوچستان میں شہری آبادی کا تناسب بھی بہت کم ہے۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق شہری آبادی 1568.78 ہزار افراد ہے۔ جو صوبہ بلوچستان کی آبادی کا صرف 23.89 فیصد ہے۔ جبکہ دیہات میں آباد آبادی کا تناسب 76.11 فیصد ہے اور 4997.10 ہزار افراد دیہات میں آباد ہیں ۔کوئٹہ شہر صوبے کا سب سے بڑا شہر ہے جس کی آبادی 5 لاکھ 65 ہزار افراد ہے۔

صوبہ بلوچستان کی مجموعی آبادی کا صرف 2.10 فیصد 65 سال کی عمر سے زیادہ ہے ۔جبکہ 43 فیصد سے زائد آبادی بچوں کی ہے اور 15 سال سے کم عمر ہیں۔ اسی طرح صوبے کے 54.59% لوگ 15 اور 64 سال کے درمیان اور ان کا شمار افرادی قوت میں ہوتا ہے۔جن میں سے نصف کے قریب عورتیں ہیں۔

صوبہ بلوچستان کی انتظامی تقسیم
(Administrative Set up of the Baluchistan)

صوبہ بلوچستان انتظامی لحاظ سے 6 ڈویژن 26 اضلاع 62 سب ڈویژن 116 تحصیلوں اور 6,584 دیہاتوں پر مشتمل ہے۔جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

صوبہ بلوچستان ۔ انتظامی تقسیم

ڈویژن	تعداد اضلاع	اضلاع	تحصیلیں	تعداد تحصیلیں
کوئٹہ	1	کوئٹہ	کوئٹہ سٹی۔کوئٹہ صدر۔پنج پائی (سب تحصیل)	2
	2	پشین	پشین۔(حرمزئی۔کاریزات۔بارشور سب تحصیلیں)	1
	3	قلعہ عبداللہ	چمن۔(دوبندی۔گلستان سب تحصیلیں)	1
	4	چاغی	نوکنڈی۔(دالبندین۔چاغی۔نوکنڈی۔تفتان۔سب تحصیلیں)	1
ژوب	1	لورالائی	لورالائی۔دکی۔(مختار۔سنجیوی سب تحصیلیں)	2
	2	موسیٰ خیل	موسیٰ خیل۔(سنجری سب تحصیل)	1
	3	بارخان	بارخان	1
	4	ژوب	ژوب۔(سمبازا۔شیرانی قمرالدین۔اشیوات۔سب تحصیلیں)	1
	5	قلعہ سیف اللہ	مسلم باغ۔قلعہ سیف اللہ۔(لوئی بند۔بادینی سب تحصیلیں)	2
سبی	1	سبی	سبی۔ہرنائی (سانگان۔کٹ منڈی سب تحصیلیں)	2
	2	زیارت	زیارت	1
	3	کوہلو	کوہلو۔کاہان۔میوند	3
	4	ڈیرہ بگٹی	ڈیرہ بگٹی۔سوئی۔پھیلاواغ (سنگ صالح۔لوٹی۔مالم۔بھیاکر۔پیرکوہ (سب تحصیلیں)	3

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈویژن	تعداد اضلاع	اضلاع	تحصیلیں	تعداد تحصیلیں
نصیر آباد	1	جعفر آباد	استو محمد۔ جٹ پٹ۔ (گنداکا۔ پجارسب تحصیلیں)	2
	2	نصیر آباد	ڈیرہ مراد جمالی۔ تمبو (چھارسب تحصیل)	2
	3	جھل مگسی	جھل مگسی۔ گنداوا۔ (میرپور سب تحصیل)	2
	4	بولان	باغ۔ لہڑی۔ ڈھاڈر (بالاناری سب تحصیل)	3

ڈویژن	تعداد اضلاع	اضلاع	تحصیلیں	تعداد تحصیلیں
مکران	1	کیچ (تربت)	کیچ (تربت)۔ تمپ۔ (مند۔ دشت۔ زامران۔ بولیدا۔ بالگتر۔ ہوشاب سب تحصیلیں)	2
	2	گوادر	گوادر۔ جیوانی۔ پسنی۔ اورمارا۔ (سنت سار سب تحصیل)	4
	3	پنجگور	پنجگور۔ (پاروم۔ گچک سب تحصیلیں)	1

ڈویژن	تعداد اضلاع	اضلاع	تحصیلیں	تعداد تحصیلیں
قلات	1	قلات	قلات۔ (منگوچر۔ جوہان۔ گازگ۔ سوداب سب تحصیلیں)	1
	2	مستونگ	مستونگ۔ (کردگاب۔ کھڈکوچہ۔ دشت۔ سب تحصیلیں)	1
	3	خضدار	خضدار۔ زہری۔ وڈھ۔ (مولا۔ کرخ۔ نال۔ اورناچ۔ ساروناں۔ آرنجی سب تحصیلیں)	3
	4	آواران	آواران۔ مشکئی۔ (جھل جاؤ سب تحصیل)	2
	5	لسبیلہ	لسبیلہ۔ اتھل۔ لاکھڑا۔ حب۔ سونمیانی۔ دوریجی۔ کنراچ۔ (لیاری۔ گڈانی سب تحصیلیں)	7
	6	خاران	واشک۔ مشخیل (سب تحصیلیں) خاران۔ بسیما	2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈویژن	تعداد اضلاع	اضلاع	تحصیلیں	تعداد تحصیلیں
نصیر آباد	1	جعفر آباد	استو محمد۔ جٹ پٹ۔ (گنداکا۔ پنوار سب تحصیلیں)	2
	2	نصیر آباد	ڈیرہ مراد جمالی۔ تمبو (چٹار سب تحصیل)	2
	3	جھل مگسی	جھل مگسی۔ گنداوا۔ (میر پور۔ سب تحصیل)	2
	4	بولان	باغ۔ لہڑی۔ ڈھاڈر (بالا ناری سب تحصیل)	3

ڈویژن	تعداد اضلاع	اضلاع	تحصیلیں	تعداد تحصیلیں
مکران	1	کیچ (تربت)	کیچ (تربت)۔ تمپ۔ (مند۔ دشت۔ زامران۔ بولیدا۔ بالنگور۔ ہوشاب سب تحصیلیں)	2
	2	گوادر	گوادر۔ جیوانی۔ پسنی۔ اورمارا۔ (سنت سار سب تحصیل)	4
	3	پنجگور	پنجگور۔ (پاروم۔ گچک سب تحصیلیں)	1

ڈویژن	تعداد اضلاع	اضلاع	تحصیلیں	تعداد تحصیلیں
قلات	1	قلات	قلات۔ (منگوچر۔ جوہان۔ گازگ۔ سوراب سب تحصیلیں)	1
	2	مستونگ	مستونگ۔ (کردگاب۔ کھڈ کوچا۔ دشت۔ سب تحصیلیں)	1
	3	خضدار	خضدار۔ زہری۔ وڈھ۔ (مولا۔ کرخ۔ نال۔ اورناچ۔ ساروناـ ارنجی سب تحصیلیں)	3
	4	آواران	آواران۔ مشکئی۔ (جھل جاؤ سب تحصیل)	2
	5	لسبیلہ	لسبیلہ۔ اتھل۔ لاکھڑا۔ حب۔ سونمیانی۔ دوریجی۔ کنراج۔ (لیاری۔ گڈانی سب تحصیلیں)	7
	6	خاران	واشک۔ مشخیل (سب تحصیلیں) خاران۔ بسیما	2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

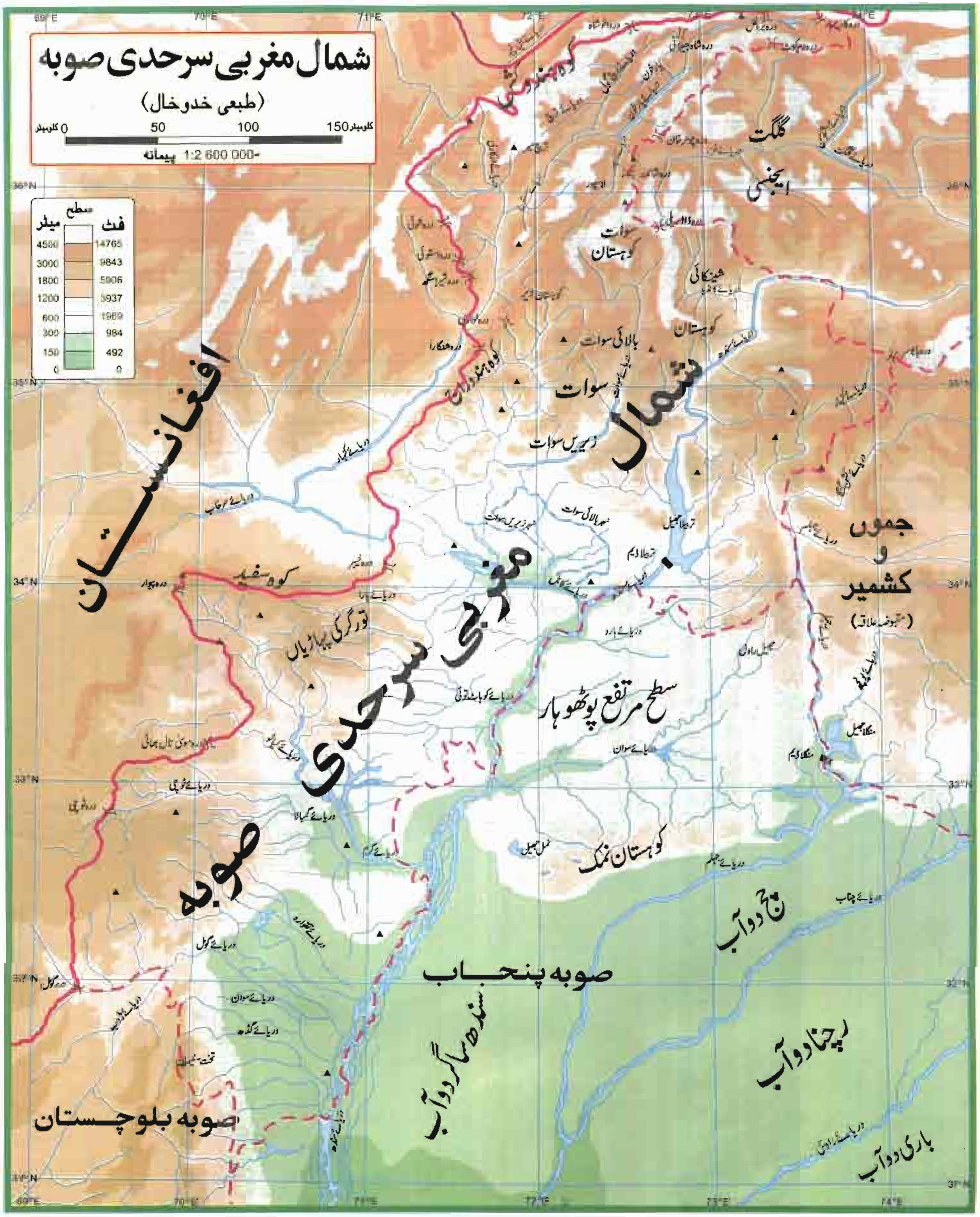

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

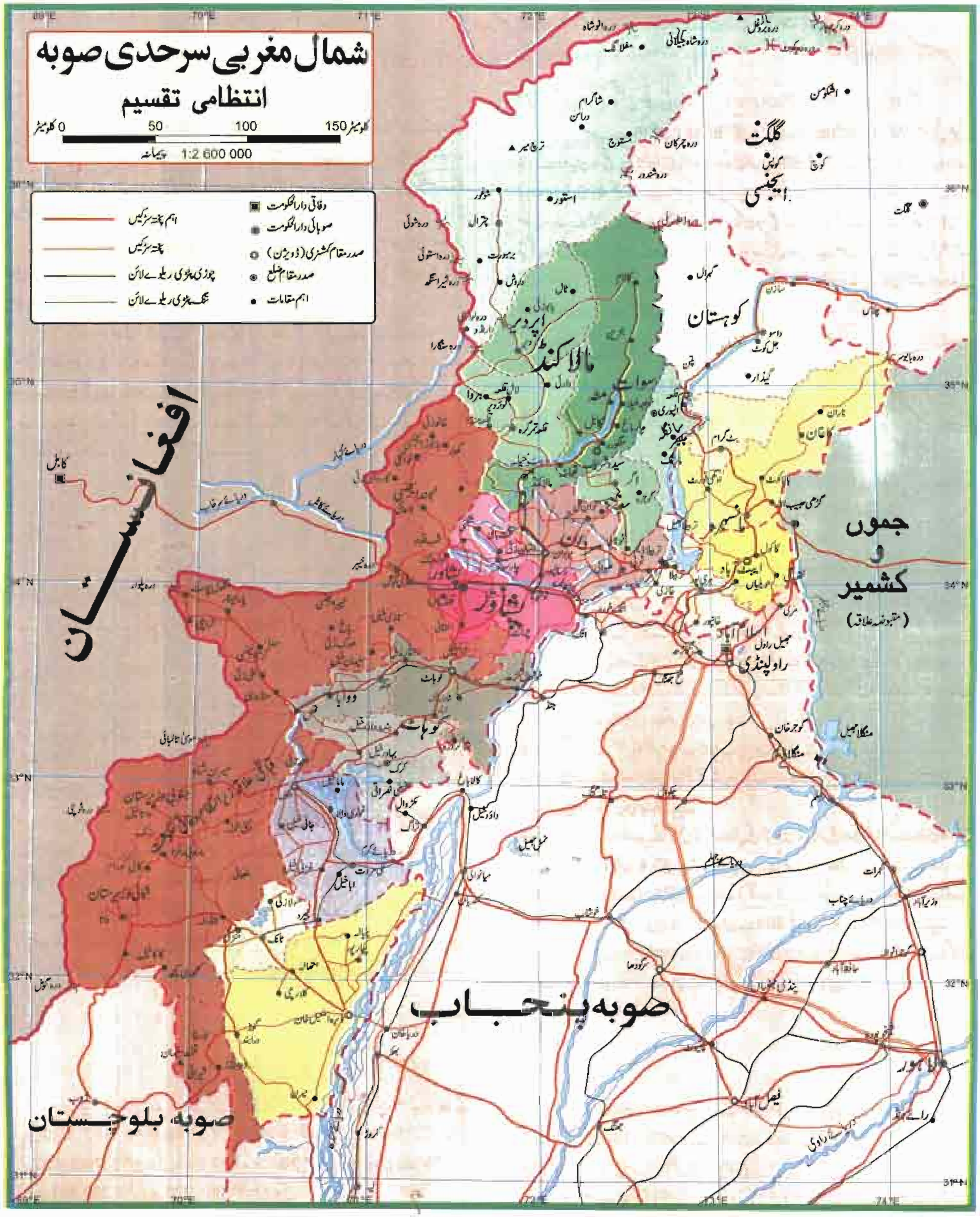

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبہ سرحد
(N.W.F. Province)

(1) تعارف (Introduction)

شمالی مغربی سرحدی صوبہ جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے پاکستان کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ برطانوی حکومت کے دور میں صوبہ سرحد اس وقت کے صوبہ پنجاب کا حصہ تھا اور پشاور، ہزارہ اور کوہاٹ کے اضلاع پر مشتمل تھا۔ چنانچہ صوبہ پنجاب سے 1901ء میں علیحدگی کے بعد پشاور کو صوبے کا دارالحکومت بنایا گیا۔

وادی سندھ کے دوسرے علاقوں کی طرح صوبہ سرحد پر ایرانیوں، یونانیوں، اور سلطنت دہلی کے حکمرانوں، مغلوں، سکھوں اور انگریزوں کی علی الترتیب حکمرانی رہی اور قیام پاکستان کے وقت صوبہ سرحد پاکستان میں شامل ہوا۔

صوبہ سرحد کی آبادی کی اکثریت پٹھانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کے علاوہ اعوان، گوجر، جاٹ، سید، بلوچ، راجپوت، ملہار، شیخ، پراچے اور مغل وغیرہ ہیں۔ پشاور، کوہاٹ اور بنوں کے علاقے پٹھان اکثریت کے علاقے ہیں۔ اس کے علاوہ چترال سے درہ گومل تک پٹھان آباد ہیں۔ جب کہ ہزارہ ڈویژن میں گوجر اور انڈین نسل سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں۔ اسی طرح ڈیرہ اسمٰعیل خان کے علاقے میں جاٹوں کی اکثریت ہے۔

(2) حدود اربعہ و محل وقوع (Location & Boundries)

صوبہ سرحد 31°.15 تا 36°.55 شمالی عرض بلاد اور 70°.05 تا 74°.8 مشرقی طول بلاد کے درمیان واقع ہے۔ شمالاً جنوباً صوبہ سرحد کی لمبائی 600 کلومیٹر ہے۔ جبکہ شرقاً غرباً زیادہ سے زیادہ چوڑائی 400 کلومیٹر ہے۔ صوبہ سرحد کی کوہاٹ کے قریب کم از کم چوڑائی 100 کلومیٹر ہے۔ صوبہ سرحد کے شمال میں گلگت ایجنسی اور افغانستان واقع ہے۔ جبکہ مغرب کی طرف افغانستان اور قبائلی علاقہ جات ہیں جن کے ساتھ افغانستان کی سرحد پھیلی ہوئی ہے۔ صوبہ سرحد کے مشرق کی طرف آزاد جموں وکشمیر اور صوبہ پنجاب کی سرحد ہے۔ جبکہ جنوب میں ڈیرہ غازی خان، اٹک اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد واقع ہیں۔

(3) رقبہ (Area)

صوبہ سرحد 74,521 مربع کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ جو پاکستان کے کل رقبے کا 9.37 فیصد ہے۔ اس طرح صوبہ سرحد رقبے کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر ہے۔

صوبہ سرحد کے طبعی خدوخال
(Physical Features of N.W.F.P.)

صوبہ سرحد بلند و بالا برف پوش اور جنگلات سے مالا مال پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ جو صوبے کے شمال اور مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جبکہ مغربی سرحدی پہاڑی سلسلوں اور دریائے سندھ کے درمیان تنگ میدانی علاقہ اور سطح مرتفع کا کچھ علاقہ ہے۔

(i) پہاڑی علاقے (Mountain Areas)

(i) صوبہ سرحد کے شمال میں دنیا کے بلند و بالا پہاڑ پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کے درمیان دشوار گزار پہاڑی وادیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ انتہائی شمال میں وادی چترال ہے۔ جو چاروں اطراف سے پہاڑوں میں گھری ہوئی ہے۔ جس کے جنوب میں دیر اور سوات کی سرسبز وادیاں جنگلاتی پہاڑوں میں گھری ہوئی ہیں۔ یہ دریائے پنجکوڑہ اور سوات کی زرخیز وادیاں ہیں۔

صوبے کی شمال مشرقی اور شمالی سرحد کے ساتھ شرقاً غرباً رخ کوہ ہندوکش پھیلے ہوئے ہیں۔ کوہ ہندوکش کے جنوب میں کوہ سفید ہیں جو وادی پشاور کو شمالی طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ ترچ میر اس پہاڑی علاقے کی بلند ترین چوٹی ہے۔ جس کی بلندی 7,700 میٹر ہے۔ ہندوکش کے جنوب میں کوہ سفید ہے۔ جو مغربی سرحد کے ساتھ پھیلا ہوا ہے یہ قدرے بنجر اور خشک علاقہ ہے۔ کوہ سفید کے جنوب میں شمالی و جنوبی وزیرستان کے کم بلند پہاڑی سلسلے ہیں۔ جن کے جنوب میں کوہ سلیمان کا پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جو صوبہ بلوچستان کے وسیع علاقے تک پھیلا ہوا ہے۔

(ii) میدانی علاقے (Plain Areas)

صوبہ سرحد میں چار اہم میدانی علاقے ہیں۔

(i) شمالی پہاڑوں کے جنوب میں دریائے سندھ کے مغربی جانب وادی پشاور کا انتہائی زرخیز میدان ہے۔ جو چاروں اطراف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔

(ii) وادی پشاور کے جنوب میں کوہاٹ کا ہموار علاقہ ہے جو کم بلند پہاڑیوں سے کٹا پھٹا ہے۔

(iii) کوہاٹ کے جنوب میں دریائے کرم کی زرخیز وادی بنوں پھیلی ہوئی ہے۔ جو چاروں اطراف سے کم بلند پہاڑیوں سے گھری ہوئی ہے۔

(iv) ڈیرہ اسمٰعیل کا بنجر میدان جسے اب سیراب کیا گیا ہے۔ بنوں کے جنوب میں ہے۔ اس میدان کے مغرب میں کوہ سلیمان اور مشرق میں دریائے سندھ ہے۔ اس میدان سے اب بڑی مقدار میں زرعی پیداوار حاصل کی جا رہی ہے۔

(v) دریائے سندھ کے مشرق میں کوہ ہمالیہ کی شاخوں میں گھری ہوئی خوبصورت وادی کاغان ہے۔ اور ہزارہ ڈویژن کا وسیع پہاڑی وادیوں سے گھرا ہوا علاقہ ہے۔ وادی کاغان درہ بابوسر (4,142 میٹر) کے راستے شمالی علاقہ جات (گلگت) سے ملی ہوئی ہے۔ ہزارہ ڈویژن کے جنوب میں صوبہ پنجاب سے متصل ہری پور کا زرخیز میدان ہے جو 80 کلومیٹر لمبا اور 20 کلومیٹر چوڑا ہے۔

دریائے سوات، دریائے بارا، دریائے کابل، دریائے کرم، دریائے ٹوچی، دریائے گومل، دریائے پنجکوڑہ، دریائے کنار اور دریائے کنہار صوبہ سرحد کے اہم دریا ہیں۔

صوبہ سرحد کی آبادی
(Population of N.W.F.P.)

قیام پاکستان کے بعد پہلی مردم شماری (1951ء) کے وقت صوبہ سرحد کی آبادی 4,587,120 افراد (45 لاکھ 87 ہزار 120 افراد) تھی۔ جو 1961ء میں بڑھ کر 5,752,432 افراد ہوگئی۔ جبکہ 1972ء اور 1981ء کی مردم شماری کے مطابق علی الترتیب 8,392,323 افراد اور 11,061,328 افراد ہوگئی۔

مارچ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق صوبہ سرحد کی آبادی 17,735,912 افراد تھی۔ اس طرح 1981ء تا 1998ء کے 17 سال کے دوران آبادی میں 60.3 فیصد اضافہ ہوا۔ اور اس عرصہ کے دوران شرح افزائش 2.8% رہی۔

صوبہ سرحد کی آبادی پاکستان کی مجموعی آبادی کا تقریباً 13.4% ہے۔ صوبے کی آبادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی گنجانی 238 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ لیکن پاکستان کے دوسرے صوبوں کی طرح آبادی کی گنجانی میں بہت زیادہ علاقائی تفاوت پایا جاتا ہے۔ پشاور اور چارسدہ صوبے کے سب سے گنجان آباد اضلاع ہیں۔ جن کی آبادی کی گنجانی 1,606 اور 1,026 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔

صوبہ سرحد کا رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا ضلع چترال سب سے کم گنجان آباد ہے۔ یہاں آبادی کی گنجانی صرف 21 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ اسی طرح کوہستان کا ضلع بھی بہت کم گنجان آباد ہے اور آبادی کی گنجانی صرف 63 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔

صوبہ سرحد میں پشاور اور چارسدہ کے بعد مردان (895 افراد فی مربع کلومیٹر) اور صوابی کے اضلاع (665 افراد فی مربع کلومیٹر) زیادہ گنجان آباد ہیں۔

صوبہ سرحد کی شہری آبادی کا تناسب صرف 16.9 فیصد (2,994,084 افراد) ہے۔ جبکہ آبادی کی گنجانی کی طرح شہری، دیہاتی آبادی کے تناسب میں بھی بہت علاقائی تفاوت ہے بالائی دیر کے ضلع کا شہری تناسب صرف 4 فیصد ہے۔ جبکہ پشاور کے ضلع کا شہری آبادی کا تناسب 48.7 فیصد ہے۔ پشاور صوبہ سرحد کا سب سے بڑا شہر ہے۔ جس کی آبادی 9,84,113 افراد ہے۔

صوبہ سرحد کی انتظامی تقسیم

(Administrative Set up of the N.W.F.P.)

انتظامی لحاظ سے صوبہ سرحد کو 7 ڈویژن 24 اضلاع 46 سب ڈویژن 60 تحصیلوں اور 7,326 دیہات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ صوبے میں ایک میونسپل کارپوریشن، 30 میونسپل کمیٹیاں، 13 ٹاؤن کمیٹیاں اور 11 کنٹونمنٹ بورڈ شامل ہیں۔

صوبہ سرحد۔ انتظامی تقسیم

ڈویژن		اضلاع	تحصیلیں
ملاکنڈ	1	چترال	چترال
	2	بالائی دیر	دیر۔ واڑی
	3	زیریں دیر	تیمرگرہ۔ جندول
	4	بونیر	ڈگر / بونیر
	5	سوات	سوات۔ مٹہ
	6	شانگلہ	الپوری۔ بشام۔ چاکیسر
	7	مالاکنڈ	سوات۔ رانی زئی۔ سام رانی زئی
مردان	1	مردان	مردان۔ تخت بھائی
	2	صوابی	صوابی۔ لاہور (لہور)
کوہاٹ	1	کوہاٹ	کوہاٹ
	2	ہنگو	ہنگو
	3	کرک	کرک۔ بندہ داؤد شاہ۔ تخت نصرتی
ہزارہ	1	کوہستان	داسو۔ پٹن۔ پلاس
	2	مانسہرہ	مانسہرہ۔ کالا ڈھاکہ
	3	بٹگرام	بٹ گرام۔ آلائی
	4	ایبٹ آباد	ایبٹ آباد
	5	ہری پور	ہری پور۔ غازی
ڈیرہ اسماعیل خان	1	ڈیرہ اسماعیل خان	پہاڑپور۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ کلاچی
	2	ٹانک	ٹانک
پشاور	1	چارسدہ	چارسدہ۔ تنگی
	2	پشاور	پشاور سٹی۔ پشاور صدر
	3	نوشہرہ	نوشہرہ سٹی۔ نوشہرہ صدر
بنوں	1	بنوں	بنوں سٹی۔ بنوں صدر
	2	لکی مروت	لکی مروت

قبائلی علاقہ جات زیر انتظام وفاقی حکومت: (فاٹا)

صوبہ سرحد کی مغربی سرحد کے ساتھ ایک تنگ پٹی کی شکل میں قبائلی علاقہ جات ہیں۔ جن کے مغرب میں افغانستان کی سرحد ڈیورنڈ لائن ہے جسے سرمورٹی مرڈیورنڈ نے 1890 تا 1894 کے درمیان متعین کیا۔ فاٹا 7 قبائلی علاقوں (ایجنسی) پر مشتمل ہے۔ جن کا رقبہ 27,220 مربع کلومیٹر ہے۔ اور 1998 کی مردم شماری کے مطابق آبادی 3,176,337 افراد ہے۔ جبکہ آبادی کی گنجانی 116.7 افراد فی مربع کلومیٹر ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

شمار	علاقے	رقبہ مربع کلومیٹر	فاٹا کی آبادی
1	باجوڑ ایجنسی	1290	595227
2	مہمند ایجنسی	2,296	334453
3	خیبر ایجنسی	2,576	546730
4	اورکزئی ایجنسی	1,538	225441
5	کرم ایجنسی	3,380	448310
6	شمالی وزیرستان	4,707	361246
7	جنوبی وزیرستان	6,620	429841

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

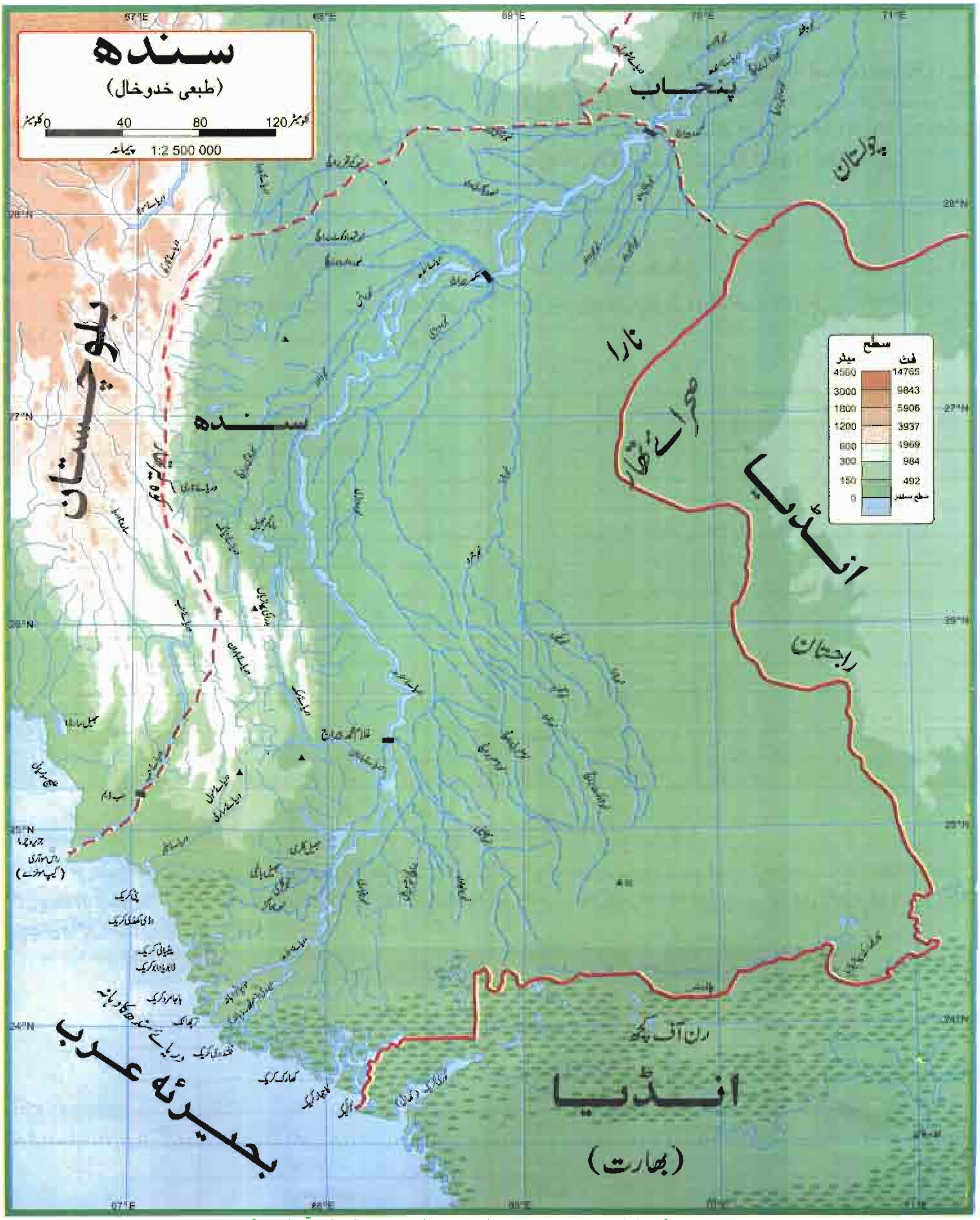

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبہ سندھ
(SINDH PROVINCE)

(1) تعارف (Introduction)

صوبہ سندھ پاکستان کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ یونانیوں نے خطہ سندھ کو سندھو مانا (Sindomana) کا نام دیا۔ اور قدیم ہندوا سے سندھودیشا (Sindhudesha) کے نام سے پکارتے تھے۔ جبکہ عرب جغرافیہ دان اسے سندھ اور یہاں کے مقامی لوگ دریائے سندھ کی نسبت سے اسے سندھو (Sindu) بولتے تھے۔

پاکستان کے دوسرے صوبوں کی طرح صوبہ سندھ بھی دنیا کی دوسری قدیم ترین تہذیبوں کا ہم عصر خطہ شمار ہوتا ہے۔ اور آثار قدیمہ کے دریافت شدہ شہر موہنجوداڑو (Moen-jo-daro) کا شمار 1500 تا 2,500 قبل از مسیح دور میں ہوتا ہے۔ اور یہ قدیم دور کا جدید شہر 5 کلومیٹر کے محیط میں پھیلا ہوا تھا۔ جسے آرین (Aryan) حملہ آوروں کے ہاتھوں تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح امری اور کوٹ ڈیجی کے قدیم آثار بھی مصر اور بابل (Babylon) کی تہذیب کے ہم عصر ہیں جو 2500 قبل از مسیح کے دور میں شمار ہوتی ہیں۔

الغرض خطہ سندھ اسی طرح تہذیبی ارتقائی منازل طے کرتا رہا اور 325 تا 327 قبل از مسیح میں یونانی سپاہ سکندر اعظم کی سرکردگی میں اس سرزمین پر وارد ہوئیں اور اس علاقے میں نمایاں تہذیبی اثرات چھوڑے۔ جبکہ ظہور اسلام کے بعد 711 میں محمد بن قاسم سرزمین سندھ پر قابض ہوا۔ جس سے اس علاقے میں اسلام پھیلا۔

مشہور اٹالین سکالر ایف گبریلی (F.Gabrieli) نے محمد بن قاسم کو ''A Hero of Indian Islam'' قرار دیا ہے اور آج صوبہ سندھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تہذیبی مرکز ہے۔

(2) حدود اربعہ و محل وقوع (Location & Boundries)

صوبہ سندھ 23°40. تا 29°28 شمال عرض بلاد اور 66°40. تا 71°05. مشرقی طول بلاد کے درمیان واقع ہے۔

صوبہ سندھ کے مغرب اور شمال کی جانب صوبہ بلوچستان واقع ہے۔ جبکہ شمال مشرق کی طرف صوبہ پنجاب ہے۔ اور انڈیا کی ریاست راجستان صوبہ سندھ کے مشرقی جانب اور گجرات جنوب مشرق میں ہے۔ بحیرہ عرب صوبہ سندھ کے جنوب میں پھیلا ہوا ہے۔

(3) رقبہ (Area)

صوبہ سندھ 1,40,914 مربع کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ جو پاکستان کے کل رقبے کا تقریباً چھٹا حصہ (17.72%) بنتا ہے۔ اس طرح صوبہ سندھ رقبے کے لحاظ سے صوبہ بلوچستان اور صوبہ پنجاب کے بعد تیسرے نمبر پر ہے۔

صوبہ سندھ کے طبعی خدوخال
(Physical Features of Sindh)

صوبہ سندھ اگرچہ ایک کم بلند اور ہموار دریائی میدان ہے۔ لیکن اگر عمیق جائزہ لیا جائے تو سطح کے لحاظ سے چار واضح حصوں میں منقسم نظر آتا ہے۔ صوبہ کے مغرب میں شمالاً جنوباً کوہ کیرتھار کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے جس کے مشرق میں وسطی زرخیز میدانی خطہ ہے۔ جس کے وسط سے شمالاً جنوباً بہتا ہوا دریائے سندھ اسے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ جبکہ سرحد کے ساتھ مشرقی خطہ ایک ریگستانی علاقہ ہے۔ اور دریائے سندھ کا ڈیلٹا صوبہ کے جنوب میں صوبہ کے دارالحکومت کراچی کے مشرقی جانب پھیلا ہوا ہے۔

(i) کوہ کیرتھار (Kirthar Range)

کوہ کیرتھار صوبہ سندھ کے مغرب میں شمالاً جنوباً تین متوازی سلسلوں پر مشتمل ہے۔ جس کی چوڑائی 20 تا 50 کلومیٹر تک ہے۔ جس کی سطح سمندر سے بلندی 1000 تا 1500 میٹر تک ہے۔ اور سطح سمندر سے بلند ترین چوٹی صرف 2096 میٹر بلند ہے۔ صوبہ سندھ کے جنوب میں اس سلسلہ کو سندھ کوہستان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس پہاڑی سلسلے سے چند چھوٹے چھوٹے دریا نکلتے ہیں۔ ان میں سے ناری اور باران ندیاں دریائے سندھ کی طرف بہتی ہیں۔ جبکہ دریائے حب اور لیاری براہ راست سلسلہ کوہ کے مغربی جانب بہتے ہوئے دریائے سندھ کے بجائے بحیرہ عرب میں جا گرتے ہیں۔ کوہ کیرتھار کا سلسلہ کم بارش کے باعث زیادہ تر نباتات سے خالی ہے۔

(ii) وسطی دریائے سندھ کا زیریں میدان (Central Lower Indus Plain)

وسطی زرخیز میدان دریائے سندھ کا زیریں زمین میدان بھی کہلاتا ہے۔ اس کم بلند میدان کی ڈھلوان جنوب کی جانب ہے۔ اس میدان کی لمبائی 580 کلومیٹر ہے اور یہ 51,800 مربع کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ جو کسی جگہ بھی سطح سمندر سے 100 میٹر سے زیادہ بلند نہیں ہے۔

اس میدان میں چند کم بلند پہاڑیاں ہیں۔ ایک پہاڑی سلسلہ روہڑی سے 50 کلومیٹر جنوب میں ضلع سکھر میں واقع ہے۔ جسے Rohri Cuesta کہتے ہیں اور یہ سطح سمندر سے صرف 75 میٹر بلند ہے۔ اسی طرح کا ایک سلسلہ کوہ حیدرآباد کے جنوب میں ہے جو 25 کلومیٹر لمبا ہے۔ اور چونے کی چٹانوں پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ کوہ کو Ganjo Takhar کا نام دیا گیا ہے۔

حیدرآباد سے جنوبی خطے کو ''لار'' (Lar) یا جنوبی سندھ کہا جاتا ہے۔ جبکہ حیدرآباد کے نواحی علاقے کو وسطی سندھ یا ''وچالو'' (Wichalo) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح شمالی سندھ کے علاقے کو ''سارو'' (Siro) کا نام دیا گیا ہے۔

(iii) مشرقی ریگستانی خطہ (Eastern Desert Belt)

صوبہ سندھ کا مشرقی خطہ ریگستانی علاقہ ہے جسے تھار کہا جاتا ہے اور میرپور، سکھر، گھوٹکی، سانگھڑ اور تھرپارکر کے اضلاع میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ بے آب و گیاہ خطہ بہت کم آباد ہے اور کہیں کہیں صرف جھاڑیاں نظر آتی ہیں۔ اس صحرا کے انتہائی جنوب مشرق میں ضلع تھرپارکر کے علاقے نگرپارکر میں ایک سلسلہ کوہ Karmjhar کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ جو تقریباً 20 کلومیٹر لمبا ہے۔ سطح سمندر سے صرف 300 میٹر بلند ہے۔

(iv) دریائے سندھ کا ڈیلٹا (Indus Delta)

ٹھٹھہ کے قریب دریائے سندھ مختلف شاخوں میں منقسم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جبکہ دو بڑی شاخوں کے نام ''اُوچیٹو'' (Ochito) اور ''کنگرو'' ہیں۔ ڈیلٹا کا 10 تا 40 کلومیٹر ساحلی حصہ نمکین سمندری پانی کی لہروں کی زد میں رہتا ہے۔ اور دلدلی جنگلات (Mangrove Swamps) پر مشتمل ہے۔ اس کا مشرقی علاقہ رن کچھ کہلاتا ہے جو پانی کی کم نکاسی کے باعث دلدلی علاقہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبہ سندھ کی آبادی (Population of Sindh)

صوبہ سندھ کی آبادی 1891ء میں صرف 2.875 ملین (28 لاکھ 75 ہزار) افراد تھی۔ جو 1951ء میں 6.047 ملین افراد (60 لاکھ 47 ہزار) ہوگئی۔ جبکہ مارچ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق صوبہ سندھ کی آبادی 30.439 ملین افراد (3 کروڑ 43 لاکھ 9 ہزار) تک پہنچ چکی ہے۔ 1998 کی مردم شماری کے مطابق سترہ سالوں (1981 تا 1998) کی اوسط شرح افزائش 2.8% سالانہ تھی۔ صوبہ سندھ کی آبادی میں 1951 تا 1998ء (47 سال) کے دوران 5 گنا اضافہ ہوا ہے۔

شرح افزائش کی زیادتی اور ہجرت کے باعث صوبہ سندھ کی گنجانی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ 1981ء میں آبادی کی گنجانی 135 افراد فی مربع کلومیٹر تھی جو مارچ 1998 تک 216 افراد فی مربع کلومیٹر ہو چکی ہے۔ صوبہ سندھ میں کراچی سب سے گنجان آباد علاقہ ہے۔ کراچی ڈویژن کے ضلع وسطی کراچی کی آبادی کی گنجانی 33,015 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جو نہ صرف صوبہ سندھ بلکہ ملک کا سب سے گنجان آباد علاقہ ہے۔ جبکہ دوسری طرف صوبے کا جنوب مشرقی صحرائی ضلع تھرپارکر سب سے کم گنجان علاقہ ہے یہاں آبادی کی گنجانی صرف 46.6 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ کراچی ڈویژن میں صوبے کے 28.72 فیصد افراد آباد ہیں۔

صوبہ سندھ کی دیہی آبادی 1998ء کی مردم شماری کے مطابق 15.600 ملین (51.25%) افراد ہے۔ جبکہ شہری آبادی کا تناسب 48.75% ہے۔ اس طرح صوبہ سندھ شہری آبادی کے تناسب کے لحاظ سے سرفہرست ہے۔ صوبہ سندھ کی صرف 2.57 فیصد آبادی 65 سال سے زیادہ عمر پر مشتمل ہے۔ جبکہ 40.55% آبادی 15 سال سے کم عمر ہے۔ اس طرح افرادی قوت کا تناسب 57% ہے۔

صوبہ سندھ کی انتظامی تقسیم (Administrative Set-up of the Sindh)

1981ء میں صوبہ سندھ کے صرف 3 ڈویژن اور 15 اضلاع تھے۔ جبکہ 1998ء میں صوبہ سندھ 5 ڈویژن اور 21 اضلاع 72 سب ڈویژن اور 88 تحصیلوں (Talukas) اور 5,875 دیہاتوں پر مشتمل تھا۔ اور یہ انتظامی تقسیم اب تک برقرار ہے۔

صوبہ سندھ ۔ انتظامی تقسیم

ڈویژن	تعداد	اضلاع	تحصیلیں (Talukas)	تعداد تحصیلیں
لاڑکانہ	1	جیکب آباد	جیکب آباد۔ گڑھی خیرو۔ ٹھل (Thul)۔ کندکوٹ۔ کشمور	5
	2	شکارپور	شکارپور۔ خانپور۔ دلاکھی۔ گڑھی یسین	4
	3	لاڑکانہ	لاڑکانہ۔ ڈوکری۔ رتوڈیرو۔ شہدادکوٹ۔ میروخان کیمبر۔ وارہ	7
سکھر	1	سکھر	سکھر۔ روہڑی۔ پنوں عاقل۔ صالح پت	4
	2	گھوٹکی	گھوٹکی۔ خان گڑھ۔ میرپور متھیلو۔ ڈھیرکی۔ عمبارو	5
	3	خیرپور	خیرپور۔ کنگری۔ گھمبٹ۔ صوبھو۔ ڈیرو کوٹ ڈیجی میرواہ۔ فیض گنج۔ نارا۔	8
	4	نوشہرو فیروز	نوشہرو فیروز۔ مورو۔ بھاریا۔ کنڈارو	4
	5	نواب شاہ	نواب شاہ۔ سکرنڈ۔ دولت پور	3
حیدرآباد	1	دادو	مہر۔ خیرپور ناتھن شاہ۔ جوہی۔ سہون۔ دادو۔ کوٹری۔ تھانو بولا خان	7
	2	حیدرآباد	حیدرآباد۔ حیدرآباد سٹی۔ لطیف آباد۔ قاسم آباد ٹنڈو۔ والہ یار۔ ٹنڈو محمد خان۔ مٹیاری۔ ہالہ	8
	3	بدین	بدین۔ گلارچی۔ ماتلی۔ ٹنڈو بھاگیو (بھگو)	4
	4	ٹھٹھہ	ٹھٹھہ۔ سجاول۔ شاہ بندر۔ جاتی۔ میرپور بتھورو۔ کیٹی بندر۔ میرپور سکرو۔ گھوڑا باری۔ خیرو چن۔	9
میرپور خاص	1	سانگھڑ	سانگھڑ۔ کھپرو۔ سنجھارو۔ شہدادپور۔ ٹنڈو آدم۔ جام نواز علی	6
	2	میرپور خاص	میرپور خاص۔ ڈگری۔ کوٹ غلام محمد	3
	3	عمرکوٹ	عمرکوٹ۔ کنگری۔ سامارو۔ پٹارو	4
	4	تھرپارکر	نگرپارکر۔ چاچھرو۔ ڈیپلو۔ مٹھی	4
کراچی	1	ملیر	بن قاسم۔ ایئرپورٹ سب ڈویژن۔ گڈاپ سب ڈویژن	3
	2	کراچی شرقی	جمشید کوارٹرز۔ فیروز آباد۔ لانڈھی۔ کورنگی۔ ماڈل کالونی۔ شاہ فیصل	5
	3	کراچی غربی	ہاربر۔ بلدیہ۔ سائیٹ۔ اورنگی سب ڈویژن	4
	4	کراچی جنوبی	عیدگاہ/باغ۔ صدر۔ پریڈی۔ سول لائن۔ بغدادی۔ سٹی سب ڈویژن۔	7
	5	کراچی وسطی	لیاقت آباد۔ ناظم آباد۔ نیوکراچی	3

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

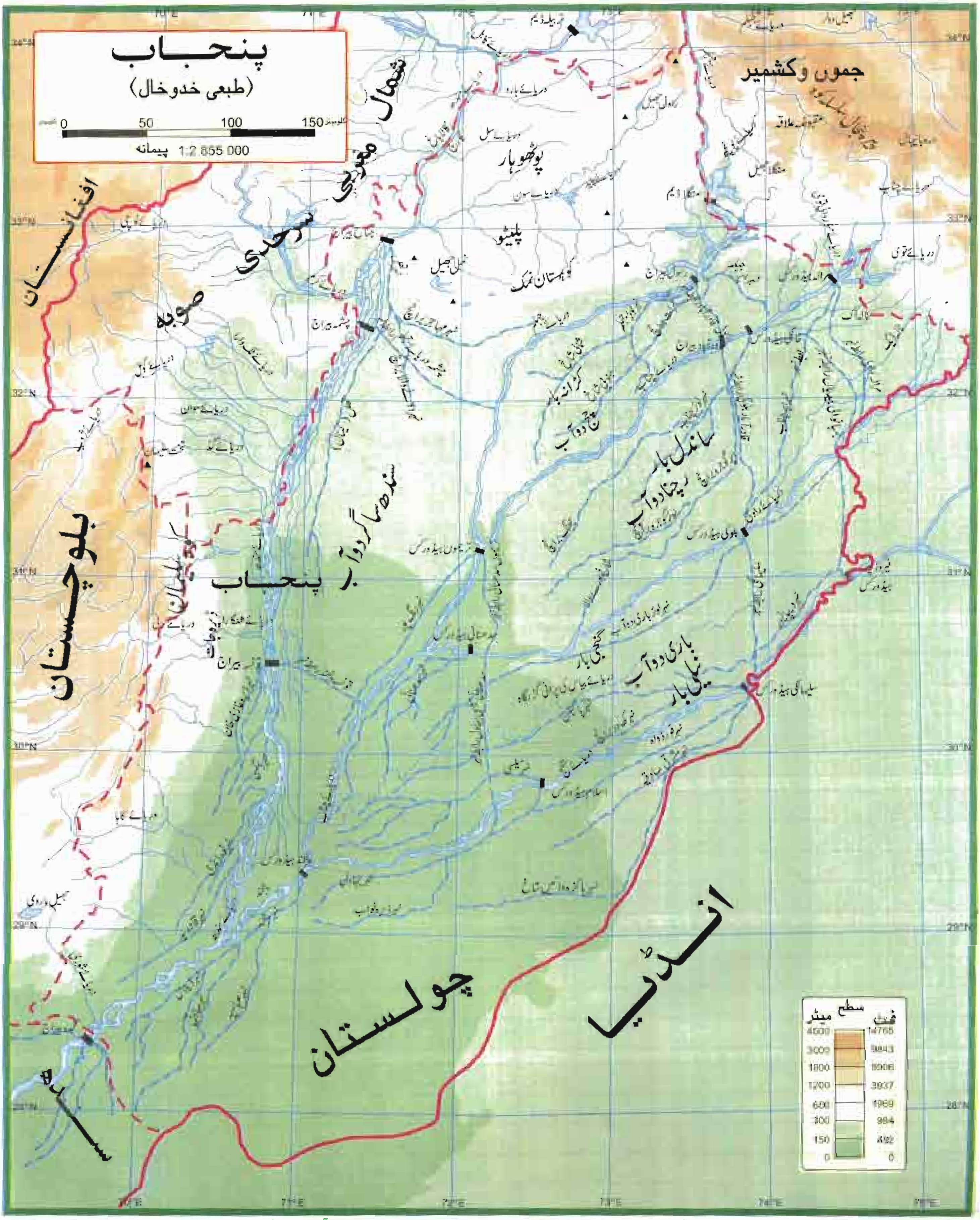

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

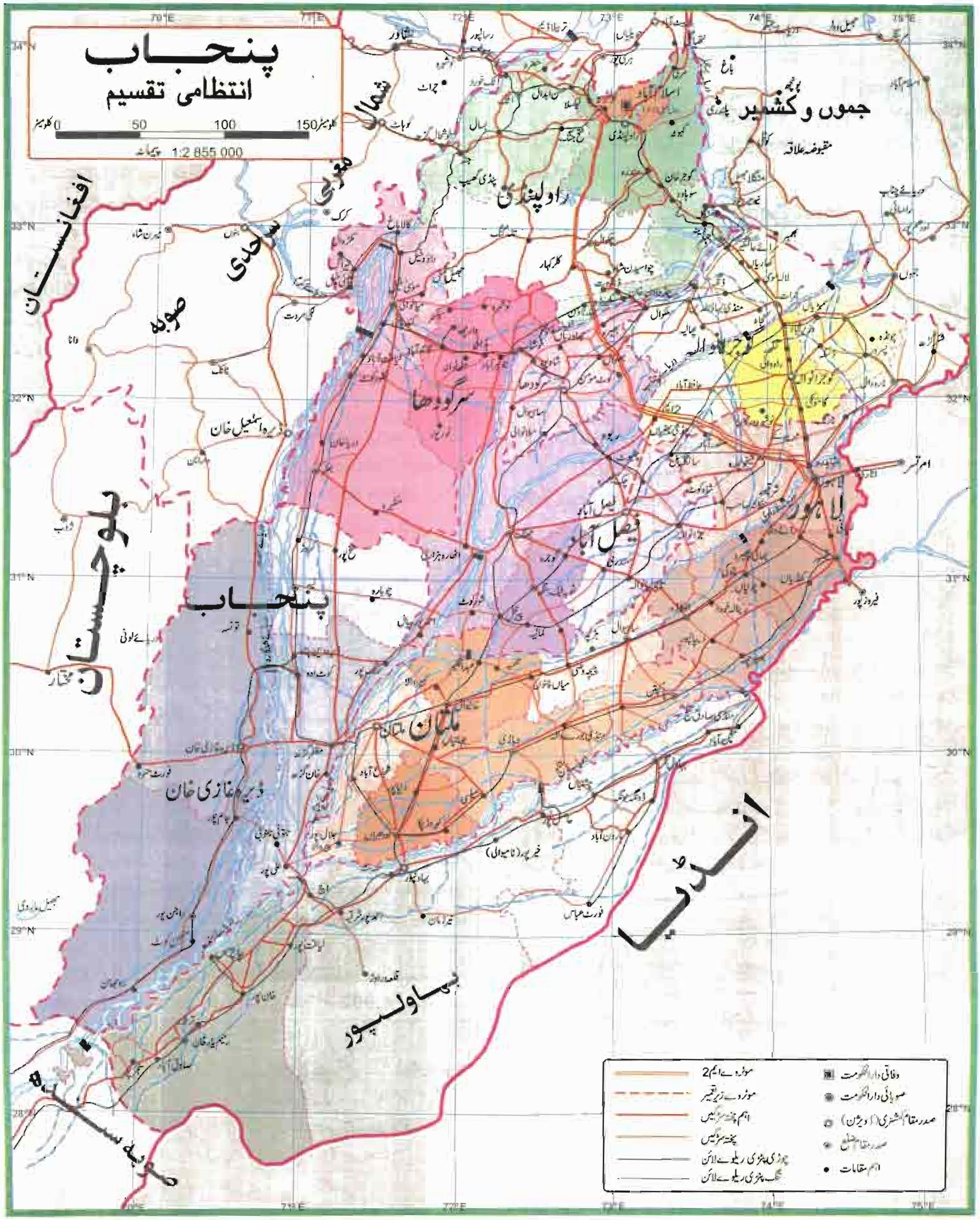

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبہ پنجاب
PUNJAB PROVINCE

(1) تعارف (Introduction)

صوبہ پنجاب جس کا نام پانچ دریاؤں (پانیوں) سے موسوم ہے۔ دنیا کا اہم ترین زرعی اور تہذیبی خطہ ہے۔ اس کی زرعی اہمیت انہی دریاؤں (ستلج، راوی، چناب، جہلم اور سندھ) کے مرہون منت ہے اور 67% سے زائد دیہاتی آبادی کا انحصار بھی انہی دریاؤں کی روانی پر ہے۔ جن کی وجہ سے صوبے میں دنیا کا بہترین زرعی نظام قائم ہے۔

قدرت نے صوبہ پنجاب کو بہترین زرخیز میدانوں، متنوع آب و ہوا اور محنت کش وافر انسانی وسائل سے نوازا ہے۔ اس خطہ کا شمار دنیا کے ان قدیم علاقوں میں ہوتا ہے جہاں حیاتیاتی (انسان، حیوان، نباتات) زندگی 62 ملین سال قبل ارتقا پذیر ہوئی۔ دریافت شدہ آثار قدیمہ (Archaeological Facts) سے معلوم ہوا ہے کہ ایشیا کے قدیم ترین انسانوں کی زندگی کا آغاز اس علاقے سے ہوا۔ وادی پوٹھوہار میں دریائے ہارو (Haroo) اور سوان (Soan) کی وادیوں کے قدیم آثار اس کی منہ بولتی شہادت ہیں۔ اسی طرح دریائے راوی کے کنارے ہڑپہ تہذیب (5000 تا 1300 قبل از مسیح) نے نشوونما پائی۔

راولپنڈی کے نزدیک وادی سوان (Soan Valley) سے دریافت شدہ پتھر کے اوزاروں سے ماہرین آثار قدیمہ نے اندازہ لگایا ہے کہ سوان کلچر (Soan Culture) کا آغاز 29 ملین سال قبل ہوا۔ لہٰذا خطہ پنجاب پتھر کے دور سے دھاتی دور (Metal age) سے ہوتا ہوا موجودہ دور تک ارتقائی منازل طے کرتا ہوا پہنچا۔

1947ء میں برطانوی دور تک صوبہ پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جس کا مغربی حصہ پاکستان کے حصے میں آیا۔ جس میں ریاست بہاولپور (رحیم یار خان، بہاولپور، بہاولنگر اضلاع) بعد میں شامل ہوئی۔

(2) حدود اربعہ و محل وقوع (Location& Boundries)

صوبہ پنجاب 27°.40 تا 34°.01 شمالی عرض بلاد اور 69°.20 تا 75°.20 مشرقی طول بلاد کے درمیان واقع ہے۔

صوبہ پنجاب کے شمال میں وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور صوبہ سرحد واقع ہیں۔ جبکہ شمال مشرق کی جانب ریاست آزاد جموں و کشمیر واقع ہے۔ اسی طرح اس کے مشرق اور جنوب مشرق میں ہندوستان کے صوبہ پنجاب اور راجستان کی سرحدیں متصل ہیں۔ صوبہ سندھ پنجاب کے جنوب مغرب کی جانب واقع ہے۔ پنجاب کے مغرب میں صوبہ سرحد قبائلی علاقہ جات اور صوبہ بلوچستان پھیلے ہوئے ہیں۔

(3) رقبہ (Area)

رقبے کے لحاظ سے پنجاب ملک کا دوسرا بڑا صوبہ ہے۔ جس کا رقبہ 2,05,344 مربع کلومیٹر ہے۔ جو پاکستان کے مجموعی رقبے کا 26% ہے۔

پنجاب کے طبعی خدوخال
(Physical Features of Punjab)

طبعی خدوخال کے لحاظ سے صوبہ پنجاب ایک ہموار اور زرخیز میدان ہے۔ جس کے شمال مغرب اور جنوب مغرب کی جانب نیم پہاڑی اور پہاڑی علاقے واقع ہیں۔ جبکہ شمال مغربی پہاڑی علاقے کے جنوب سے متصل ایک وسیع مرتفع پوٹھوہار ہے۔

صوبہ پنجاب کے جنوب مشرق میں سرحدی علاقوں تک پھیلا ہوا ریگستانی علاقہ چولستان واقع ہے۔ جبکہ دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان (سندھ ساگر بار) تھل کا ریگستانی علاقہ ہے۔

(i) پہاڑی و نیم پہاڑی علاقے (Mountains& Hilly Areas)

صوبہ پنجاب کے شمال مغرب میں دو اہم پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک سلسلہ پوٹھوہار کے شمال میں کوہ سوالک کے نام سے اور دوسرا پوٹھوہار کے جنوب میں کوہستان نمک کے نام سے جانا جاتا ہے۔ پہلا سلسلہ کوہ راولپنڈی، اٹک اور جہلم کے اضلاع تک پھیلا ہوا ہے۔ جبکہ دوسرا کوہستان نمک کا پہاڑی سلسلہ وسطی جہلم، چکوال، خوشاب اور میانوالی کے اضلاع تک شرقاً غرباً دریائے جہلم سے دریائے سندھ تک پھیلا ہوا ہے۔

کوہ سوالک سطح سمندر سے اوسطاً 2000 تا 3000 میٹر بلند ہے۔ جب کہ کوہستان نمک 500 تا 1000 میٹر بلند ہے۔ جس کا بلند ترین مقام سکیسر 4,992 فٹ بلند ہے۔

(ii) سطح مرتفع پوٹھوہار (Potwar Plateau)

پوٹھوہار کی سطح مرتفع کوہ سوالک کے جنوب میں واقع ہے۔ جس کے مشرق میں دریائے جہلم، مغرب میں دریائے سندھ۔ جنوب میں کوہستان نمک اور شمال کی جانب ''کالا چٹا'' اور ''مرگلہ'' کے پہاڑی سلسلے ہیں۔ سطح مرتفع کی عمومی ڈھلوان شمال مشرق سے جنوب مغرب کی جانب ہے۔ جبکہ جنوب مشرق کچھ علاقے کی ڈھلوان مشرق کی طرف ہے۔ پوٹھوہار کا سب سے بڑا اور اہم دریا ''سوان'' دریائے سندھ میں شامل ہوتا ہے۔

(iii) میدانی علاقہ (Plain Area)

صوبہ پنجاب کا میدان جو دریائے سندھ اور معاون دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی سے وجود میں آیا ہے۔'' دریائے سندھ کا بالائی میدان'' (Upper Indus Plain) کہلاتا ہے۔ یہ میدان چار دوآبوں (دو دریاؤں کا درمیانی علاقہ) پر مشتمل ہے۔ جن کے نام باری دوآب، رچنا دوآب، چج دوآب اور سندھ ساگر دوآب ہیں یہ میدان جس کی ڈھلوان شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف ہے سطح سمندر سے 500 تا 100 فٹ بلند ہے۔ جس کی سطح پر کڑانہ اور سانگلہ کے دو چھوٹے چھوٹے پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ میدان پاکستان کا انتہائی زرخیز میدان ہے۔ یہاں دنیا کا بہترین زرعی نہری نظام موجود ہے اور ملکی زرعی پیداوار کا بڑا حصہ (50 تا 80%) اسی میدان سے حاصل ہوتا ہے۔

(iv) ریگستانی علاقے (Desert Areas)

صوبہ پنجاب میں ایک ریگستانی علاقہ صوبے کے جنوب مشرق میں اضلاع رحیم یار خان، بہاولپور اور بہاولنگر کے کچھ مشرقی علاقوں پر مشتمل ہے جسے چولستان کہا جاتا ہے۔ یہ صحرا 16,638 مربع کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس صحرا کا بڑا حصہ ریت کے ٹیلوں پر مشتمل ہے جسے روہی (Rohi) کہا جاتا ہے۔ جبکہ کچھ رقبہ جو بنجر میدان پر مشتمل ہے اسے ''ہاکڑا'' (Hakra) یا ڈاہر (Dehar) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب کا دوسرا ریگستانی علاقہ دریائے جہلم اور دریائے سندھ کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ تھل کا ریگستان دریائے سندھ کی بدلتی گزرگاہوں کی وجہ سے وجود میں آیا ہے۔ یہ صحرائی علاقہ خوشاب، میانوالی، بھکر، لیہ، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان کے اضلاع تک پھیلا ہوا ہے۔ جس کا کچھ حصہ دریائے سندھ کے نہری نظام سے سیراب کیا گیا ہے۔ نہروں کی مجموعی لمبائی 6,339 کلومیٹر ہے جو 23.3 ملین ایکڑ رقبے کو سیراب کرتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صوبہ پنجاب کی آبادی
(Population of Punjab)

مارچ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق صوبہ پنجاب کی آبادی 73,621,290 افراد پر مشتمل ہے۔ جو 1981 میں 47,292,441 افراد تھی۔ اس طرح 17 سال کے عرصہ میں آبادی میں 55.7% اضافہ ہوا۔ جو 2.6% سالانہ بنتا ہے۔

1951ء میں پنجاب کی آبادی صرف 20,541,000 افراد تھی۔ لہٰذا قیام پاکستان سے اب تک آبادی میں تقریباً 4 گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ صوبہ پنجاب آبادی کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ 1998ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی مجموعی آبادی میں سے 55.6% لوگ اس صوبے میں آباد ہیں۔ اسی طرح پنجاب سب سے گنجان آباد صوبہ ہے جس کی آبادی کی گنجانی 359 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ لاہور صوبے کا سب سے گنجان آباد (3,566 افراد فی مربع کلومیٹر) ضلع ہے۔ جبکہ راجن پور سب سے کم گنجان آباد ضلع ہے۔ یہاں 90 افراد فی مربع کلومیٹر آباد ہیں۔

صوبہ پنجاب میں شہری آبادی کا تناسب 31.3 فیصد (23,019,025) ہے اور اس وقت صوبے میں 36 شہری آبادیاں ایسی ہیں جن کی آبادی ایک لاکھ افراد سے زیادہ ہے۔

ضلع لاہور کا شہری آبادی کا تناسب 82.4% ہے جو صوبے میں سب سے زیادہ ہے۔ مظفر گڑھ اور لیہ کا تناسب صرف 12.9% ہے جبکہ چکوال کا شہری آبادی کا تناسب سب سے کم (12,2%) ہے۔

صوبہ پنجاب کی انتظامی تقسیم
(Administrative Set-up of the Punjab)

صوبہ پنجاب انتظامی لحاظ سے 8 ڈویژنوں' 34 اضلاع' 107 سب ڈویژنوں' 118 تحصیلوں اور 25,873 دیہات پر مشتمل ہے۔

صوبہ پنجاب کی انتظامی تقسیم

ڈویژن	تعداد اضلاع	اضلاع	تحصیلیں	تعداد تحصیلیں
راولپنڈی	1	اٹک	اٹک۔ حسن ابدال۔ فتح جنگ۔ پنڈی گھیب۔ جنڈ	5
	2	راولپنڈی	راولپنڈی۔ گوجر خان۔ کہوٹہ۔ ٹیکسلا۔ مری۔ کوٹلی ستیاں	6
	3	جہلم	جہلم۔ پنڈ دادنخاں۔ سوہاوہ۔ سرائے عالمگیر	4
	4	چکوال	چکوال۔ چوا سیدن شاہ۔ تلہ گنگ	3
سرگودھا	1	سرگودھا	سرگودھا۔ سلانوالی۔ شاہ پور۔ بھلوال۔ ساہیوال	5
	2	بھکر	منکیرہ۔ کلورکوٹ۔ بھکر۔ دریا خان	4
	3	خوشاب	خوشاب۔ نور پور	2
	4	میانوالی	میانوالی۔ عیسیٰ خیل۔ پپلاں	3
فیصل آباد	1	فیصل آباد	فیصل آباد شہر۔ فیصل آباد صدر۔ چک جھمرہ۔ سمندری۔ جڑانوالہ۔ تاندلیانوالہ	6
	2	جھنگ	جھنگ۔ چنیوٹ۔ شورکوٹ	3
	3	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ گوجرہ۔ کمالیہ	3
گوجرانوالہ	1	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ۔ کامونکی۔ نوشہرہ ورکاں۔ وزیر آباد	3
	2	حافظ آباد	حافظ آباد۔ پنڈی بھٹیاں	2
	3	گجرات	گجرات۔ کھاریاں	2
	4	منڈی بہاؤالدین	منڈی بہاؤالدین۔ پھالیہ۔ ملکوال	3
	5	سیالکوٹ	سیالکوٹ۔ ڈسکہ۔ پسرور	3
	6	نارووال	نارووال۔ شکر گڑھ	2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈویژن	تعداد اضلاع	اضلاع	تحصیلیں	تعداد تحصیلیں
لاہور	1	لاہور	لاہور سٹی۔لاہور کینٹ۔ماڈل ٹاؤن۔صدر	4
	2	قصور	قصور۔چونیاں۔پتوکی	3
	3	اوکاڑہ	اوکاڑہ۔رینالہ خورد۔دیپال پور	3
	4	شیخوپورہ	فیروزوالا۔ننکانہ صاحب۔شیخوپورہ۔صفدر آباد	4
ملتان	1	وہاڑی	وہاڑی۔بورے والا۔میلسی	3
	2	ساہیوال	ساہیوال۔چیچہ وطنی	2
	3	پاکپتن	پاکپتن۔عارف والا	2
	4	ملتان	ملتان صدر۔ملتان سٹی۔شجاع آباد۔جلال پور پیروالا	4
	5	لودھراں	لودھراں۔کروڑپکا۔دنیاپور	3
	6	خانیوال	خانیوال۔جہانیاں۔میاں چنوں۔کبیروالا	4
بہاول پور	1	بہاول پور	بہاول پور۔خیرپور ٹامیوالی۔حاصل پور۔احمد پور شرقیہ۔منڈی یزمان	5
	2	بہاولنگر	بہاولنگر۔چشتیاں۔ہارون آباد۔فورٹ عباس۔منچن آباد	5
	3	رحیم یار خان	رحیم یار خان۔صادق آباد۔لیاقت پور۔خان پور	4
ڈیرہ غازی خان	1	ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان۔تونسہ شریف	2
	2	راجن پور	راجن پور۔روجھان۔جام پور	3
	3	لیہ	لیہ۔کروڑ لعل عیسن۔چوبارہ	4
	4	مظفرگڑھ	مظفرگڑھ۔علی پور۔جتوئی۔کوٹ ادو	4

اسمبلی ہال (پنجاب۔لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

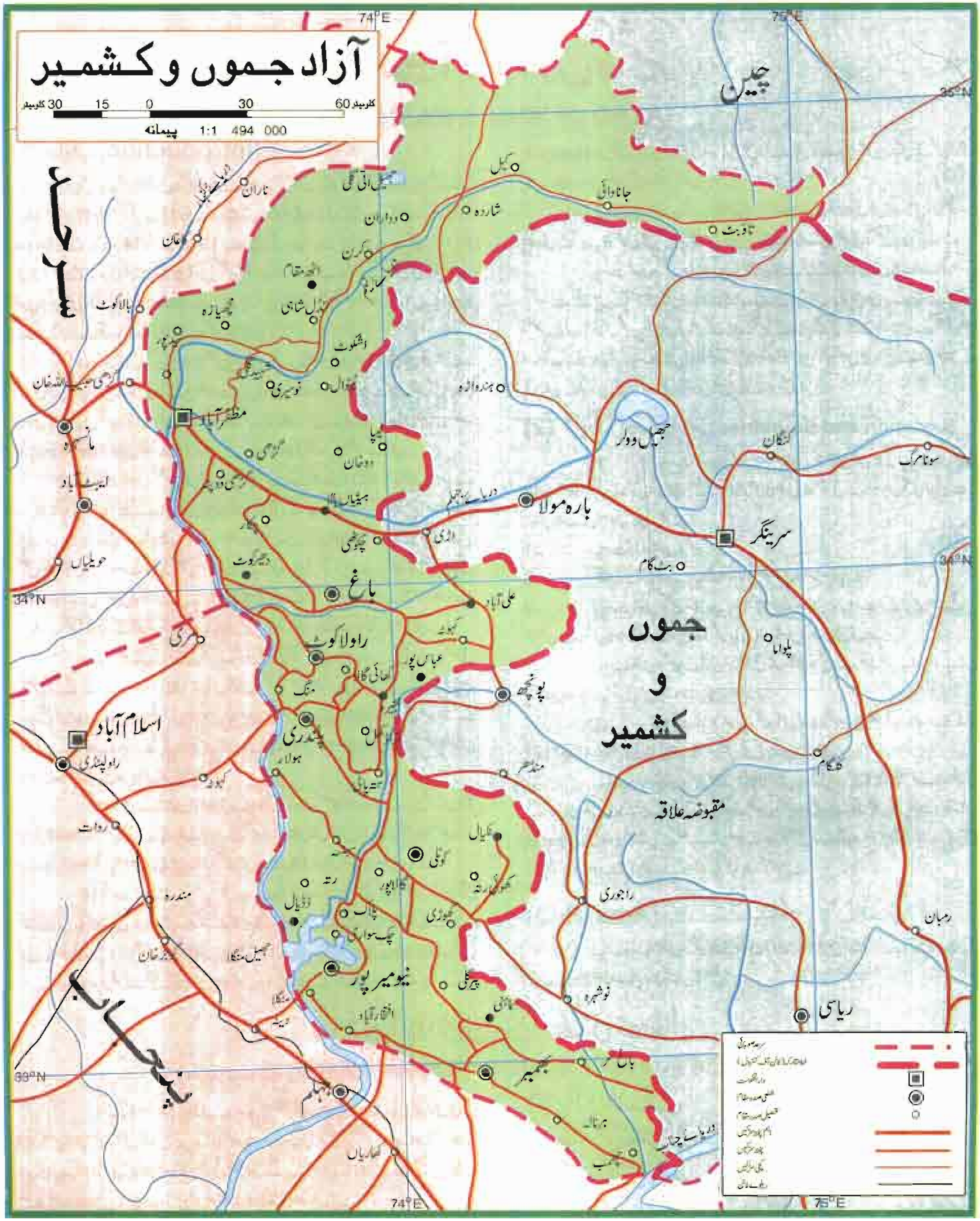

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاست آزاد جموں و کشمیر
(AZAD JAMMU & KASHMIR)

(1) تعارف (Introduction)

ریاست آزاد جموں و کشمیر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ جو 24 اکتوبر 1947 کو تحریک آزادی کے نتیجے میں وجود میں آئی ریاست جموں و کشمیر متحدہ ہندوستان کے وقت (14 اگست 1947 سے پہلے) سب سے بڑی ریاست تھی۔ جس کا رقبہ 222,773 مربع کلومیٹر تھا۔ جو جموں، کشمیر، گلگت اور لداخ کے علاقوں پر مشتمل تھی۔ ریاست جموں و کشمیر اس وقت ایک متنازعہ علاقہ ہے۔ جسے یو۔این او کا ادارہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ اس ریاست کا کچھ حصہ آزاد ہے جو ریاست آزاد جموں و کشمیر کہلاتا ہے۔

ریاست جموں و کشمیر کی تاریخ بھی پاکستان دوسرے حصوں کی طرح اتنی ہی قدیم ہے۔ تیسری صدی قبل از مسیح میں اس علاقے پر سلطنت موریہ (Mauryan) کی حکومت تھی۔ جبکہ پہلی صدی عیسوی میں یہاں کشن (Kushans) حکومت کرتے تھے۔ جن کے بعد 515ء میں یہاں سفید ہنز (White Huns) کی حکومت قائم ہوئی۔ جس کے بعد مقامی لوگوں کی حکومت رہی۔

ریاست جموں و کشمیر میں اسلام چودھویں صدی عیسوی (1323ء) میں صوفیا کے ذریعے پہنچا۔ اور ریاست کے راجہ رنچن (Rinchan) نے سید بلال شاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور یہاں ڈھائی سو سال تک مسلمان سلطنت قائم رہی۔ جبکہ 1586 تا 1751 ریاست پر مغل حکمرانوں کی حکومت رہی۔ مغل سلطنت جب کمزور ہوئی تو ریاست پر سکھ قابض ہو گئے اور 1849ء میں سکھوں کو شکست دے کر انگریز قابض ہو گئے انگریزوں نے اسے 75 لاکھ روپے میں گلاب سنگھ ڈوگرہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور کشمیر پر ڈوگرہ حکومت ایک سو سال قائم رہی۔

جب برصغیر میں آزادی کی تحریک شروع ہوئی تو کشمیری راہنماؤں نے بھی اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے اکتوبر 1932 میں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ جس کے پہلے صدر شیخ محمد عبداللہ اور جنرل سیکرٹری چودھری غلام عباس مقرر ہوئے۔ 1939 میں شیخ عبداللہ نے ہندوؤں کے اشارے پر اسے نیشنل کانفرنس میں بدل دیا۔ چنانچہ 1940ء میں دوبارہ مسلم کانفرنس چودھری غلام عباس کی سربراہی میں قائم ہوئی۔

تقسیم برصغیر کے 3 جون 1947ء کے اعلان کے بعد مسلم راہنماؤں نے سری نگر میں 19 جولائی 1947ء کو مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے کشمیر کو پاکستان میں شامل کرنے کی قرارداد منظور کی۔ اور اسے قرارداد الحاق پاکستان کہتے ہیں۔ آزاد کشمیر میں ہر سال 19 جولائی کو یہ دن منایا جاتا ہے۔

14 اگست 1947ء کو مسلم اکثریت کے باوجود ہندو مہاراجہ ہری سنگھ نے سازش کرکے ریاست کا الحاق ہندوستان سے کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں نے ڈوگرہ فوج کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا اور مجاہدین قبائلی مسلمانوں اور پاکستانی فوج کی مدد سے علاقے فتح کرتے ہوئے سری نگر تک پہنچ گئے۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے ہندوستان نے واویلا کرکے یکم جنوری 1949ء کو جنگ بندی کرا دی۔ اور بالغ حق رائے دہی کا وعدہ کیا جس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہوا اور دونوں ملکوں کی فوجیں کنٹرول لائن پر موجود ہیں۔

ریاست آزاد جموں و کشمیر جو 24 اکتوبر 1947 میں قائم ہوئی۔ اس کا عارضی دارالحکومت پلندری کے قریب جونجال ہل ضلع پونچھ میں قائم کیا گیا۔ جسے بعد میں مظفر آباد منتقل کر دیا گیا۔

ریاست جموں و کشمیر ہر لحاظ سے پاکستان کا حصہ ہے۔ پاکستان میں بہنے والے تمام دریا کشمیر سے نکلتے ہیں۔ پاکستان میں زراعت کا دارومدار ان دریاؤں کے پانیوں پر ہے۔ اسی لیے قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ کشمیر کے تمام قدرتی راستے پاکستان سے متصل ہیں اور سب سے بڑھ کر ریاست میں 80 فیصد سے زائد مسلمان آباد ہیں جو دینی و تہذیبی لحاظ سے پاکستان کے لوگوں کے ساتھ دینی رشتوں میں پروئے ہوئے ہیں۔

(2) محل وقوع و حدود اربعہ (Location and Boundries)

(i) ریاست جموں و کشمیر جو پاکستان کے شمال میں واقع ہے۔ یہ °32.1 تا °36.58 عرض بلد شمالی اور °72.26 تا °80.30 طول بلد مشرق کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ جو اس وقت تین حصوں میں منقسم ہے۔

1۔ ریاست آزاد جموں و کشمیر

2۔ گلگت وبلتستان ۔ زیر انتظام وفاقی حکومت (اسلام آباد)

3۔ ریاست جموں و کشمیر متنازعہ۔ زیر انتظام ہندوستان جو ریاست کے 62% رقبے پر قابض ہے۔ جس کا دارالحکومت سری نگر (گرمیاں) اور جموں (سردیاں) ہے۔

ریاست جموں و کشمیر کے شمال اور مشرق میں چین واقع ہے۔ جبکہ مغرب اور جنوب میں پاکستان اور جنوب مشرق میں ہندوستان پھیلا ہوا ہے۔

(ii) ریاست آزاد جموں و کشمیر جس کا دارالحکومت مظفر آباد ہے اور جو 24 اکتوبر 1947ء کو قائم ہوئی اس کا حدود اربعہ و محل وقوع مندرجہ ذیل ہے:

ریاست آزاد جموں و کشمیر °33 تا °36 عرض بلد شمالی اور °73 تا °75 طول بلد مشرقی کے درمیان واقع ہے۔ اس کے مشرق میں مقبوضہ جموں و کشمیر واقع ہے۔ جبکہ شمال میں گلگت و بلتستان اور صوبہ سرحد کی وادی کاغان ہے مغرب میں صوبہ سرحد کا ضلع ایبٹ آباد اور صوبہ پنجاب کا ضلع راولپنڈی اور جنوب میں پنجاب کے اضلاع گجرات و جہلم ہیں۔

(3) رقبہ (Area)

ریاست آزاد جموں و کشمیر کا رقبہ صرف 13,297 مربع کلومیٹر ہے۔ جبکہ ریاست کے بڑے حصے (62 فیصد) پر ہندوستان قابض ہے۔

ریاست آزاد جموں و کشمیر کے طبعی خدوخال
(Physical Features of Azad Jummu & Kashmir)

ریاست کا بڑا حصہ پہاڑی ہے اضلاع مظفر آباد۔ پونچھ، پلندری، باغ اور کوٹلی کی سطح زیادہ تر پہاڑی ہے۔ جبکہ اضلاع میر پور اور بھمبر کا کچھ علاقہ سطح مرتفع پر مشتمل ہے۔ اور باقی علاقہ میدانی ہے۔ آزاد کشمیر کے شمالی اور شمال مشرقی اکثر علاقے پہاڑی ہیں۔ آزاد کشمیر کے اندر کئی پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کے دامن میں خوبصورت پہاڑی وادیاں ہیں۔

(i) پہاڑی علاقے

ریاست آزاد کشمیر کے شمال مشرقی علاقے پہاڑی ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل پہاڑی سلسلے اہم ہیں:

(a) شمالی پہاڑی سلسلہ

یہ عظیم پہاڑی سلسلہ تاؤبٹ سے مظفر آباد تک پھیلا ہوا ہے۔ اس سلسلے کی اہم چوٹیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شونٹھر پہاڑ، رتی گلی، نکا پہاڑ، پانڈو پہاڑ اور حاجی پیر پہاڑ ہیں۔ یہ چوٹیاں بلند و بالا ہیں جن پر موسم سرما میں شدید برف باری ہوتی ہے اور اکثر بلند چوٹیاں سارا سال برف پوش رہتی ہیں۔

یہ پہاڑی سلسلہ آزاد کشمیر کو گلگت و بلتستان اور صوبہ سرحد کے علاقوں سے جدا کرتا ہے۔

(b) مشرقی پہاڑی سلسلہ

پیر پنجال، پانڈو، حاجی پیر، فارورڈ کہوٹہ، دیوی گڑھ اور ریاسی کے پہاڑی سلسلے آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کے درمیان پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ پہاڑی سلسلے شمالی پہاڑی سلسلوں سے کم بلند ہیں۔ جن کی بلندی 1200 تا 3000 میٹر ہے۔

(c) وسطی پہاڑی سلسلے

آزاد کشمیر کے زیادہ تر علاقے پہاڑی ہیں۔ ان وسطی پہاڑی سلسلوں میں کافر کھن۔ پیر چناسی۔ پیر ہسی مار اور تولی پیر پہاڑی سلسلے کی چوٹیاں کافی بلند ہیں۔

ان پہاڑی سلسلوں کے درمیان ندی نالوں اور دریائی گزرگاہوں کی وجہ سے درے موجود ہیں جن کے ذریعے آزاد کشمیر کا صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں۔ مقبوضہ کشمیر اور ریاست کے اضلاع کا آپس میں رابطہ ہے۔ نیلم وال۔ شونٹھر۔ شہید گلی۔ پھگواڑی گلی اور پیر گلی ریاست کے اہم درے ہیں۔

(ii) وادیاں

آزاد کشمیر خوبصورت وادیوں، برف پوش چوٹیوں، گھنے جنگلات اور ندی نالوں اور دریاؤں سے وجود میں آنے والی وادیوں کا علاقہ ہے۔ وادی نیلم، وادی جہلم، وادی لیپا، وادی بناہ، وادی پرل اور وادی سماہنی اہم وادیاں ہیں۔

(a) وادی نیلم

دریائے نیلم کے کنارے 200 کلومیٹر لمبی وادی نیلم آزاد کشمیر کے خوبصورت ترین وادی ہے۔ اٹھمقام۔ کیرن۔ ڈونیال۔ شاردا۔ کیل۔ سرداری، ہلمت اور تاؤبٹ وادی نیلم کے خوبصورت سیاحتی مقامات ہیں۔ وادی نیلم کا بالائی علاقہ (پھولاوئی تا تاؤبٹ) وادی گریز کہلاتا ہے۔ یہ وادی قیمتی پتھروں، جنگلات کی دولت اور سیب کی پیداوار کے لیے کافی اہمیت رکھتی ہے۔

(b) وادی جہلم

وادی جہلم مظفر آباد سے چکوٹھی تک دریائے جہلم کے دونوں اطراف پھیلی ہوئی ہے۔ جو زرعی پیداوار کے لیے زرخیز زمین کے باعث بہت اہمیت کی حامل ہے۔ گڑھی دوپٹہ۔ چکوٹھی۔ چناری۔ چکار۔ لون بگلہ۔ ہٹیاں بالا وادی کے اہم مقامات ہیں۔

(c) وادی لیپا

یہ وادی قدرتی حسن کا شاہکار ہے اور چاروں طرف سے جنگلات سے گھری ہوئی ہے۔ لیپا اور چانانین (Chananian) خوبصورت سیاحتی مقامات ہیں۔ وادی اعلیٰ قسم کے قدرتی شہد کے لیے شہرت رکھتی ہے۔

(d) وادی بناہ

یہ 30 کلومیٹر لمبی اور پانچ کلومیٹر چوڑی وادی ضلع کوٹلی میں نالہ بان کے دونوں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ اس وادی کا وسیع زرخیز میدانی علاقہ گندم، مکئی اور چاول کی پیداوار کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔ اس وادی کے اہم سیاحتی مقامات کھوئی رٹہ، باغ، فتح پور، وباڑی، باغ سائیں حضوری اور تھاہ کرجائی ہیں۔

(e) وادی پرل

ضلع پونچھ کی یہ حسین وادی (پرل) راولاکوٹ اور قریبی علاقے پر مشتمل ہے۔ یہ سرسبز وادی سطح سمندر سے 1615 میٹر بلند ہے۔ یہاں سیب بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔

(f) وادی سماہنی

وادی سماہنی 20 کلومیٹر لمبی خوبصورت وادی ہے۔ جو ضلع بھمبر کے زرخیز میدانی علاقے میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہری پور، سماہنی، بنڈالہ، اور باغ سر اس وادی کے خوبصورت مقامات ہیں۔

دریائے جہلم۔ دریائے نیلم اور دریائے پونچھ وادی کشمیر کے اہم دریا ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر کی آبادی

(Population of Azad Jammu & Kashmir)

ریاست جموں و کشمیر کی آبادی ایک کروڑ سے زائد افراد پر مشتمل ہے۔ 1981ء کی مردم شماری کے مطابق آزاد جموں و کشمیر کی آبادی انیس لاکھ اسی ہزار تھی جو 1991ء میں تقریباً پچیس لاکھ افراد ہوگئی۔ آزاد کشمیر کی آبادی کی گنجانی ڈیڑھ سو افراد فی مربع کلومیٹر سے زیادہ ہے۔ جبکہ شرح افزائش 2.7 فیصد سالانہ ہے۔ 2001ء کے اندازوں کے مطابق ریاست کی آبادی تیس لاکھ افراد سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور 90 فیصد سے زائد لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ لوگوں کا بڑا پیشہ زراعت اور ملازمت ہے۔

ریاست جموں و کشمیر کی انتظامی تقسیم

(Administrative Division of Azad Jammu & Kashmir)

انتظامی لحاظ سے آزاد جموں و کشمیر کو 7 اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مظفر آباد ریاست کا دارالحکومت ہے۔

آزاد کشمیر کے سات اضلاع مظفر آباد، پونچھ (راولاکوٹ)، باغ، کوٹلی، بھمبر، پلندری اور میرپور ہیں۔ جبکہ مقبوضہ کشمیر کے چودہ اضلاع ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

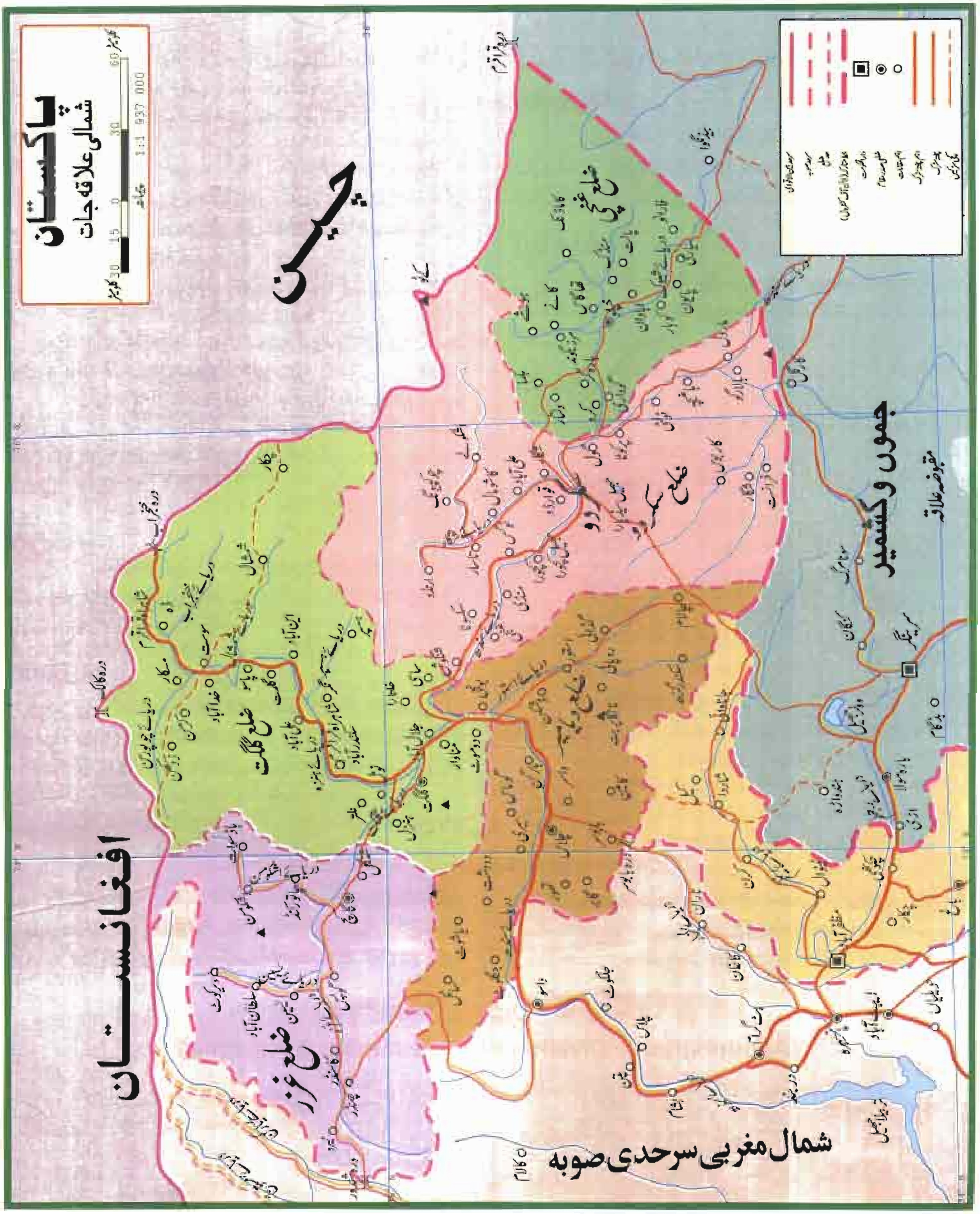

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمالی علاقہ جات
Northern Areas of Pakistan

تعارف (Introduction)

شمالی علاقہ جات (زیر انتظام وفاقی حکومت اسلام آباد) پاکستان کے انتہائی شمال مشرق میں واقع ہیں۔ یہ علاقہ گلگت اور بلتستان پر مشتمل ہے۔

1840ء سے قبل یہ علاقہ جات چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور جمہورتوں میں منقسم تھا۔ جن پر راجاؤں اور میروں کی حکومت تھی۔ 1820ء تک گلگت ایجنسی پر ترکھانہ خاندان (Tarakhana Dynasty) کی حکومت تھی۔ 1820ء میں ترکھانہ سلسلے کے آخری حکمران عباس کی وفات کے بعد قریبی ریاستوں نے قبضہ کرلیا اور سکھوں کے حملہ آور ہونے تک (1842-47) اس علاقے پر پانچ حکمرانوں کا یکے بعد دیگر قبضہ رہا۔ 1840ء سے قبل شمالی علاقہ جات کا علاقہ پانچ بڑے حصوں میں منقسم تھا۔

(1) گریٹر یٰسین (Greater Yasin)

یہ علاقہ یٰسین۔ کوہ غذر۔ پنیال مستوج اور اشکومن پر مشتمل تھا جس پر گوہر عمان کی حکومت تھی۔

(2) چلاس ریجن (Chilas Region)

موجودہ چلاس کا علاقہ چھوٹے چھوٹے آزاد قبائلی علاقہ جات میں منقسم تھا۔ جو تھلاچی۔ گور۔ ہیوڈور۔ تھاک۔ تھور۔ دارل اور تجر پر مشتمل تھا۔

(3) گلگت ایجنسی (Gilgit Agency)

گلگت ایجنسی پر خاندان ترکھانہ کی حکومت تھی جس کا آخری حکمران (1820) عباس ترکھانہ تھا۔

(4) ہنزہ اور نگر کا علاقہ (Hunza and Nagar Area)

ہنزہ اور نگر کا علاقہ دو علیحدہ ریاستوں میں منقسم تھا۔ حکومت برطانیہ کے حملہ سے پہلے ان کی یہی حیثیت برقرار تھی۔

(5) بلتستان ریجن (Baltistan Region)

بلتستان کا علاقہ انتظامی لحاظ سے آٹھ حصوں (رونڈو۔ استور۔ سکردو۔ شگر۔ کرس (Kiris)۔ خپلو۔ ٹولٹی اور کھرمنگ / خرمنگ پر مشتمل تھا۔ اور یابگو (Yabgo) اور ماکپون اماچا (Makpon Amacha) بڑے حکمران خاندان تھے۔

شمالی علاقہ جات کا علاقہ اپنے جغرافیائی محل وقوع اور تجارتی شاہراہ (برصغیر۔ چین اور وسطی ایشیا) کے باعث ہمیشہ برصغیر کے حکمرانوں کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ ابتداء میں سکھوں۔ ڈوگروں اور انگریزوں کی اس خطے میں خاص دلچسپی رہی۔ اور انہوں نے اس خطے میں اپنا اثرورسوخ بڑھانا شروع کیا اور آخر کار نگر۔ ہنزہ اور چلاس پر حملہ آور ہوئے۔ اس طرح شمالی علاقہ جات کے بہادر لوگ باون سال تک ان طاقتوں کے خلاف اپنی اپنی آزادی کی خاطر نبرد آزما رہے۔

1840-92 کے دوران شمالی علاقہ جات مہاراجہ کشمیر کی فوجوں اور برٹش انڈیا حکومت کی جارحیت کا شکار رہے۔ جس کے نتیجے میں مختلف انتظامی و سیاسی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔ 1889ء میں برطانیہ نے گلگت ایجنسی قائم کی اور گلگت اور بلتستان کو ایک انتظامی وحدت میں تبدیل کر دیا گیا۔ جس کے تین سال بعد (1892) بلتستان کو انتظامی لحاظ سے گلگت اور لداخ میں تقسیم کر دیا گیا۔ جبکہ بلتستان کو دو سب ڈویژنوں (سکردو اور کارگل) میں تقسیم کر دیا گیا۔ استور اور ہاراموش کو پہلے بلتستان جبکہ بعد میں گلگت میں ضم کر دیا گیا۔ 1892ء میں چلاس میں پہلا برٹش پولیٹیکل ایجنٹ تعینات کیا گیا جس کے زیر انتظام چلاس۔ تجر اور دیرل کا علاقہ تھا۔ جبکہ 1895ء میں کوہ غذر۔ یٰسین اور اشکومن کا علاقہ گلگت ایجنسی میں ضم کر دیا گیا۔ اس عرصہ میں امور خارجہ برطانوی حکومت اور انتظامی امور حکومت کشمیر کے زیر انتظام رہے۔

1935ء میں ایک معاہدے کے تحت حکومت کشمیر نے دریائے سندھ کا مغربی خطہ حکومت برطانیہ کو 60 سال کیلئے لیز (Lease) پر دے دیا جو جولائی 1947ء کو ختم ہوگئی۔ شمالی علاقہ جات پر 100 سال تک برطانوی ہند حکومت اور مہاراجہ کشمیر کی جابرانہ حکومت رہی 1947 میں خطے کو بھارت میں شامل کرنے کے خلاف خطہ کے بہادر اور غیور عوام نے کرنل غلام حسین خان اور کیپٹن راجہ محمد بابر خاں کی سرکردگی میں علم آزادی بلند کر دیا۔ اور یہ جنگ آزادی محب وطن گلگت سکاؤٹس اور چھٹی جموں وکشمیر بٹالین نے مشترکہ جدوجہد تھی۔ جس میں کرنل سعید درانی۔ لفٹیننٹ کرنل غلام حیدر۔ میجر محمد خان۔ گروپ کیپٹن شاہ خاں۔ میجر غلام مرتضیٰ جیسے جانباز و محب وطن افسر شامل تھے۔

جنگ آزادی کے دوسرے مرحلے میں بریگیڈیر محمد اسلم۔ لفٹیننٹ کرنل احسان علی۔ کرنل مطاء الملک۔ میجر برہان الدین۔ میجر نائیک اسلم اور دوسرے بہت سارے فوجی افسر بھی شامل ہوگئے۔ جس کے نتیجے میں موجودہ حدود پر مشتمل شمالی علاقہ جات آزاد خطہ کی حیثیت اختیار کر سکے۔ جبکہ خطہ کشمیر کا مقبوضہ علاقہ ابھی تک اقوام متحدہ کی قراردادوں کے باوجود آزادی سے محروم ہے۔ اور بھارتی جبر و دہشت گردی کا شکار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محل وقوع و حدود اربعہ (Location & Boundaries)

شمالی علاقہ جات بشمول آزاد جموں وکشمیر اور مقبوضہ جموں وکشمیر پاکستان کے شمال مشرق میں واقع ہے۔جس کا محل وقوع 1 .32^{0} تا 58 .36^{0} عرض بلد شمالی اور 26 .72^{0} تا 30 .80^{0} طول بلد مشرق ہے۔

شمالی علاقہ جات کے شمال میں چین اور افغانستان (واخان کی تنگ پٹی) کے ہمسایہ ممالک پھیلے ہوئے ہیں۔مشرق میں صوبہ سرحد کا ضلع چترال جبکہ جنوب مشرق میں کوہستان و کاغان کے علاقے (اضلاع) اور جنوب میں ریاست آزاد جموں وکشمیر و مقبوضہ جموں وکشمیر اور مشرق میں مقبوضہ جموں وکشمیر واقع ہے۔

رقبہ (Area)

شمالی علاقہ جات کا رقبہ 70,332 مربع کلومیٹر ہے۔جو کوہ ہمالیہ و کوہ قراقرم کے بلند و بالا پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔جن کے دامن میں ہنزہ جیسی خوبصورت و زرخیز وادیاں ہیں۔

زراعت (Agriculture)

پاکستان کے شمال مشرق میں واقع شمالی علاقہ جات کا بیشتر علاقہ سرسبز و شاداب اور خشک بنجر و برف پوش پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔اور بارش بھی شمالی علاقہ جات کے کسی علاقے میں 50 سینٹی میٹر (20 انچ) سے زیادہ نہیں ہوتی۔لیکن قدرت نے اس کمی کو دنیا کے عظیم پہاڑی گلیشیرز سے پورا کر دیا ہے۔جن سے سارا سال برف پگھل کر پانی ندی نالوں اور دریاؤں کی صورت میں بہتا رہتا ہے۔اور ان پہاڑوں وادیوں کی زرخیز زمین کو (کُول) آبپاشی کے نظام سے سیراب کیا جاتا ہے۔

شمالی علاقہ جات میں گندم۔مکئی۔جو۔دالیں۔آلو۔سبزیاں اور لوسن و شفتالہ (چارے کی فصلیں) تقریباً تمام علاقوں میں کاشت کی جاتی ہیں۔جبکہ پھلوں کی پیداوار میں شمالی علاقہ جات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔پھلوں میں سیب۔اخروٹ۔چیری۔انجیر۔خوبانی کی پیداوار بہتات سے ہوتی ہے۔جبکہ انگور۔بادام۔ناشپاتی۔بگوگوشہ۔انار اور شہتوت بھی وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔

آب و ہوا کے لحاظ سے شمالی علاقہ جات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(i) نیم مرطوب علاقے (Sub-Humid Region)
(ii) نیم خشک علاقے (Semi-Arid Region)
(iii) خشک علاقے (Arid Region)

(i) نیم مرطوب علاقے (Sub-Humid Region)

شمالی علاقہ جات کے 3048 تا 3657 میٹر بلند پہاڑی علاقوں (تیرو۔ بارسات۔ دریکوٹ۔ بالائی اشکومن۔ بالائی چاپورسن۔ کلام دارچی۔ مسگر۔ گلتاری۔ گوماہابوسر اور بارائی) کا شمار نیم مرطوب آب و ہوا میں ہوتا ہے۔یہاں بارش کی اوسط 35 تا 50 سینٹی میٹر ہے۔جو زیادہ تر سرما میں برف باری کی صورت میں ہوتی ہے۔یہ پہاڑی علاقے سرسبز چراگاہوں کے باعث گائے۔بھیڑ۔بکری کی گلہ بانی کے لئے اہمیت کے حامل ہیں۔

(ii) نیم خشک علاقے (Semi-Arid Region)

نیم خشک آب و ہوا کے خطے کی بارش کی سالانہ اوسط صرف 20 تا 35 سینٹی میٹر ہے۔یہ علاقہ سطح سمندر سے 1828 تا 3048 میٹر بلند ہے۔اس خطے کا 2743 میٹر سے بلند علاقہ بالائی خطے میں شامل ہے جس میں پھنڈر۔ زیریں خاں باری۔ وسطی کالاپانی۔ میرملک۔ ہوشے اور برالدو وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ 2286 تا 2743 میٹر بلند علاقہ وسطی خطہ کہلاتا ہے۔جس میں سوست۔امت۔لوئر یسین۔میاچر۔کتوال۔نلتر۔باغ روٹ بالائی۔کالاپانی زیریں۔نچلو۔خرمنگ۔برالدو اور لوئر باشو شامل ہیں۔موسم گرما گرم خشک جبکہ موسم سرما شدید سرد خشک رہتا ہے۔

(iii) خشک علاقے (Arid Region)

شاہ قراقرم سے ملحقہ علاقہ۔شاہراہ سکردو کا ملحقہ علاقہ اور غزر سے داماس (Damas) تک کا علاقہ نہایت خشک اور بنجر ہے

اور یہاں بارش کی سالانہ اوسط صرف 8 تا 20 سینٹی میٹر ہے۔یہاں معمولی گھاس اور جھاڑیوں کے علاوہ نباتات نظر نہیں آتی۔

دیہی آبادی کا بڑا پیشہ گلہ بانی (بھیڑ۔بکری اور گائے و یاک) ہے۔اور جس کے ساتھ گزارہ کی کاشتکاری مروج ہے۔جبکہ ہنزہ و یسین وغیرہ میں پھلوں کی کاشت نقد آور فصل کے طور پر ہوتی ہے۔

آبادی Population

شمالی علاقہ جات کی آبادی پہاڑی طبعی خدوخال۔شدید موسمی حالات و بارش کی کمیابی کے باعث بہت کم ہے۔شمالی علاقہ جات کے 70,332 مربع کلومیٹر رقبے پر مشتمل خطے کی آبادی (1998) آٹھ لاکھ ستر ہزار تین سو سنتالیس افراد 8,70,347 افراد پر مشتمل ہے۔جو 1981ء میں صرف 5,74,543 افراد تھی۔

شمالی علاقہ جات کی آبادی کی گنجانی صرف 12 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔گلگت سب سے گنجان آباد (36 افراد فی مربع کلومیٹر) ہے۔جبکہ ہنزہ اور خرمنگ 5 اور 6 افراد فی مربع کلومیٹر کے حساب سے سب سے کم گنجان آباد علاقے ہیں۔

پسماندگی کے باعث آبادی کی اکثریت (86%) دیہات میں آباد ہے۔

شہری آبادی کا تناسب صرف 14% ہے۔آبادی کی شرح افزائش 2.74 % ہے۔جبکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ شرح خواندگی 1981ء کی مردم شماری کے مطابق صرف 13.8% تھی۔جس میں اب خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہے۔شمالی علاقہ جات کی آبادی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

شمار	شہر کا نام	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	آبادی کی گنجائی / مربع کلومیٹر
1	گلگت	4,046	145,272	36
2	نگر	4,137	51,387	12
3	ہنزہ	10,109	46,665	5
4	پنیال (اشکومن)	4,276	56,179	13
5	گوپس یاسین	7,496	64,039	9
6	استور	7,221	71,666	10
7	چلاس	3,567	72,732	20
8	دیریل تنجر	3,253	59,193	18
9	سکردو	10,566	141,636	13
10	کھرمنگ	7,183	41,947	6
11	شگر	4,373	45,322	10
12	گنچھو	4,103	88,366	22
13	کل تعداد	70,332	870,347	12

شمالی علاقہ جات کی آبادی کی غالب اکثریت مسلمان (شیعہ۔سنی۔اسمٰعیلی۔ نوربخشی) ہے۔شینہ۔بلتی۔بروشکی (Brushishki) خووار اور واخی علاقے کی اہم زبانیں ہیں۔جبکہ نسلی لحاظ سے گلگت اورغذر میں بروشو۔سکردو اور گانچی میں منگول اور دیامیر میں شینہ نسل کے لوگوں کی اکثریت ہے۔ان نسلوں کے علاوہ یاشکن۔ہور۔بروکپا۔واخی اور کشمیری نسل کے لوگ بھی آباد ہیں۔شمالی علاقہ جات میں اسلام سید شاہ افضل۔بابا غازی میرشمس الدین عراقی۔سید محمد نوربخش اور سید علی توسی جیسے بزرگ ہستیوں کے ذریعے پھیلا۔

انتظامی تقسیم
Administrative Setup

انتظامی لحاظ سے شمالی علاقہ جات کو 5 اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے۔جس کو انتظامی سہولت کیلئے تحصیلوں۔سب ڈویژن اور دیہات میں تقسیم کیا گیا ہے۔غذر۔دیامیر۔گلگت۔سکردو اور گانچی شمالی علاقہ جات کے 5 اضلاع ہیں۔

سیاحت
Tourism

شمالی علاقہ جات فلک بوس پہاڑوں۔خوبصورت وادیوں۔دنیا کے عظیم برا عظمی گلیشرز اور جھیلوں کی سرزمین ہے۔جو نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا میں سیاحوں کیلئے بے پناہ اہمیت کا حامل خطہ ہے لہٰذا دنیا بھر سے سیاحت کے شوقین ہزاروں کی تعداد میں ہر سال شمالی علاقہ جات میں کوہ قراقرم کی برف پوش چوٹیوں کے۔ٹو 8,611 میٹر/28,250 فٹ۔نانگا پربت 8,126 میٹر، راکاپوشی 7,788 میٹر وغیرہ کو دیکھنے اور سر کرنے کیلئے آتے ہیں۔

شمالی علاقہ جات قطبین کے بعد دنیا کے بڑے بڑے گلیشیرز کا مسکن ہے۔یہاں دنیا کے عظیم پہاڑی گلیشیرز بالتورو۔55 کلومیٹر لمبائی۔بار پوگلیشیر 28 کلومیٹر لمبائی۔باتوا گلیشیر 55 کلومیٹر بیافو۔گلیشیر 50 کلومیٹر۔برالدو۔32 کلومیٹر لمبائی۔گوڈون آسٹن گلیشیر 19 کلومیٹر۔ہیسپر گلیشیر 60 کلومیٹر۔سیاچین گلیشیر 75 کلومیٹر لمبائی وغیرہ سیاحوں کو دعوت شوق دیتے ہیں اور ہمارے دریاؤں کی روانی کا باعث ہیں۔

گلگت شہر کو شمالی علاقہ جات میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔جو سطح سمندر سے 1,454 میٹر بلندی پر واقع ہے۔گلگت شہر اسلام آباد/ راولپنڈی سے شاہراہ قراقرم اور ہوائی سروس کے ذریعے ملا ہوا ہے اور گلگت سے مختلف اطراف میں بہت سارے سیاحتی مقامات ہیں۔یہاں تک آسانی سے پہنچا جاسکتا ہے۔جن میں سے مندرجہ ذیل اہم ہیں۔

(i) وادی سکردو (Skardu Valley)

وادی سکردو (بلتستان) کا شہر سکردو سطح سمندر سے 2,438 میٹر بلندی پر واقع ہے۔جو بلند و بالا کوہ قراقرم کی برف پوش چوٹیوں میں گھرا ہوا ہے۔سکردو شہر اسلام آباد سے بذریعہ ہوائی سروس منسلک ہے اور گلگت سے بذریعہ ٹرک بھی سکردو پہنچا جاسکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکردو کا سفر گلگت سے 6 تا 8 گھنٹے کا ہے۔ جو 241 کلومیٹر طویل ہے۔ وادی سکردو شمال میں چین کے صوبہ سنکیانگ اور مقبوضہ کشمیر سے ملی ہوئی ہے۔ اس وادی کی سیاحت کیلئے اپریل تا اکتوبر سازگار وقت ہے۔

بلتستان کی وادیاں ۔ شگر۔ سکردو۔ خپلو۔ روندو اور خرمنگ سیاحوں کیلئے دلچسپی کا سامان فراہم کرتی ہیں۔ جو سیب۔ خوبانی۔ آڑو کے باغات سے گھری ہوئی ہیں۔ وادی شگر جو سکردو سے 32 کلومیٹر ہے۔ یہاں بذریعہ جیپ پہنچا جا سکتا ہے۔ وادی سکردو میں علی شیر انچن کا قلعہ خرپوچو دلچسپی کا سامان ہے۔ جبکہ جھیل کچورا (29 کلومیٹر) اور جھیل ست پڑا (8 کلومیٹر) سکردو تفریح اور مچھلی کے شکار کیلئے اہمیت کی حامل ہیں۔

وادی شگر۔ کے ٹو اور گشا بروم کی چوٹیوں تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ اسی طرح وادی خپلو سکردو سے 103 میل کے فاصلے پر دریائے شیوک کے کنارے واقع ہے۔ جو کے۔6 کے۔7 اور مشابروم جیسی عظیم چوٹیوں کے دامن میں ہے۔ ان وادیوں میں ٹریکنگ اور مچھلی کے شکار کے لئے گورنمنٹ سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

سکردو اور دیگر تمام مقامات پر رہائش کا پاکستان ٹورازم کا نہایت معقول انتظام ہے۔

(ii) وادی گلگت (Gilgit Valley)

وادی گلگت کا شہر گلگت شمالی علاقہ جات کا دارالحکومت ہے۔ یہ خوبصورت شہر سطح سمندر سے 1,454 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ مئی تا وسط اکتوبر تک یہاں سیاحوں کا رش رہتا ہے۔ یہاں گرمیوں کا درجہ حرارت 11^0 سنٹی گریڈ تا 32^0 سنٹی گریڈ رہتا ہے۔

گلگت سے 10 کلومیٹر کے فاصلے پر کارگاہ نالے کے ساتھ ساتویں صدی عیسوی کا تراشیدہ بدھا کا خوبصورت مجسمہ ہے۔ جبکہ گلگت سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر 700 سال پرانی تاج مغل کی تعمیر کردہ فتح کی یادگار (A victory monument) ہے۔ یہاں جیپ کے ذریعے پہنچا جاسکتا ہے۔ یہ گلگت سے 40 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جو ایک نالے اور جھیل کے کنارے ہے لہٰذا وہاں مچھلی کا شکار بھی کیا جاسکتا ہے۔

وادی گلگت سے 73 کلومیٹر کے فاصلے پر گاکچ (Gahkuch) واقع ہے جو ضلع غذر کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہ روٹ ٹریکنگ کے لئے نہایت موزوں ہے یہاں مچھلی کا شکار بھی کھیلا جاسکتا ہے۔ یہ روٹ وادی اشکومن کا گیٹ وے (Gateway) ہے۔

گلگت سے 3 گھنٹے کے سفر پر واقع وادی نلتر ہے۔ یہ خوبصورت وادی سدا بہار نوکیلے جنگلات گلیشیرز اور جھیلوں سے گھری ہوئی ہے۔ وادی نلتر پہاڑی دروں کے راستے وادی اشکومن اور وادی پنیال (Punial Valley) سے ملی ہوئی ہے۔

پولو وادی گلگت کا نہایت اہم کھیل ہے۔ وادی گلگت کے گردونواح کے تمام نالے مچھلی کے شکار کیلئے اہم ہیں۔ یہاں تفریحی لمحات گزارے جاسکتے ہیں۔

(iii) وادی ہنزہ (Hunza Valley)

وادی ہنزہ شمالی علاقہ جات کی سب سے خوبصورت وادی ہے۔ جو گندم کے سرسبز کھیتوں اور سیب کے باغات سے گھری ہوئی خوبصورت جگہ ہے۔ وادی ہنزہ سطح سمندر سے 2,438 میٹر بلند ہے۔ مئی تا اکتوبر سیاحت کیلئے نہایت مناسب وقت ہے اور اس موسم میں درجہ حرارت زیادہ سے زیادہ 27^0 سنٹی گریڈ اور کم از کم 7^0 سینٹی گریڈ رہتا ہے۔

کریم آباد وادی ہنزہ کا مرکزی شہر ہے۔ یہاں سے 7,788 میٹر بلند راکاپوشی کی خوبصورت چوٹی کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ یہاں 600 سال قبل تعمیر کیا جانے والا بلتت کا قلعہ قابل دید ہے۔

وادی ہنزہ کیلئے گلگت سے بس اور ویگن سروس دستیاب ہے۔

گلمت اور سوست وادی کے دوسرے اہم مقامات ہیں۔

(iv) وادی یسین اور وادی غذر (Yasin and Ghizer Valleys)

گلگت سے شمالی مغرب کی طرف خوبصورت وادی یسین اور وادی غذر دریائے غذر کے شمال میں واقع ہیں۔ ان وادیوں تک بذریعہ جیپ پہنچا جاسکتا ہے۔ گلگت براستہ شنگل تا گاکچ پختہ سڑک ہے اس سے آگے جیپ کا راستہ ہے گاکچ کے آگے گوپس آتا ہے یہاں ٹورازم ڈیپارٹمنٹ کا موٹل ہے یہاں رات گزاری جاسکتی ہے۔ اس سے اگلا پڑاؤ پھنڈر جھیل ہے۔ جو ایک خوبصورت جگہ ہے۔ گوپس سے شمال کی طرف دریائے یسین بہتا ہے جس کے دائیں طرف وادی یسین اور بائیں طرف وادی غذر ہے جبکہ یسین شہر دریا کے بائیں جانب ہے۔ یہ سڑک درکوت تک جاتی ہے اس سے آگے ٹریکنگ کی جاسکتی ہے۔ مشرق کی طرف پھنڈر سے آگے تیرو گاؤں ہے اور آخری پڑاؤ درہ شندور ہے۔ جو شمالی علاقہ جات کو وادی چترال سے ملاتا ہے۔ گلگت سے درہ شندور کا فاصلہ 212 کلومیٹر ہے۔

(v) گلگت اور درہ خنجراب براستہ شاہراہ قراقرم (Gilgit/Khunjerab Pass Via KKH.)

شاہراہ قراقرم شمالی علاقہ جات کو چین کے صوبے سنکیانگ کے ساتھ براستہ درہ خنجراب ملاتی ہے۔ جو 4,733 میٹر کی بلندی پر ہے۔ درہ خنجراب اسلام آباد سے 900 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ گلگت شہر سے درہ خنجراب 278 کلومیٹر ہے یہ سڑک وادی ہنزہ سے گزرتی ہے۔ جس کے راستے میں دینور۔ نلت۔ مرتضی آباد۔ بلتت۔ ششکت۔ پاسو۔ مورکھون۔ سوست۔ دیہہ کے خوبصورت مقامات آتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

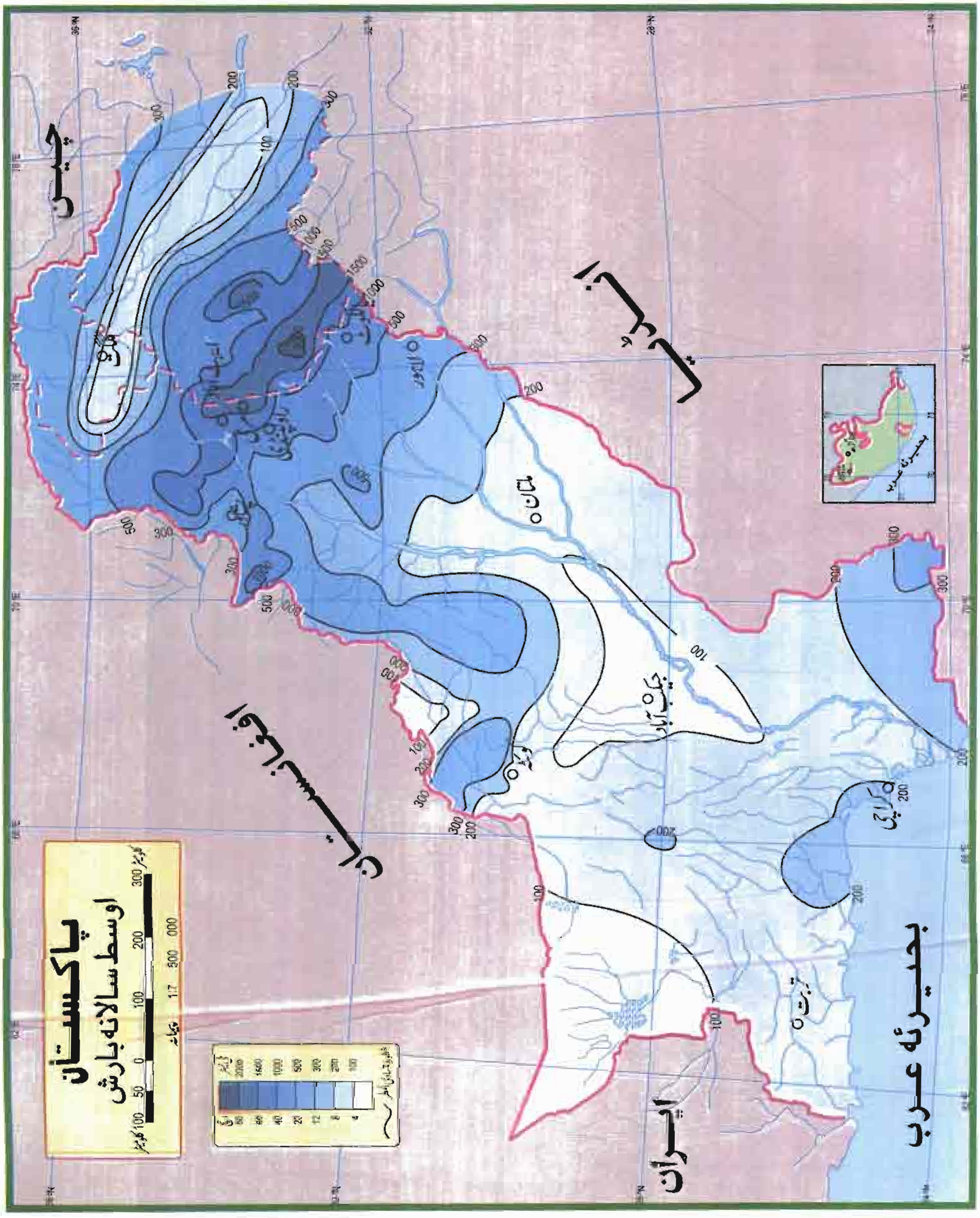

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

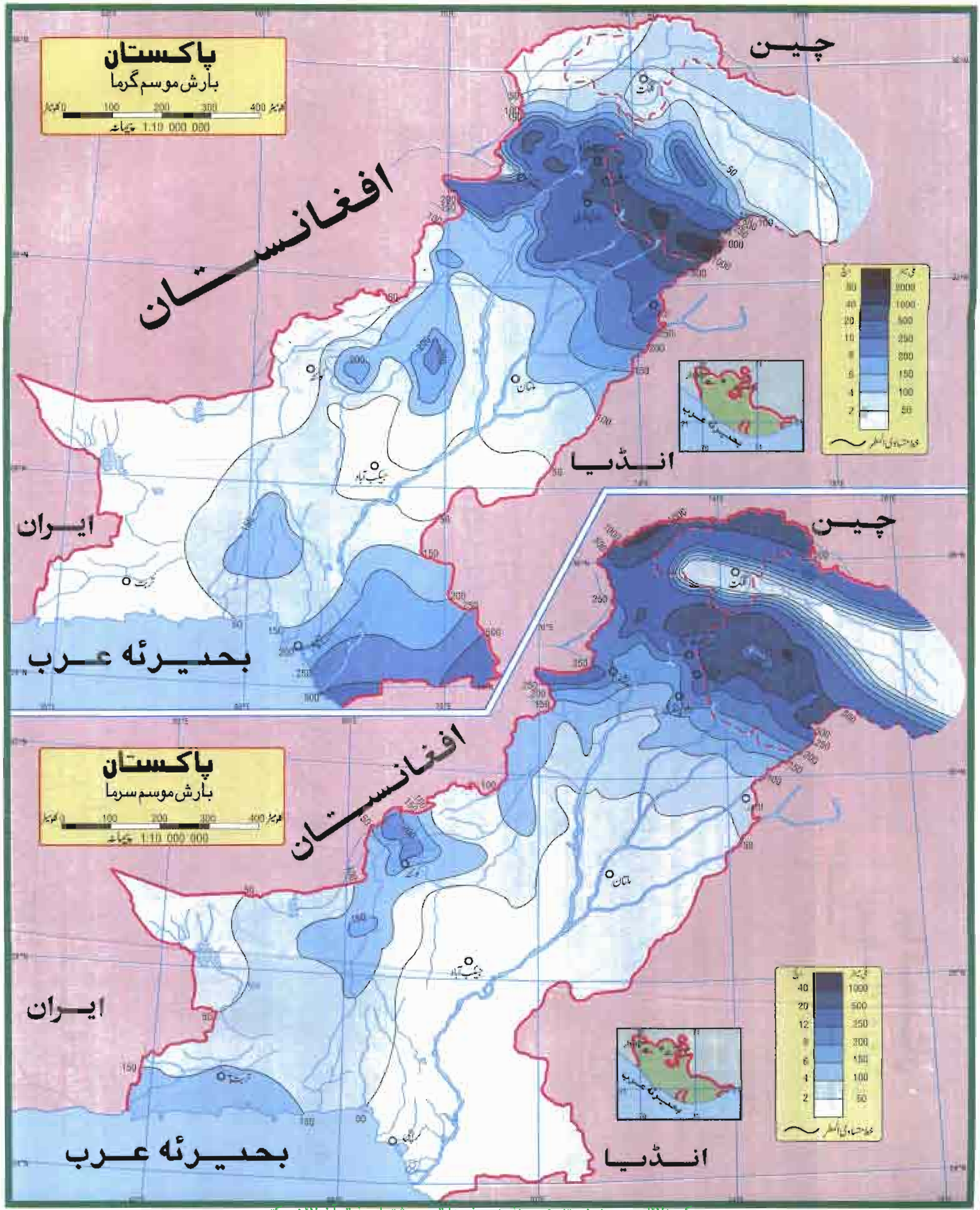

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

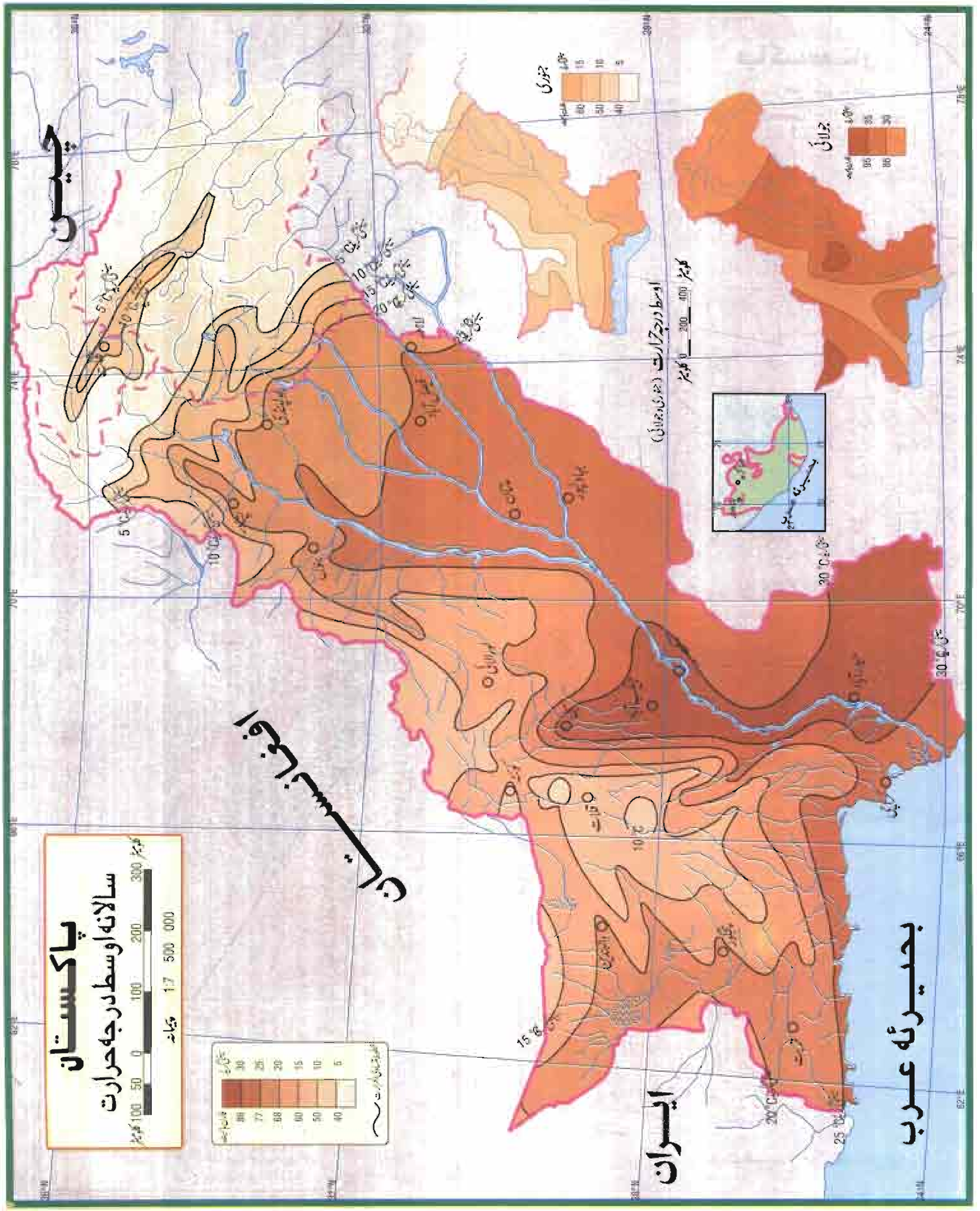

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

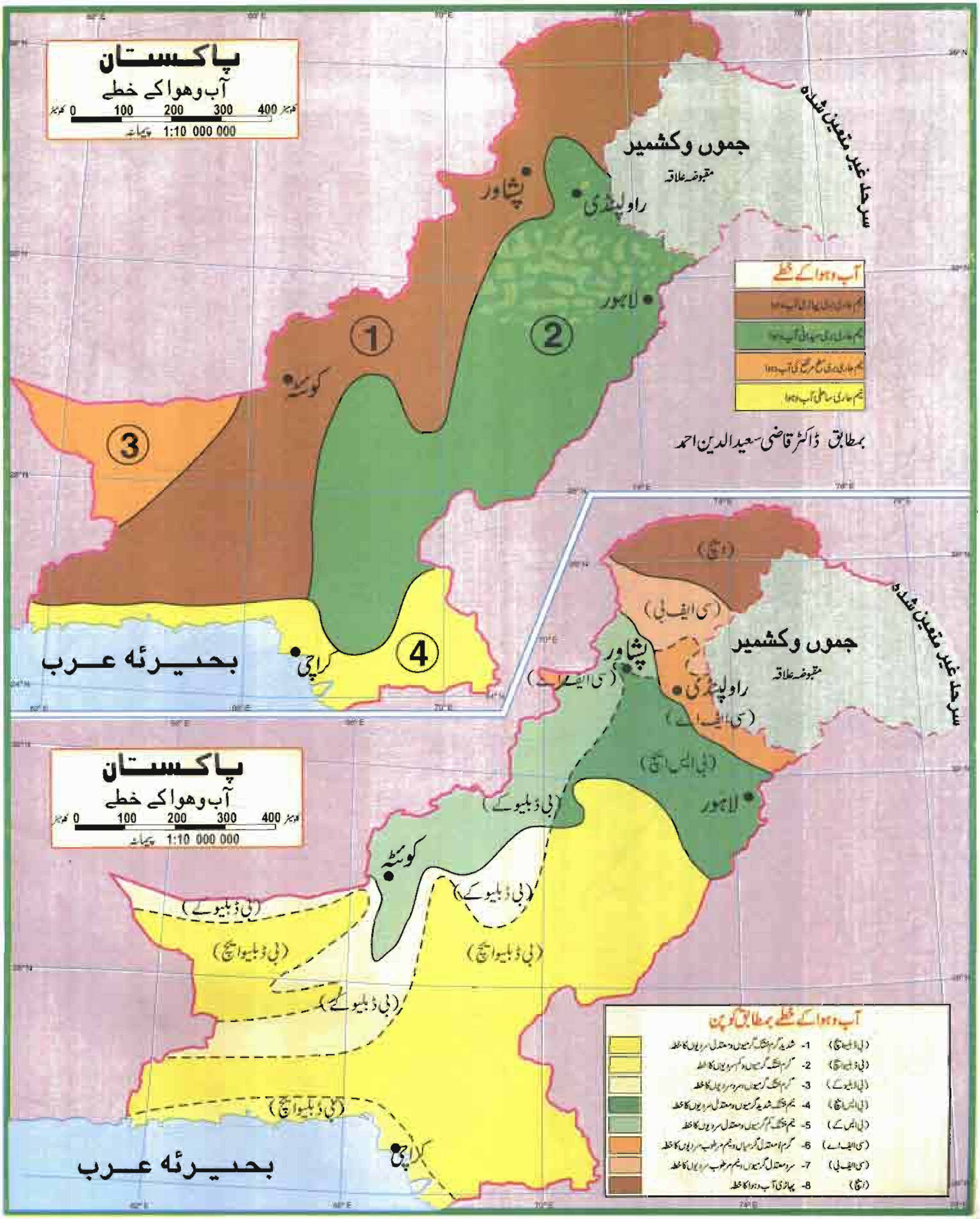

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی آب وہوا
Climate of Pakistan

تعارف Introduction

موسم کسی علاقے یا خطے کے عناصر اربعہ (درجہ حرارت، بارش کی مقدار، ہوا کے دباؤ، رخ اور فضا میں موجود نمی کی مقدار) کی مختصر عرصہ کے لیے فضائی کیفیت کا نام ہے۔ جبکہ آب و ہوا کسی علاقے یا خطے میں عناصر اربعہ کی لمبے عرصے تک اوسط فضائی کیفیت کا نام ہے۔

پاکستان خطِ سرطان (Tropic of Cancer) کے شمال میں واقع ہونے کی وجہ سے منطقہ معتدلہ گرم میں واقع ہے۔ لیکن پاکستان کے محل وقوع اور طبعی خدوخال نے اس کی آب وہوا کو بہت حد تک تبدیل کر دیا ہے۔ پاکستان مون سون خطے کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ لہٰذا پاکستان میں مون سون خطے کے نمایاں اثرات پائے جاتے ہیں۔

پاکستان کے بیشتر حصے میں نیم صحرائی قسم کی آب وہوا پائی جاتی ہے۔ جبکہ شمال میں کچھ علاقے میں مرطوب نیم حاری آب وہوا پائی جاتی ہے۔ جبکہ انتہائی شمال میں سطح سمندر سے زیادہ بلندی کے باعث پہاڑی آب وہوا (Highland Climate) پائی جاتی ہے۔

پاکستان چونکہ مون سون خطے میں واقع ہے۔ لہٰذا موسم گرما میں سمندر سے آنے والی نم آلود ہوائیں بارش لاتی ہیں۔ لیکن بارش کی مقدار بیشتر علاقوں میں بہت کم اور غیر یقینی ہے۔ مون سون گرد باد موسم گرما میں بارش کا سبب بنتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے باقی علاقے کی طرح پاکستان میں بھی چار نمایاں موسم پائے جاتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں

(i)	موسم سرما	وسط دسمبر تا مارچ
(ii)	موسم گرما۔	اپریل تا جون
(iii)	موسم برسات۔	جولائی تا ستمبر
(iv)	موسم خزاں۔	اکتوبر تا وسط دسمبر

(i) موسم سرما (Cold Weather Season)

پاکستان میں موسم سرما وسط دسمبر تا مارچ تک رہتا ہے۔ موسم سرما میں ہوا کا دباؤ زیادہ اور مطلع صاف رہتا ہے۔ اور ہوائیں خشکی سے سمندر کی طرف چلتی ہیں۔ ہوا میں نمی یا رطوبت کم اور درجہ حرارت کا روزانہ تفاوت (دن اور رات کے درجہ حرارت میں فرق) کافی زیادہ ہوتا ہے۔

موسم سرما میں بحیرہ روم کی طرف سے آنے والی ہواؤں (مغربی گرد باد) کی وجہ سے کبھی کبھی موسم میں اچانک تبدیلی آتی ہے۔ یہ گرد باد افغانستان۔ ایران و سعودی عرب کے راستے پاکستان پہنچتے ہیں۔ اور بارش کا سبب بنتے ہیں جبکہ پہاڑی علاقوں میں برف باری ہوتی ہے اور درجہ حرارت میں نمایاں کمی ہو جاتی ہے اور پہاڑی علاقوں کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے گر جاتا ہے۔

موسم سرما کے یہ گرد باد بلوچستان میں کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں پر نمایاں طور پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یہاں سالانہ اوسط بارش کی 75 فیصد بارش موسم سرما میں ہوتی ہے۔ جس کے علاقے کی زراعت اور معیشت پر نمایاں اثرات ہیں۔ جبکہ شمال مغربی و شمال مشرقی پہاڑی علاقوں میں یہ گرد باد برف باری کا سبب بنتے ہیں اور درجہ حرارت 10^o تا 15^o ڈگری سنٹی گریڈ منفی تک چلا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں یہ گرد باد 10 انچ تک بارش لاتے ہیں۔

میدانی علاقوں میں یہ گرد باد ہلکی بارش اور درجہ حرارت میں نمایاں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں اور شمال میں بعض شہروں کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے چلا جاتا ہے۔ موسم سرما میں بالائی سندھ کے میدان میں سرما کی بارش 3 تا 5 انچ جبکہ زیریں سندھ کے میدان میں ایک انچ کے قریب ہوتی ہے۔

(ii) موسم گرما (Hot weather Season)

موسم گرما کا آغاز اپریل کے آغاز سے ہوجاتا ہے اور جون کے آخر تک گرمی نقطہ عروج پر ہوتی ہے۔ موسم گرما کے آغاز کے ساتھ ہی درجہ حرارت بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور ہوا کے دباؤ میں نمایاں کمی آجاتی ہے اور رطوبت کی کمی کے باعث موسم انتہائی گرم اور خشک ہو جاتا ہے اور گرم لو موسم گرما کی نمایاں خصوصیت ہے اور اکثر دباؤ انتہائی کم ہونے کے باعث گرد آلود آندھیاں چلتی ہیں۔

موسم گرما میں پہاڑی علاقوں کا موسم معتدل جبکہ میدانی علاقوں میں انتہائی گرم ہوتا ہے اور درجہ حرارت اکثر 40^o سینٹی گریڈ سے اوپر چلا جاتا ہے۔ جبکہ جنوبی پنجاب۔ شمالی سندھ اور شمال مشرقی بلوچستان جسے برصغیر کا (Thermal pole) تھرمل پول کہا جاتا ہے۔ اس کا درجہ حرارت 51^o تا 53^o سینٹی گریڈ تک چلا جاتا ہے۔ جبکہ میدانی علاقوں کے برعکس ساحلی علاقوں کا گرما کا موسم معتدل رہتا ہے۔

موسم گرما میں بعض اوقات مغربی گرد باد کی وجہ سے گرج چمک کے ساتھ طوفان آتے ہیں جس سے پہاڑی علاقوں میں 4 تا 5 انچ اور میدانی علاقوں میں 1 تا 3 انچ تک بارش ہو جاتی ہے موسم گرما میں ہوا میں نمی کی مقدار بعض اوقات 20% تک گر جاتی ہے جس سے زراعت پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

موسم گرما میں بحیرہ عرب کی گرد باد ہوائیں سندھ اور بلوچستان کے جنوبی علاقوں میں کبھی کبھی بارش کا سبب بنتی ہیں۔

(iii) موسم برسات (Monsoon Season)

موسم برسات جولائی کے آغاز سے ستمبر تک رہتا ہے۔ جون کے آخر تک برصغیر پر ہوا کا انتہائی کم دباؤ وجود میں آجاتا ہے۔ جس کے باعث بحیرہ عرب سے مغربی گھاٹ (انڈیا) اور خلیج بنگال سے بنگلہ دیش کی طرف نم آلود ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔ جو بنگلہ دیش کے شمال میں آپس میں مل جاتی ہیں اور یہاں بارش برسانے کے بعد کوہ ہمالیہ کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف بڑھنے لگتی ہیں اور جولائی کے آغاز میں پاکستان کے وسطی مشرقی علاقوں تک پہنچ جاتی ہیں اور مون سون بارشوں کا آغاز ہوجاتا ہے اور ستمبر تک بارشوں کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

پاکستان میں مون سون بارشوں کی مقدار اور شدت کا انحصار ملحقہ علاقوں میں پیدا ہونے والے ہوا کے دباؤ اور ہواؤں کی شدت پر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بارشیں کافی حد تک غیر یقینی ہوتی ہیں۔ جن میں سال بہ سال تبدیلی دیکھنے میں آتی ہے۔ مون سون بارشیں مری کی پہاڑیوں اور ملحقہ علاقوں میں سب سے زیادہ ہوتی ہیں۔ جبکہ جنوب کی طرف بارش کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔ اسی طرح پاکستان کے انتہائی شمالی پہاڑی علاقوں میں بھی بارش بہت کم ہوتی ہے۔

مون سون موسم میں اگرچہ درجہ حرارت میں نمایاں کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن رطوبت کی زیادتی کے باعث حبس بڑھ جاتا ہے اور موسم ناقابلِ برداشت ہو جاتا ہے۔

موسم مون سون ملکی مجموعی بارشوں کی 75 فیصد بارش کا سبب بنتا ہے۔ جبکہ بلوچستان اور سندھ میں مون سون بارشیں انتہائی کم ہوتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے اہم شہروں کی بارش کا ریکارڈ

نام شہر	اوسط سالانہ بارش (انچوں میں)	نام شہر	اوسط سالانہ بارش (انچوں میں)	نام شہر	اوسط سالانہ بارش (انچوں میں)
مری	64.6انچ سالانہ	راولپنڈی	37.8انچ سالانہ	سیالکوٹ	34.7انچ سالانہ
پاراچنار	33.7انچ سالانہ	لاہور	28.8انچ سالانہ	دروش	25.9انچ سالانہ
سرگودھا	24.7انچ سالانہ	چترال	23.0انچ سالانہ	فیصل آباد	21.4انچ سالانہ
ڈیرہ غازی خان	16.5انچ سالانہ	پشاور	13.0انچ سالانہ	بہاولپور	9.6انچ سالانہ
کوئٹہ	9 5انچ سالانہ	قلات	9.2انچ سالانہ	کراچی	8 9انچ سالانہ
لسبیلہ	7.6انچ سالانہ	ملتان	6.3انچ سالانہ	حیدرآباد	6.0انچ سالانہ
نوشکی	5.0انچ سالانہ	پنجگور	4.8انچ سالانہ	جیکب آباد	3.4انچ سالانہ
نوکنڈی	1.95انچ سالانہ				

(iv) موسم خزاں (Post-Monsoon/Autumn Season)

موسم خزاں کا آغاز اکتوبر میں ہو جاتا ہے۔ لہذا درجہ حرارت بتدریج کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور موسم معتدل ہو جاتا ہے۔ بارشیں رک جاتی ہیں اور ہوا کا دباؤ بتدریج بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور موسم عموماً خشک رہتا ہے۔ لہذا خزاں کے مہینے (اکتوبر۔ نومبر) خشک ترین مہینے شمار ہوتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت کا اوسط 34° تا 37° سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے۔ جبکہ کم از کم درجہ حرارت کا اوسط 16° سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے۔

مندرجہ بالا چار موسموں کے بغور جائزہ کے بعد درجہ حرارت' بارش کی مقدار' ہوا کے دباؤ اور نمی کی مقدار کو اگر مدنظر رکھا جائے تو پاکستان کو درجہ حرارت کے لحاظ سے چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

(i) شمال مغربی و شمال مشرقی پہاڑی علاقے (ii) صوبہ سندھ اور پنجاب کے میدانی علاقے
(iii) جنوبی ساحلی علاقے (iv) سطح مرتفع بلوچستان

مندرجہ بالا علاقائی تقسیم درج ذیل درجہ حرارت کے جدول سے مزید واضح ہو جاتی ہے۔

پاکستان کے اہم شہروں کا اوسط درجہ حرارت

شمار	شہر کا نام	گرم ترین مہینہ	کم از کم درجہ حرارت کا اوسط (سینٹی گریڈ)	زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت کا اوسط (سینٹی گریڈ)	سرد ترین مہینہ	زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت کا اوسط (سینٹی گریڈ)	کم از کم درجہ حرارت کا اوسط (سینٹی گریڈ)
1	مری	جولائی	11.8	22.4	دسمبر/جنوری	13.0	-2.3
2	راولپنڈی/اسلام آباد	جولائی	24.7	34.8	دسمبر/جنوری	21.9	5.1
3	جہلم	جولائی	26.4	35.2	دسمبر/جنوری	23.0	6.8
4	لاہور	جولائی	26.6	34.2	دسمبر/جنوری	22.1	10.2
5	سرگودھا	جولائی	27.1	37.0	دسمبر/جنوری	23.2	7.1
6	فیصل آباد	جولائی	27.0	36.8	دسمبر/جنوری	22.5	6.9
7	ملتان	جولائی	28.3	38.6	دسمبر/جنوری	23.9	8.1
8	بہاولپور	جولائی	28.2	38.8	دسمبر/جنوری	25.7	8.1
9	حیدرآباد	جولائی	27.1	37.9	دسمبر/جنوری	28.3	13.9
10	نواب شاہ	جولائی	27.3	41.4	دسمبر/جنوری	28.2	9.7
11	جیکب آباد	جولائی	29.2	41.1	دسمبر/جنوری	26.6	10.8

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12	کراچی	جولائی	27.6	33.2	دسمبر/جنوری	30.4	15.9
13	پشاور	جولائی	27.0	37.2	دسمبر/جنوری	21.0	7.4
14	ڈیرہ غازی خان	جولائی	27.0	38.1	دسمبر/جنوری	23.9	7.8
15	سیدو شریف	جولائی	21.0	34.0	دسمبر/جنوری	18.2	1.8
16	گلگت	جولائی	16.7	34.6	دسمبر/جنوری	13.0	-1.3
17	کوئٹہ	جولائی	20.0	36.4	دسمبر/جنوری	16.9	0.4
18	ژوب	جولائی	23.6	36.7	دسمبر/جنوری	18.5	2.6
19	خضدار	جولائی	25.1	37.8	دسمبر/جنوری	23.2	8.7
20	پنجگور	جولائی	—	—	دسمبر/جنوری	21.6	6.5
21	دالبندین	جولائی	21.4	41.8	دسمبر/جنوری	21.3	3.5

آب وہوا کے لحاظ سے پاکستان کی خطوں میں تقسیم

Climatic Divisions of Pakistan

ماہرین موسمیات نے آب ہوا کے لحاظ سے پاکستان کو مختلف خطوں میں تقسیم کیا ہے۔ جن میں سے چند ماہرین کی تقسیم درج ذیل ہے

پاکستان کی آب وہوا کی تقسیم بمطابق کوپن

مشہور ماہر موسمیات کوپن نے پاکستان کو تین خطوں میں تقسیم کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) خشک آب وہوا کا خطہ Dry Climate (B)

(ii) نیم استوائی آب وہوا یا میزوتھرمل خطہ Mesothermal Sub-tropical Climate(C)

(iii) پہاڑی آب وہوا کا خطہ High Land Climate (H)

(1) خشک آب ہوا کا خطہ Dryland climate(B)

چونکہ پاکستان کا 90% علاقہ خشک آب وہوا کے خطے میں شامل ہے۔ لہٰذا اسے 2 بڑے حصوں اور 5 مزید حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(A) 2 بڑے خطے (A) Two Main Groups

(i) خشک صحرائی خطہ (i) Arid/Desert (BW)

(ii) نیم صحرائی خطہ (ii) Semi Arid Steppe (BS)

5(B) سب گروپ Five Sub-Groups

(A) خشک خطہ (موسم گرما شدید گرم۔ موسم سرما معتدل)۔ بلوچستان۔ وسطی پنجاب۔ سبی۔ جیکب آباد۔

(B) خشک خطہ (موسم گرما گرم۔ موسم سرما معتدل)۔ سندھ و بلوچستان کا ساحلی خطہ۔

(C) خشک خطہ (موسم گرما معتدل۔ موسم سرما سرد)۔ شمال مغربی بلوچستان۔

(D) نیم خشک خطہ (موسم گرما گرم۔ موسم سرما معتدل)۔ شمالی پنجاب صوبہ سرحد کا میدانی علاقہ۔

(E) نیم خشک خطہ (موسم گرما معتدل گرم۔ موسم سرما سرد)۔ شمالی بلوچستان۔ جنوب مغربی صوبہ سرحد۔

(2) نیم استوائی / میزوتھرمل آب وہوا کا خطہ۔ (C)

نیم استوائی آب وہوا کا خطہ مزید دو حصوں میں منقسم ہے۔

(i) مرطوب میزوتھرمل، موسم گرما معتدل گرم (C/a) پاکستان کا شمالی مختصر خطہ۔

(ii) مرطوب میزوتھرمل، موسم گرما ٹھنڈا (C/b) مری اور شمالی علاقے۔

(3) پہاڑی آب وہوا کا خطہ (Highland Climate(H)

شمالی پہاڑی علاقہ جات اور پہاڑی وادیاں

اسی طرح مشہور ماہر موسمیات تھارن ویٹ (Thornth Waite) نے پاکستان کو آب وہوا کے لحاظ سے 6 خطوں میں تقسیم کیا ہے۔ جبکہ پاکستان کے محکمہ موسمیات کے ماہرین سید نبی نقوی اور قیوم حمید نے پاکستان کی آب وہوا کو تھارن ویٹ کے موسمی تقسیم کے فارمولے کو بنیاد بنا کر تین خطوں میں تقسیم کی ہے۔

مشہور جغرافیہ دان قاضی سعید الدین نے 1951ء میں پاکستان کو آب وہوا کے خطوں میں تقسیم کیا جس میں بڑی حد تک پاکستان کے طبعی خدوخال کو مدنظر رکھا گیا۔ کیونکہ قاضی صاحب کے نظریہ کے مطابق موسم کو سمجھنے کے لیے طبعی خدوخال اور علاقائی خصوصیات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ جس سے کسی علاقے کی آب وہوا کی مکمل تصویر سامنے آتی ہے۔

قاضی سعید الدین نے پاکستان کو بلحاظ آب وہوا چار بڑے خطوں میں تقسیم کیا ہے اور ان کو مزید 6 ثانوی اور 16 ثلاثی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) نیم حاری بری پہاڑی آب وہوا
(Sub-tropical Continental Highland Climate)

(2) نیم حاری بری سطح مرتفع کی آب وہوا
(Sub-tropical Continental Plateau Climate)

(3) نیم حاری بری میدانی آب وہوا
(Sub-tropical Continental lowland Climate)

(4) حاری ساحلی آب وہوا
(Tropical Coast lands Climate)

(1) نیم حاری بری پہاڑی آب وہوا

(Sub-tropical Continental Highland)

نیم حاری بری پہاڑی آب وہوا پاکستان کے شمال مشرقی و شمال مغربی پہاڑی علاقوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پائی جاتی ہے۔ان علاقوں میں موسم سرما طویل اور شدید سرد رہتا ہے اور برف باری ہوتی ہے اور درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے چلا جاتا ہے۔جبکہ گرمیوں کا موسم معتدل رہتا ہے۔

شمال مشرقی پہاڑی علاقوں میں بارش زیادہ ہوتی ہے اور نباتات زیادہ ہے۔اور موسم زیادہ خوشگوار رہتا ہے۔جبکہ شمال مغربی پہاڑی علاقوں میں بارش کم نباتات کم اور موسم قدرے شدید رہتا ہے۔

(2) نیم حاری بری سطح مرتفع کی آب وہوا

(Sub- tropical Continental Plateau Climate)

اس خطے میں بلوچستان کا شمال مغربی علاقہ شامل ہے یہاں موسم گرما اور موسم سرما دونوں شدید رہتے ہیں۔بارش برائے نام ہوتی ہے۔موسم گرما میں گرد آلود آندھیاں آتی ہیں۔جبکہ معمولی بارش سرما کے موسم میں ہوتی ہے۔یہ ملک کا خشک ترین علاقہ ہے۔نوکنڈی کی سالانہ بارش کی اوسط مقدار صرف 2 انچ ہے۔آب وہوا صحرائی قسم کی ہے۔نباتات برائے نام ہے۔معمولی گھاس پیدا ہوتی ہے اور گلہ بانی لوگوں کا بڑا پیشہ ہے۔

(3) نیم حاری بری میدانی آب وہوا

(Sub- tropical Continental Lowland)

اس خطہ میں دریائے سندھ کا بالائی وزیریں میدان شامل ہے۔جس میں صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب شامل ہے۔البتہ صوبہ سندھ کا ساحلی علاقہ اس خطے میں شامل نہیں ہے۔

اس خطہ میں موسم گرما انتہائی گرم اور خشک رہتا ہے۔البتہ موسم برسات میں مون سون بارشوں کے سبب درجہ حرارت قدرے کم ہو جاتا ہے۔گرمیوں میں درجہ حرارت اکثر 40° سینٹی گریڈ سے اوپر چلا جاتا ہے اور بعض دنوں میں 50° تا 53° سینٹی گریڈ تک ریکارڈ کیا گیا ہے۔جیکب اس خطہ کا گرم ترین مقام ہے۔یہاں درجہ حرارت 53° سینٹی گریڈ تک ریکارڈ کیا گیا ہے۔شمال سے جنوب کی طرف بارش کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔

اس میدانی علاقے میں سردیوں کا موسم معتدل اور قدرے خوشگوار رہتا ہے اور کبھی کبھار مغربی گرد باد آنے سے بارش ہو جاتی ہے اور درجہ حرارت نقطہ انجماد کے قریب چلا جاتا ہے۔البتہ موسم سرما مختصر اور کم سرد رہتا ہے اور معمولی بارش ہوتی ہے۔

معاشی لحاظ سے یہ میدان دنیا کا اہم ترین خطہ ہے اور آبپاشی کی مدد سے بہترین زرعی پیداوار حاصل ہوتی ہے اور لوگوں کا بڑا پیشہ کھیتی باڑی ہے۔

(4) حاری ساحلی آب وہوا

(Tropical Coastland Climate)

اس خطہ میں صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ کے ساحلی علاقے شامل ہیں۔یہاں سردیوں اور گرمیوں کا موسم معتدل رہتا ہے۔ساحلی علاقے میں نسیم بحری کے اثرات کے باعث موسم قدرے خوشگوار رہتا ہے۔ہوا میں رطوبت کی مقدار زیادہ رہتی ہے۔

صوبہ سندھ کے ساحل کے ساتھ ساتھ نباتات پائی جاتی ہے اور موسم خوشگوار رہتا ہے۔جبکہ صوبہ بلوچستان کا ساحلی علاقہ خشک اور بنجر ہے اور بارش انتہائی کم ہوتی ہے۔ساحلی علاقوں کا اوسط درجہ حرارت 32° سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے اور بارش کی سالانہ اوسط صرف 7 انچ ہے مئی اور جون گرم ترین مہینے ہیں۔

صوبہ سندھ کے ساحلی علاقوں میں بارش موسم گرما میں ہوتی ہے۔جبکہ لسبیلہ کے ساحلی علاقے میں بارش موسم سرما اور موسم گرما دونوں میں ہوتی ہے۔ساحل مکران کے ساتھ بارش صرف موسم سرما میں مغربی گرد باد کے باعث ہوتی ہے۔ساحلی علاقوں کا درجہ حرارت کا روزانہ اور سالانہ تفاوت بہت کم ہے۔

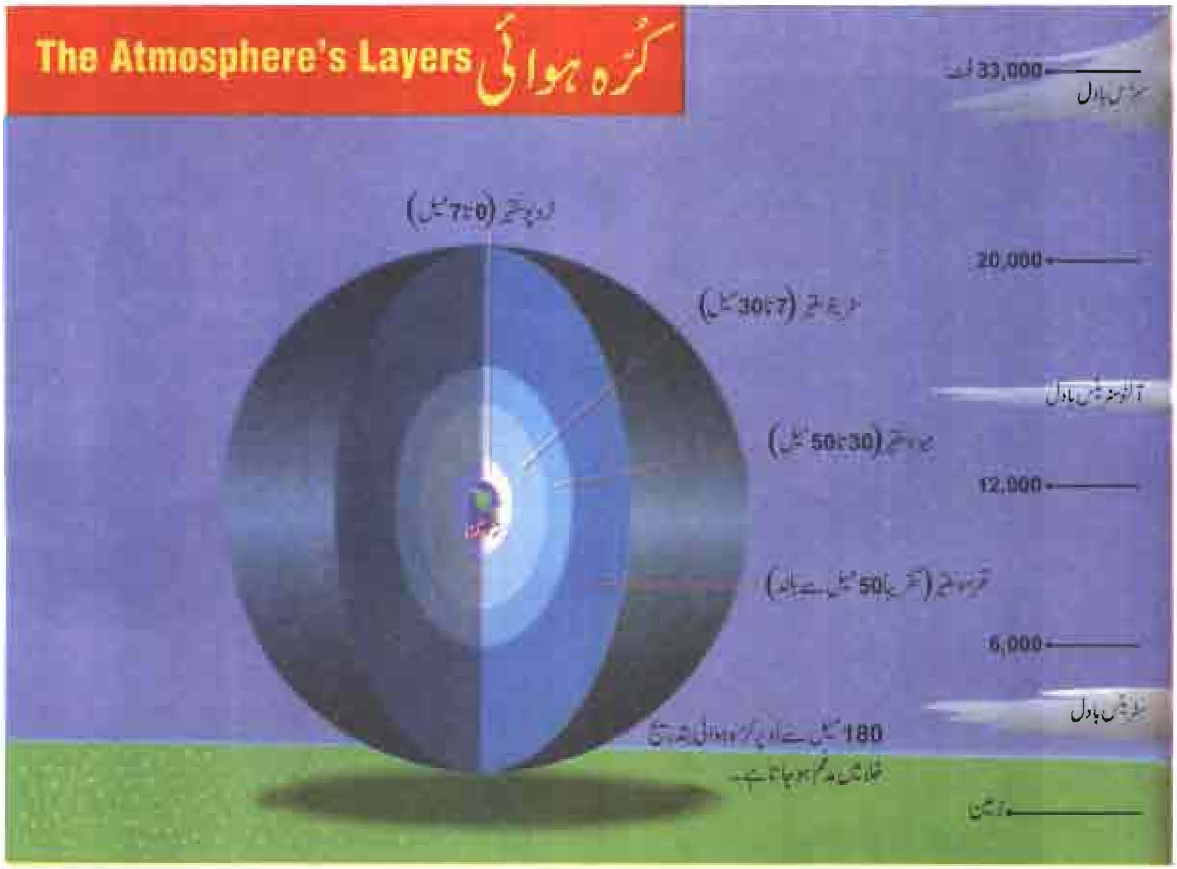

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

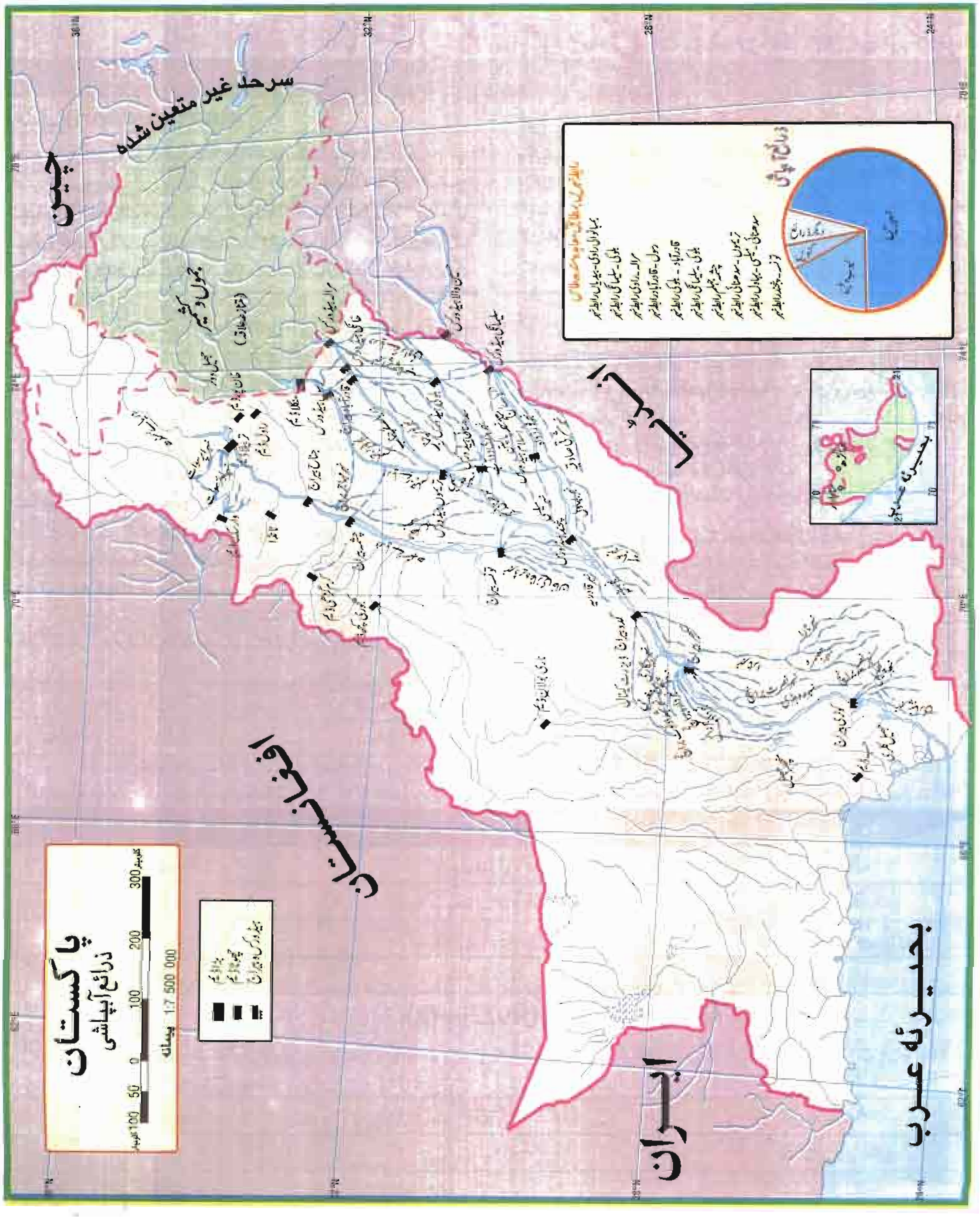

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کا نظام آبپاشی

PAKISTAN'S IRRIGATION SYSTEM

تعارف(Introduction)

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔لیکن 90% علاقے کی آب وہوا گرمیوں میں گرم خشک اور سردیوں میں سرد خشک رہتی ہے۔ بارش صرف مون سون موسم (جولائی'اگست' ستمبر) تک محدود ہے۔وہ بھی چند علاقوں تک محدود ہےاور غیر یقینی ہے۔لہٰذا قلیل بارش کے پیش نظر مصنوعی آبپاشی کے بغیر کاشتکاری ممکن نہیں ہے۔لہٰذا پاکستان کی زرعی معیشت میں آبپاشی کو شہ رگ کی اہمیت حاصل ہے۔اس لیے زیر کاشت رقبے کے 80% سے زائد کو رہٹ' ٹیوب ویل' کاریز' کول اور نہروں کی مدد سے سیراب کیا جاتا ہے۔

اگر ایک طرف پاکستان کی زیر کاشت زمینوں کو آبپاشی کی شدید ضرورت ہے تو دوسری طرف قدرت نے پاکستان کو دریاؤں اور زیر زمین وافر میٹھے پانی کی سہولتیں عطا کر رکھی ہیں۔جس کی بدولت آبپاشی کا نظام قائم کرنا آسان ہوگیا ہے۔ پاکستان کے تمام دریاؤں میں سارا سال وافر پانی دستیاب رہتا ہے۔جن کی مدد سے دنیا کا بہترین نظام آبپاشی قائم کیا گیا ہے۔

پاکستان میں زمین کی ڈھلوان اور دریاؤں کا بہاؤ اس طرح ہے۔کہ بالائی وادی سے زیریں وادی کی طرف نہریں آسانی سے کھودی جاسکتی ہیں اور ایک دریا کا پانی دوسرے دریا تک آسانی سے لایا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ دریاؤں پر بند باندھ کر پانی ذخیرہ کرنا نہایت آسان ہے۔یہ ایسی قدرتی سہولتیں ہیں جو دنیا کے بہت کم ممالک میں دستیاب ہیں۔لہٰذا مندرجہ بالا سہولتوں کی وجہ سے نہروں اور ٹیوب ویلز کی مدد سے دریائے سندھ کی زیریں اور بالائی وادی (میدان) کا 18.08 ملین ہیکٹر رقبہ (44.7 ملین ایکڑ) سیراب کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں آبپاشی کا انحصار دریائے سندھ اور اُس کے معاون دریاؤں جہلم' چناب' راوی' ستلج' کابل' کرم' ٹوچی' گومل اور بولان پر ہے۔ برصغیر میں اگرچہ آبپاشی کا نظام تین ہزار سال سے مروج ہے۔لیکن جدید نہری نظام کا آغاز برطانوی دور میں ہوا اور پہلی جدید نہر 1859ء میں اپر باری دوآب دریائے راوی کے مقام مادھو پور (گورداسپور) سے نکالی گئی۔اس کے بعد دریائے سوات پر 1890ء میں ایک نہر قائم کی گئی۔اور 1930ء میں دریائے سندھ پر دنیا کا مشہور سکھر بیراج تعمیر کیا گیا۔آبپاشی کے نظام کو 1947ء کے بعد مزید وسعت دی گئی۔آزادی کے وقت آبپاشی کے لیے 65 ملین ایکڑ فٹ پانی دستیاب تھا جو اب 110 ملین ایکڑ فٹ تک پہنچ چکا ہے۔جس میں مزید نہروں کی تعمیر سے اضافہ کیا جارہا ہے۔

پاکستان کا نہری نظام

پاکستان میں زیر کاشت رقبے کی آبپاشی کے لیے دریائے سندھ اور معاون دریاؤں پر 40 مقامات پر بند باندھ کر بیراج تعمیر کیے گئے ہیں۔جن سے نہریں نکال کر 18.09 ملین ہیکٹر رقبے کو سیراب کیا جارہا ہے۔آبپاشی کا یہ آسان ترین اور سستا ترین طریقہ ہے۔پاکستان کے نہری نظام کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(i) دریائے سندھ کے مشرقی معاون دریاؤں کے نہری منصوبے
(ii) دریائے سندھ کے نہری منصوبے
(iii) دریائے سندھ کے مغربی معاون دریاؤں کے نہری منصوبے

تقسیم ملک کے وقت دریائے سندھ طاس کا بیشتر نہری نظام پاکستان کے حصے میں آیا اس وقت 22.96 ملین ہیکٹر (56.94 ملین ایکڑ) زیرِ کاشت رقبے میں سے 18.09 ملین ہیکٹر (44.7 ملین ایکڑ) رقبے پر آبپاشی کا نظام موجود ہے جو زیر کاشت رقبے کا 78.3 فیصد ہے۔ پاکستان کی نہروں کی لمبائی 42,000 میل سے زائد ہے۔جس میں مزید اضافہ کیا جارہا ہے۔ پاکستان کے نہری نظام کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

(i) دریائے سندھ کے مشرقی معاون دریاؤں کے نہری منصوبے

(1) دریائے ستلج کی نہریں

دریائے ستلج پر 4 ہیڈ ورکس سے 12 نہریں نکالی گئی ہیں۔اس منصوبے پر 1930ء میں کام کا آغاز ہوا اور اسے ''ستلج ویلی پراجیکٹ'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔معاہدہ سندھ طاس کے بعد دریائے ستلج کی تمام نہروں کو رابط نہروں کے ذریعے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

شمار	ہیڈ ورکس	نہروں کے نام	سیراب کیا جانے والا علاقہ
1	گنڈا سنگھ والا ہیڈ ورکس	نہر دیپال پور (1)	دیپال پور ۔ اوکاڑہ
2	سلیمانکی ہیڈ ورکس	نہر فورڈواہ ۔ نہر صادقیہ ۔ نہر پاکپتن (3)	ساہیوال ۔ بہاولپور ۔ ملتان
3	اسلام ہیڈ ورکس	نہر میلسی ۔ نہر قائم پور ۔ نہر بہاول (3)	بہاولپور ۔ پاکپتن ۔ میلسی ۔ وہاڑی
4	پنجند ہیڈ ورکس	نہر عباسیہ ۔ نہر پنجند (2)	بہاولنگر ۔ رحیم یار خان

(2) دریائے راوی کی نہریں

دریائے راوی پر تین مقامات سے نہریں نکالی گئی ہیں۔جن سے 26 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب کیا جاتا ہے۔معاہدہ سندھ طاس (1960ء) کے بعد ان نہروں کو رابط نہروں کے ذریعے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ دریائے راوی کے ہیڈ ورکس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

1	مادھو پور ہیڈ ورکس	نہر اپر باری دوآب (سنٹرل باری دوآب) (1)	لاہور ۔ دیپالپور ۔ قصور
2	بلوکی ہیڈ ورکس	لوئر باری دوآب (1)	ساہیوال ۔ پاکپتن ۔ ملتان
3	سدھنائی ہیڈ ورکس	نہر سدھنائی (1)	ملتان ۔ وہاڑی ۔ خانیوال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) دریائے چناب کی نہریں

دریائے چناب پر 3 ہیڈ ورکس قائم کر کے 4 نہریں نکالی گئی ہیں۔ جن کی مدد سے 44 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب کیا جا رہا ہے۔

شمار	ہیڈ ورکس	نہروں کے نام	سیراب کیا جانے والا علاقہ
1	مرالہ ہیڈ ورکس	نہر اپر چناب (1)	سیالکوٹ۔ نارووال۔ گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ
2	خانکی ہیڈ ورکس	نہر لوئر چناب (1)	گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ۔ فیصل آباد
3	حویلی بہادر شاہ ہیڈ ورکس	نہر رنگ پور۔ نہر مین (2)	مظفر گڑھ۔ جھنگ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ ملتان

(4) دریائے جہلم کی نہریں

دریائے جہلم پر 2 مقامات سے نہریں نکالی گئی ہیں ان نہروں سے 21 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب کیا جاتا ہے۔

1	منگلا ڈیم	نہر اپر جہلم	گجرات۔ منڈی بہاؤالدین۔ جہلم (باقی پانی رابطہ نہر ذریعے کے راوی تک پہنچایا جاتا ہے)
2	رسول ہیڈ ورکس	نہر لوئر جہلم	گجرات۔ منڈی بہاؤالدین۔ سرگودھا۔ خوشاب

(ii) دریائے سندھ کے نہری منصوبے

دریائے سندھ پر 6 بڑے نہری منصوبے تعمیر کیے گئے ہیں اور ان منصوبوں سے 18 نہریں نکالی گئی ہیں۔ جن سے صوبہ سرحد، صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ میں بلوچستان کے وسیع رقبے کو سیراب کیا جا رہا ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دریائے سندھ کی نہریں

1	جناح / کالا باغ بیراج	نہر بالائی تھل۔ نہر جنوبی تھل۔ (2)	میانوالی۔ بھکر۔ لیہ۔ خوشاب۔ مظفر گڑھ
2	چشمہ بیراج	چشمہ تریموں رابطہ نہر۔ دائیں کنارے کی نہر (1)	مظفر گڑھ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان
3	تونسہ بیراج	دائیں اور بائیں کنارے کی نہریں تونسہ پنجند رابطہ نہر (2)	ڈیرہ غازی خان۔ راجن پور۔ مظفر گڑھ
4	گدو بیراج	گھوٹکی۔ بیگاری اور پٹ فیڈر کی نہریں (3)	سکھر۔ جیکب آباد۔ میرپور۔ لاڑکانہ
5	سکھر بیراج	شمال مغربی نہر۔ روہڑی نہر، نارا نہر، شرقی خیرپور نہر، مغربی خیرپور نہر، رائس نہر۔ دادو نہر (7)	قلات ڈویژن۔ سکھر / لاڑکانہ۔ دادو۔ نواب شاہ
6	غلام محمد / کوٹری بیراج	نہر کوٹری۔ نہر پھلیلی۔ نہر پنیاری۔ نہر کلری (4)	حیدرآباد۔ سانگھڑ۔ نواب شاہ۔ بدین۔ میرپور خاص۔ ٹھٹھہ

(iii) دریائے سندھ کے مغربی معاون دریاؤں کے نہری منصوبے

دریائے سندھ کے تین مغربی معاون دریاؤں (دریائے کابل۔ دریائے سوات اور دریائے کرم۔ دریائے بولان) پر نہریں تعمیر کر کے کافی رقبہ آبپاشی کیا گیا ہے؛ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) دریائے سوات کی نہریں

دریائے سندھ کے مغربی جانب دریائے کابل کے معاون دریائے سوات پر نہر اپر سوات (مالاکنڈ) اور نہر لوئر سوات (آبازئی) نکالی گئی ہیں۔ جس سے مردان، پشاور اور چارسدہ کے اضلاع کو آبپاشی کے لیے پانی مہیا کیا گیا ہے۔ اب دریائے سوات پر مالاکنڈ سے درگئی تک ایک 3.5 کلومیٹر سرنگ کے ذریعے 1800 کیوسک پانی درگئی تک لایا گیا ہے۔ جس سے مردان اور چارسدہ کے اضلاع کو پانی مہیا کیا گیا ہے۔

(2) دریائے کابل کی نہریں

دریائے کابل پر وارسک ڈیم پشاور سے 20 میل شمال مغرب میں تعمیر کر کے دو نہریں نکالی گئی ہیں۔ ان نہروں سے وادی پشاور کا 1 لاکھ بیس ہزار ایکڑ رقبہ سیراب کیا گیا ہے۔ یہاں سے بجلی پیدا کی جاتی ہے۔

(3) دریائے کرم کا نہری منصوبہ

دریائے سندھ کے مغربی معاون دریا کرم پر کرم گڑھی کے مقام پر ڈیم تعمیر کیا گیا ہے۔ جس سے نہر نکال کر بنوں کے 2.5 لاکھ ایکڑ رقبے کو سیراب کیا گیا ہے۔ یہاں سے بجلی بھی پیدا کی جاتی ہے۔

(4) دریائے بولان کا نہری منصوبہ

صوبہ بلوچستان میں دریائے سندھ کے مغربی معاون دریا بولان پر ناری کے مقام پر ڈیم تعمیر کر کے ایک نہر نکالی گئی ہے۔ جس سے وادی کوئٹہ کے 24 ہزار ایکڑ رقبے کو سیراب کیا جا رہا ہے۔

(5) دریائے گومل کا نہری منصوبہ

دریائے گومل اور دریائے ژوب کے سنگم پر کھجوری کچھ کے مقام پر ایک نہری منصوبہ تعمیر کر کے ڈیرہ اسمٰعیل خان کے 1,64,000 ایکڑ رقبے کو سیراب کیا گیا ہے۔

(6) ٹانڈا ڈیم کا نہری منصوبہ

صوبہ سرحد میں دریائے کوہاٹ توئی (برساتی دریا) پر باندا ٹانڈا کے مقام پر ڈیم تعمیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے ایک نہر کے ذریعے ضلع کوہاٹ کے 1.2 لاکھ ایکڑ رقبے کو سیراب کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا نہری منصوبوں کے علاوہ صوبہ پنجاب اور صوبہ بلوچستان میں چند ڈیم تعمیر کر کے آبپاشی اور شہری و صنعتی ضروریات کے لیے پانی سپلائی کیا جارہا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) بلوچستان کے نہری منصوبے

صوبہ بلوچستان میں چند غیر دوائی دریاؤں پر چھوٹے ڈیم تعمیر کیے گئے ہیں۔

(1) دریائے باران کا نہری منصوبہ

بلوچستان میں دریائے باران پر وروت کے مقام پر ڈیم تعمیر کر کے پانی ذخیرہ (80,000 ایکڑ فٹ) کیا گیا ہے۔ جس سے نہر نکال کر ضلع لسبیلہ کے 50 ہزار ایکڑ رقبے کو سیراب کیا گیا ہے۔

(2) دریائے حب کا نہری منصوبہ

کراچی سے 35 میل دور بلوچستان میں دریائے حب پر 80 ہزار ایکڑ فٹ گنجائش کا ڈیم تعمیر کیا گیا ہے۔ اس منصوبے سے کراچی و حب کے صنعتی علاقے کو پانی مہیا کرنے کے علاوہ 84 ہزار ایکڑ زمین سیراب کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

(ii) سطح مرتفع پوٹھوہار کے آبپاشی کے منصوبے

سطح مرتفع پوٹھوہار میں راول ڈیم، سون ڈیم، چیرہ ڈیم اور خان پور ڈیم تعمیر کر کے آبپاشی کا انتظام کیا گیا ہے۔ ان منصوبوں سے آبپاشی کے علاوہ شہری و صنعتی ضروریات کے لیے پانی مہیا کیا جارہا ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) راول ڈیم کا منصوبہ

راولپنڈی کے قریب دریائے کورانگ کا پانی روک کر راول ڈیم تعمیر کیا گیا ہے۔ یہاں 50 ہزار ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے جس سے راولپنڈی کے 10 ہزار ایکڑ رقبے کو آبپاشی کے لیے پانی مہیا کیا جاتا ہے اور اسلام آباد اور راولپنڈی کی شہری آبادی کے لیے 14 ملین مکعب فٹ پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(2) دریائے سون / راولپنڈی ڈیم

راولپنڈی سے 6 میل دور دریائے سون پر 9 مربع میل رقبے پر ڈیم تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں 3 لاکھ ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے۔ اس ڈیم سے راولپنڈی کی ایک لاکھ 23 ہزار ایکڑ زمین کو سیراب کیا گیا ہے۔

(3) چیرہ ڈیم کا منصوبہ

دریائے سون پر چیرہ نامی گاؤں کے قریب ایک ڈیم تعمیر کیا گیا ہے۔ جس سے اسلام آباد اور راولپنڈی اضلاع کا 2 لاکھ 14 ہزار رقبہ سیراب کیا گیا ہے۔

معاہدہ سندھ طاس اور رابطہ نہریں

(Indus Water Treaty and Link Canals)

پاکستان میں بہنے والے تمام بڑے دریا بھارت سے بہہ کر آتے ہیں۔ 1947ء میں برصغیر کی تقسیم کے وقت دریائے ستلج کا نہری منصوبہ (گنڈا سنگھ والا) اور دریائے راوی کا نہری منصوبہ (مادھوپور) ہندوستان کے پاس چلے گئے۔ اور ان منصوبوں سے نکلنے والی نہروں کا پانی انڈیا نے بند کر دیا جس کے باعث تنازعہ طول پکڑ گیا۔ چنانچہ جس کے نتیجے میں 1960ء کے معاہدہ سندھ طاس کے تحت پاکستان کو دو مشرقی دریاؤں ستلج اور راوی کے پانی سے دستبردار ہونا پڑا۔

چنانچہ ان علاقوں کی آبپاشی زمینوں کے لیے رابطہ نہریں اور ڈیم تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ جس سے دو بڑے ڈیم (تربیلا + منگلا) 5 بیراج اور سات رابطہ نہریں تعمیر کی گئیں اس معاہدہ کے تحت تعمیر ہونے والی رابطہ نہروں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) رسول (جہلم) ← قادر آباد (چناب) رابطہ نہر

رسول (دریائے جہلم) سے 30 میل لمبی نہر نکال کر قادر آباد (دریائے چناب) سے ملایا گیا ہے۔ اس نہر سے 19,000 کیوسک دریائے جہلم کا پانی دریائے چناب میں ڈالا گیا ہے۔

(2) قادر آباد (چناب) ← بلوکی (راوی) رابطہ نہر

اس رابطہ نہر کے ذریعے دریائے جہلم اور دریائے چناب کا پانی بلوکی کے مقام پر دریائے راوی میں ڈالا گیا ہے۔ اس نہر کی لمبائی 104 میل ہے۔

(3) بلوکی (راوی) ← سلیمانکی (ستلج) رابطہ نہر

اس رابطہ نہر کے ذریعے دریائے جہلم و چناب کا بلوکی فراہم کیا جانے والا پانی سلیمانکی (دریائے ستلج) پہنچایا گیا ہے۔ چنانچہ اس نہر سے 6500 کیوسک پانی سلیمانکی ہیڈورکس کی نہروں کو فراہم کیا گیا ہے۔

(4) تریموں (چناب) ← سدھنائی (راوی) رابطہ نہر

دریائے چناب کے مقام تریموں سے ایک 44 میل لمبی رابطہ نہر نکال کر دریائے راوی میں سدھنائی کے مقام تک لائی گئی ہے۔ جس سے 11,000 کیوسک پانی دریائے راوی کو فراہم کیا گیا ہے۔

(5) چشمہ (سندھ) ← تریموں (جہلم) رابطہ نہر

دریائے سندھ سے چشمہ کے مقام سے ایک 63 میل لمبی نہر نکال کر 21,700 کیوسک پانی دریائے جہلم میں ڈالا گیا ہے۔ جو تریموں ہیڈورکس کی نہروں کو پانی فراہم کرتا ہے۔

(6) سدھنائی (راوی) ← میلسی بہاول (ستلج) رابطہ نہر

یہ رابطہ نہر سدھنائی (راوی) سے 10,000 کیوسک پانی اسلام ہیڈورکس (ستلج) کو فراہم کرتی ہے۔ اس نہر کی لمبائی 60 میل ہے۔ اور اس نہر سے میلسی اور بہاول نہر کو پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(7) تونسہ (سندھ) ← پنجند رابطہ نہر

دریائے سندھ کے مقام تونسہ سے ایک 38 میل رابطہ نہر کے ذریعے 1 لاکھ کیوسک پانی پنجند ہیڈورکس کو فراہم کیا گیا ہے۔ جس سے عباسیہ اور پنجند نہروں کو پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔

پاکستان کے نظام آبپاشی کو مزید بڑھانے کیلئے منصوبہ بندی

پاکستان میں دریائے سندھ طاس کا نہری نظام اگرچہ دنیا کا وسیع اور بہترین نظام ہے۔ لیکن بڑھتی ہوئی آبادی (141 ملین افراد) کی خوراک کی ضروریات و صنعتی خام مال کی ضروریات پوری کرنے کے لیے مزید رقبے کو زیر کاشت لانے اور آبپاشی رقبے کو پانی کی دستیابی بڑھانے کے لیے مزید پانی کی ضرورت ہے۔ جس کو دو طریقوں سے بہتر بنانے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(1) نہری آبپاشی کے علاوہ پاکستان میں ٹیوب ویل آبپاشی کا دوسرا بڑا ذریعہ ہے۔ اور حالیہ سالوں میں ٹیوب ویلوں کے ذریعے آبپاشی کو بہت فروغ حاصل ہوا ہے۔ پاکستان میں سرکاری و نجی دونوں شعبوں میں ٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں۔ 2000-1999 کے اختتام تک پاکستان میں 5,31,296 ٹیوب ویل کام کر رہے تھے۔ جن میں سے 5,15,261 نجی شعبے اور 16,035 ٹیوب ویل سرکاری شعبے میں لگائے گئے ہیں۔ اور جن کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن ٹیوب ویل صرف اُن علاقوں میں لگائے جا سکتے ہیں۔ جہاں زیرِ زمین پانی نمکیات سے پاک ہو۔

ٹیوب ویلز کے ذریعے آبپاشی کو فروغ دینے کے لیے حکومت زرعی پیکج کے تحت قرضہ فراہم کرتی ہے اس کے علاوہ حکومت نے سرکاری شعبے میں مزید 10 ہزار ٹیوب ویلز لگانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ جس سے 40,000 ایکڑ زمین کو اضافی پانی میسر آئے گا۔

(2) حال ہی میں موجودہ حکومت نے پانی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر پروگرام ویژن 2025 (Vision2025) کا اعلان کیا ہے۔ جس کے تحت آبپاشی کے 6 منصوبوں کا اعلان کیا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) گومل زم ڈیم پراجیکٹ

صوبہ سرحد کے اضلاع ڈی۔ آئی۔ خان اور ٹانک کے 1,63,086 ایکڑ رقبے کو سیراب کرنے کے لیے دریائے گومل پر ڈیم بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ جس سے بجلی بھی پیدا کی جائے گی۔ اس ڈیم میں 8 لاکھ 92 ہزار ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہوگی۔

(ii) میرانی ڈیم

صوبہ بلوچستان میں تربت شہر سے 48 کلومیٹر مغرب کی جانب دریائے دشت پر میرانی ڈیم تعمیر کیا جائے گا۔ جس میں 1 لاکھ 52 ہزار ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہوگی جس سے دو نہریں نکال کر 33,200 ایکڑ رقبہ سیراب کیا جائے گا۔

(iii) منگلا ڈیم کی گنجائش بڑھانے کا منصوبہ

دریائے جہلم پر قائم منگلا ڈیم کی پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش بڑھانے کے لیے اس کو مزید 50 فٹ اونچا (1202 ۔ 1252 فٹ) کیا جائے گا جس سے پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش 4.37 ملین ایکڑ فٹ سے 7.47 ایکڑ فٹ ہو جائے گی۔ اور 180 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی مزید گنجائش بڑھ جائے گی۔

(iv) مٹھن کوٹ بیراج کا منصوبہ

صوبہ بلوچستان کے کچھی کے میدان کو سیراب کرنے کے لیے دریائے سندھ پر مٹھن کوٹ کے مقام پر بیراج تعمیر کیا جائے گا۔ جس سے 200 میل لمبی نہر کے ذریعے 5,300 کیوسک پانی فراہم کیا جائے گا۔ جس سے 5 لاکھ 13 ہزار ایکڑ رقبہ سیراب ہوگا۔ اور 120 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش ہوگی۔

(v) تھل گریٹر کینال کا منصوبہ

چشمہ جہلم رابطہ نہر پر آدھی کوٹ کے قریب ایک 47 میل لمبی نہر کی تعمیر کا منصوبہ ہے۔ جس کو سیلاب کے دنوں میں پانی مہیا کیا جائے گا جس کے ساتھ 1.60 ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہوگی۔ اور یہاں 52 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش ہوگی۔

(vi) تھار کینال پراجیکٹ

یہ تین نہروں کا منصوبہ ہے۔ جس کے تحت ایک 32 کلومیٹر 10 ہزار کیوسک گنجائش کی بڑی نہر تعمیر ہوگی۔ جس کی دو برانچیں ہونگی۔ ایک برانچ نہر تھار 300 میل لمبی گدو سے مٹھی تک جائے گی جس کے ساتھ دو جھیلیں بنائی جائیں گی یہاں 4 لاکھ 50 ہزار ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہوگی۔ جبکہ دوسری برانچ رینی (Rainee) نہر 87 میل لمبی 4,200 کیوسک گنجائش کی ہوگی۔ اس نہری منصوبے سے 2 لاکھ 60 ہزار ایکڑ رقبہ سیراب ہوگا اور مقامی آبادی اور مویشیوں کے لیے پانی میسر آئے گا۔

(vii) ست پڑا ڈیم کا منصوبہ

سکردو شہر کے قریب ست پڑا نالے پر ایک ڈیم تعمیر کر کے دو نہروں سے 10,131 ایکڑ رقبہ سیراب کیا جائے گا۔ اور 2 ہزار کلوواٹ بجلی پیدا ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

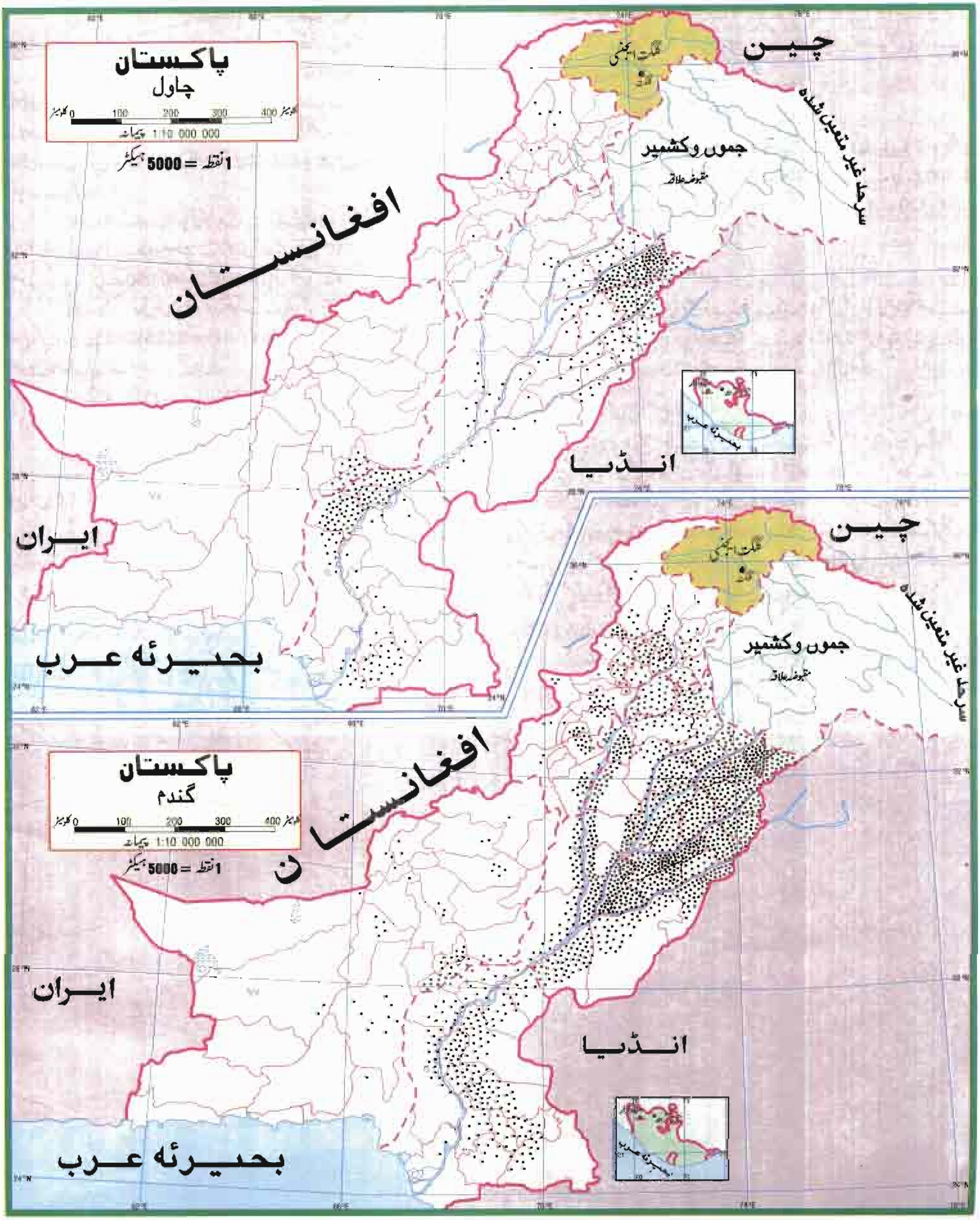

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

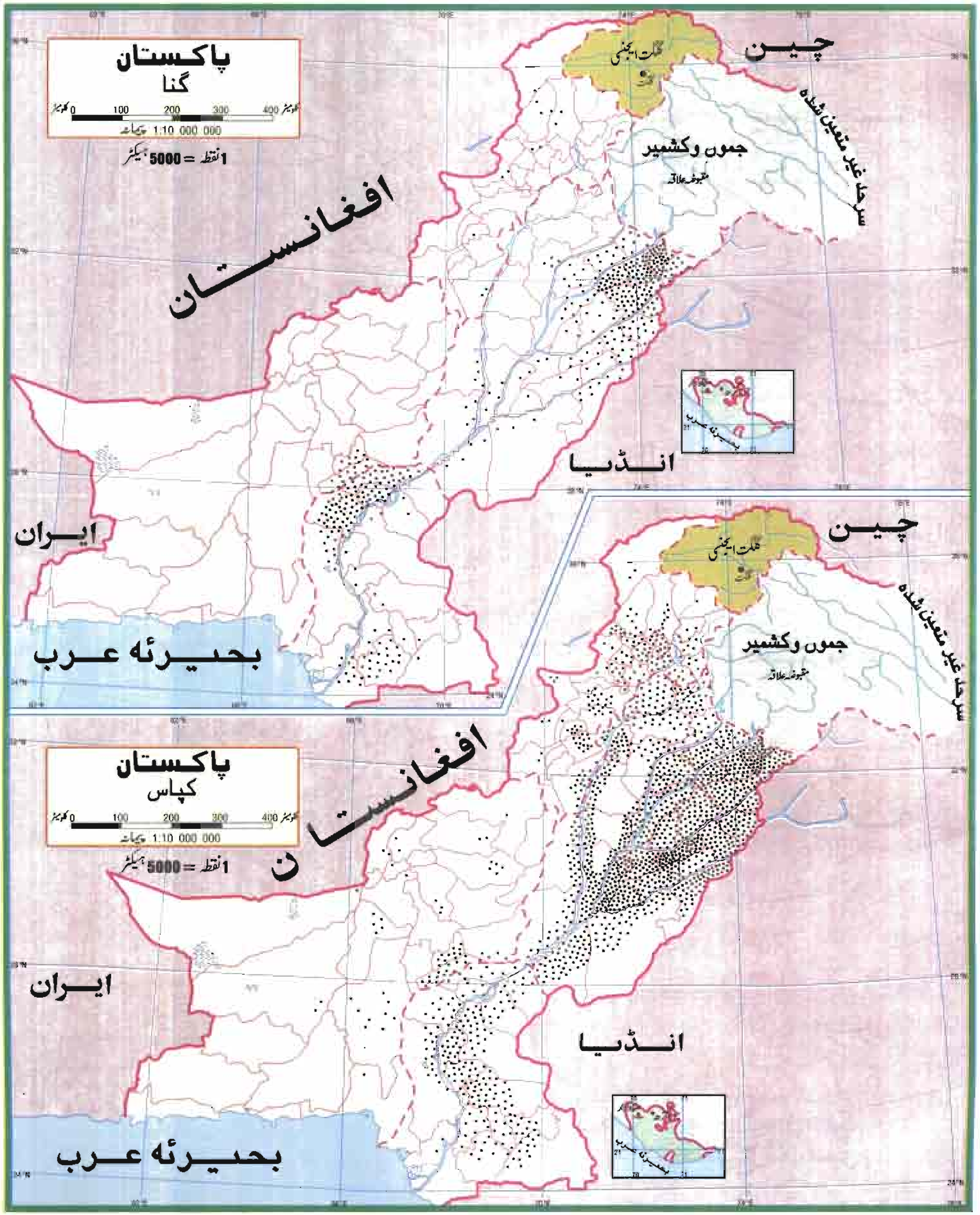

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

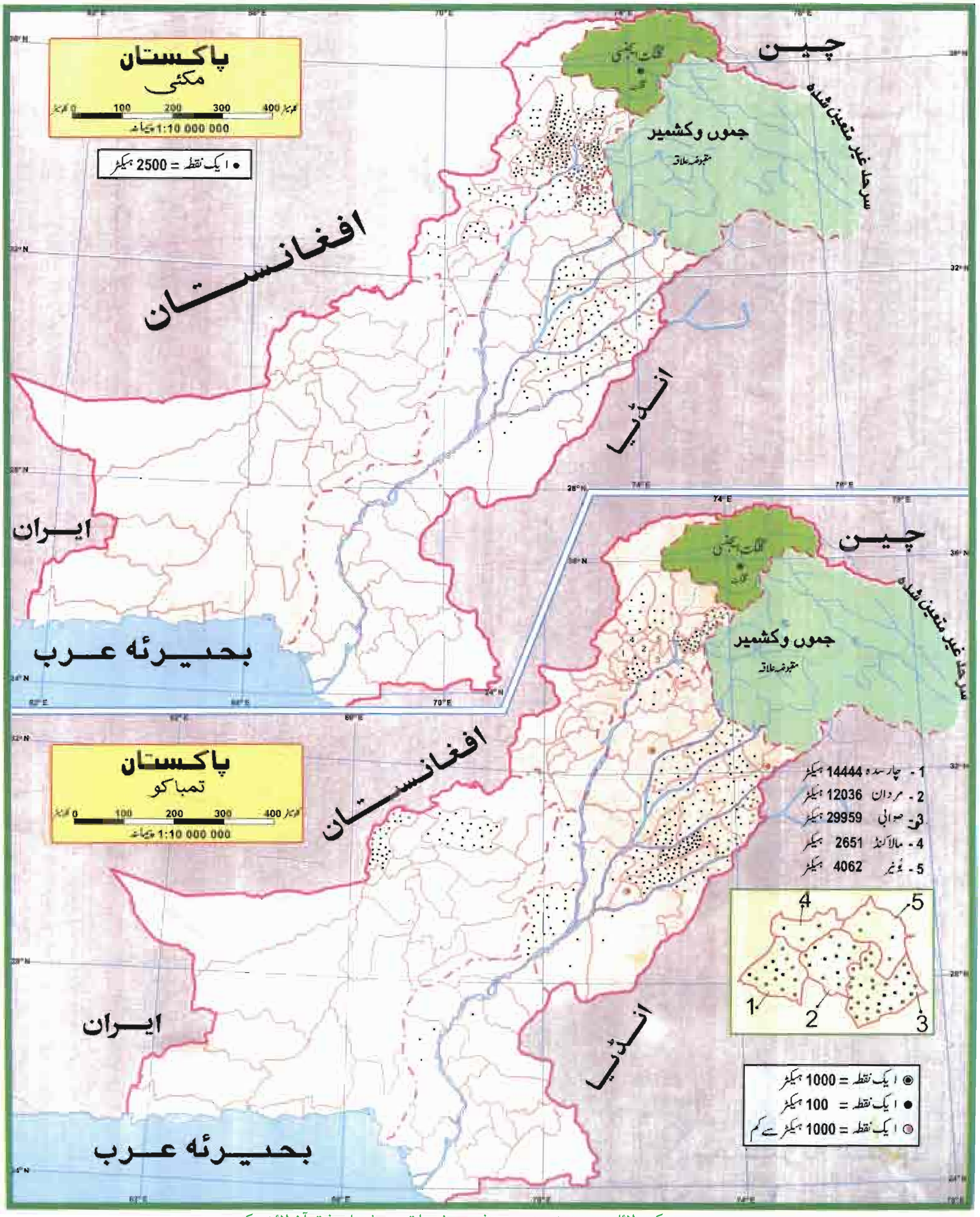

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زراعت
AGRICULTUTRE

تعارف (Introduction)

اگرچہ پاکستان میں گزارہ کی کاشتکاری (Subsistance Agriculture) مروج ہے۔ اور ہماری 67 فیصد دیہاتی آبادی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر زرعی شعبے سے منسلک ہے۔ جب کہ 50 فیصد سے زائد افرادی قوت زرعی شعبے میں کام کر رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود پاکستان چند زرعی ضروریات (دالیں، تیل کے بیج وغیرہ) پوری کرنے سے قاصر ہے۔ جس کی بڑی وجہ زرعی شعبے کی پس ماندگی ہے۔ جس کے باعث ہماری اکثر اجناس کی فی ایکڑ پیداوار عالمی معیار سے بہت کم ہے۔

پاکستان کا کل رقبہ 80 ملین ہیکٹر (200 ملین ایکڑ) ہے۔ جبکہ کل رقبے کا 25.2 فیصد زیر کاشت ہے۔ اور 10 فیصد مزید رقبہ زیر کاشت لایا جاسکتا ہے۔ 3.6 فیصد رقبے پر جنگلات ہیں۔ اس طرح 39.8 فیصد رقبہ زیر استعمال ہے جبکہ باقی تقریباً 60 فیصد رقبہ پہاڑوں اور صحراؤں پر مشتمل ہے اور اسے زیر استعمال نہیں لایا جاسکتا۔

پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے طبعی خدوخال۔ مٹی کی اقسام اور مختلف انواع کی آب وہوا سے نواز رکھا ہے لہٰذا دنیا میں پیدا ہونے والی تقریباً تمام زرعی اجناس پھل اور سبزیاں پاکستان میں کاشت کی جاتی ہیں۔ پاکستان میں کاشت کی جانے والی فصلوں کو موسم کی مناسبت سے دو بڑے گروپس (فصل ربیع اور فصل خریف) میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(1) فصل ربیع (Rabi Crops)

ربیع کی فصلوں کو موسم سرما کے آغاز یا دوران کاشت کیا جاتا ہے اور موسم گرما کے آغاز میں انہیں کاٹ لیا جاتا ہے (وقت کاشت اکتوبر، نومبر، وقتِ برداشت اپریل، مئی) گندم، چنے، جو، السی، سرسوں، مسور، آلو، تمباکو وغیرہ ربیع کی اہم فصلیں ہیں اس کے علاوہ موسم سرما کی تمام سبزیاں اور پھل بھی پاکستان میں پیدا ہوتے ہیں۔

(2) فصل خریف (Kharif Crops)

خریف کی فصلیں موسم گرما کے آغاز (اپریل تا جون) میں کاشت کی جاتی ہیں اور موسم سرما کے آغاز یا دوران ان کی برداشت کر لی جاتی ہے کپاس۔ گنا، چاول، مکئی، جوار، باجرہ، سویا بین، سورج مکھی، تل اور مونگ پھلی خریف کی اہم فصلیں ہیں۔ ان کے علاوہ موسم گرما کے بے شمار پھل اور سبزیاں بہتات سے پیدا ہوتی ہیں۔

پاکستان کے زیر کاشت رقبے کا 50 فیصد سے زائد صوبہ پنجاب جبکہ صوبہ سندھ کا زیر کاشت رقبہ پنجاب کی نسبت ایک تہائی ہے۔

صوبہ سرحد کا زیر کاشت رقبہ صوبہ سندھ کی نسبت نصف کے قریب ہے۔ صوبہ بلوچستان اگرچہ رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔ لیکن طبعی خدوخال کی تقسیم، موسمی شدت اور پانی کی کمیابی کے باعث زیر کاشت رقبہ کم ہے۔ صوبہ بلوچستان پھلوں کی پیداوار کے لحاظ سے سرفہرست ہے۔

پاکستان کی اہم فصلیں
(IMPORTANT CROPS OF PAKISTAN)

پاکستان کی اہم فصلوں کو دو بڑے گروپس میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(1) غذائی اجناس: گندم۔ چاول۔ مکئی اور چنے وغیرہ۔

(2) نقد آور اجناس: گنا۔ کپاس۔ تمباکو۔ وغیرہ۔

(1) غذائی اجناس (Food Crops)

(i) گندم (Wheat) گندم کا شمار پاکستان میں کاشت کی جانے والی قدیم ترین فصلوں میں ہوتا ہے۔ گندم ربیع کی سب سے اہم غذائی جنس ہے۔ گندم پاکستان کے زیر کاشت رقبے کے 37.1 فیصد پر کاشت کی جاتی ہے۔ گندم موسم سرما کی فصل ہے اور پاکستان کا سرما کا موسم گندم کی کاشت کے لیے نہایت سازگار ہے۔ بارش اگرچہ کم ہوتی ہے لیکن نہری آبپاشی سے اس کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔ زرخیز زمین اور دوسرے طبعی عوامل سازگار ہونے کے باعث پاکستان دنیا کا گیارہواں اور ایشیا کا چوتھا بڑا گندم پیدا کرنے والا ملک ہے۔

پاکستان میں گندم کے زیر کاشت علاقے

گندم اگرچہ پاکستان کے تمام آب پاش اور بارانی علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ لیکن پنجاب، سندھ اور صوبہ سرحد کے آبپاش علاقے گندم کی کاشت اور پیداوار میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں سرگودھا، گوجرانوالہ، فیصل آباد، لاہور، ملتان اور بہاولپور سب سے اہم پیداواری ڈویژن ہیں۔ جبکہ راولپنڈی اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن بھی کافی گندم پیدا کرتے ہیں۔

پنجاب میں سطح مرتفع پوٹھوہار کا علاقہ اگر مناسب بارش ہو جائے تو کافی گندم فراہم کرتا ہے۔

صوبہ سندھ میں حیدرآباد اور خیرپور ڈویژن گندم کے اہم پیداواری علاقے ہیں۔ صوبہ سندھ کے 23 فیصد رقبے پر گندم کاشت کی جاتی ہے۔

صوبہ سرحد میں وادی پشاور کے اضلاع پشاور، مردان، چارسدہ، ڈیرہ اسمٰعیل خان اور بنوں گندم کے پیداواری علاقے ہیں اور صوبے کے 37% رقبے پر گندم کاشت ہوتی ہے۔

صوبہ بلوچستان میں اگرچہ گندم کی مجموعی پیداوار کم ہے لیکن پٹ فیڈر کا علاقہ اور پشین لورالائی۔ قلات اور مستونگ گندم کی پیداوار کے لیے اہم ہیں۔

مندرجہ بالا علاقوں کے علاوہ آزاد کشمیر اور شمالی وقبائلی علاقوں میں بھی گندم کاشت کی جاتی ہے۔

پاکستان میں گندم کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار

قیام پاکستان سے لے کر اب تک گندم کے زیر کاشت رقبے اور پیداوار میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ 48-1947ء میں گندم کا زیر کاشت رقبہ صرف 98 لاکھ ایکڑ اور پیداوار 33 لاکھ ٹن تھی۔

00-1999ء کے دوران گندم کا زیر کاشت رقبہ 8.229 ملین ہیکٹر اور پیداوار 18237.6 ہزار ٹن (18.237 ملین ٹن) تھی۔ صوبہ پنجاب گندم کی پیداوار میں سرفہرست ہے۔ اور 80 فیصد سے زائد پیداوار پنجاب سے حاصل ہوتی ہے۔ صوبہ سندھ ملکی گندم کی پیداوار کا 13% فراہم کرتا ہے جبکہ باقی پیداوار صوبہ سرحد اور بلوچستان سے حاصل ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں گندم کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار 1999-2000

صوبہ/علاقہ	رقبہ ہزار ہیکٹر	پیداوار ہزار میٹرک ٹن	فی ہیکٹر پیداوار کلوگرام
پنجاب	6180.3	16480.0	2667
سندھ	1144.2	3001.3	2623
سرحد	806.5	1067.8	1324
بلوچستان	332.0	529.5	1595
پاکستان	8463.0	21078.6	2491

ماخوذ۔ سالنامہ زرعی پیداوار 1999-2000

پاکستان میں 02-2001 کے دوران گندم کی پیداوار کا اندازہ 20,000 ہزار میٹرک ٹن اور زیر کاشت رقبے کا اندازہ 8410 ہزار ہیکٹر لگایا گیا ہے۔

(ii) چاول (Rice)

گندم کی طرح چاول کی کاشت بھی دریائے سندھ کے میدان میں زمانہ قبل از تاریخ سے کی جا رہی ہے۔ اور چاول پاکستان میں کاشت کی جانے والی دوسری اہم غذائی فصل ہے۔ اور زرمبادلہ کمانے والی خریف کی اہم فصل ہے۔

چاول موسم گرماں کی فصل ہے۔ اور گرم مرطوب موسم اور چکنی مٹی اس کی کاشت کے لیے سازگار رہتی ہے۔ پاکستان مون سون خطے میں واقع ہونے کے باعث چاول پیدا کرنے والا اہم ملک ہے۔ پاکستان میں اگرچہ بارش چاول کی فصل کے لیے کم ہے چنانچہ اس کمی کو نہری پانی اور ٹیوب ویلز کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔ لہٰذا چاول پاکستان کے صرف نہری علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں چاول کی کاشت کے اہم علاقے

چاول پاکستان کے زیر کاشت رقبے کے صرف 10 فیصد پر کاشت کیا جاتا ہے۔ صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کے نہری آبپاش علاقے چاول کی پیداوار کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ مٹی کے مخصوص ضروریات اور آب و ہوا کے پیش نظر پاکستان میں چاول کی کاشت کے دو اہم علاقے ہیں۔

پاکستان میں سب سے زیادہ چاول صوبہ پنجاب کے بالائی اضلاع ۔سیالکوٹ' نارووال' گوجرانوالہ' حافظ آباد' شیخوپورہ' لاہور' قصور اور اوکاڑہ میں کاشت ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ سرگودھا' منڈی بہاؤالدین' خوشاب' جھنگ' فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اضلاع چاول کی پیداوار کے لیے اہم ہیں۔ صوبہ پنجاب ملکی پیداوار کا 54 فیصد سے زائد چاول پیدا کرتا ہے۔ صوبہ پنجاب دنیا میں باسمتی چاول کی پیداوار میں عالمگیر شہرت رکھتا ہے۔

صوبہ سندھ میں سکھر' گدو اور کوٹری بیراج کے نہری آبپاش علاقے چاول کی پیداوار کے لیے اہم ہیں۔ جبکہ لاڑکانہ اور سکھر کے اضلاع چاول کی پیداوار کے لیے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں ان کے علاوہ نوابشاہ اور حیدرآباد اہم پیداواری اضلاع ہیں۔

صوبہ سرحد میں پشاور' ڈیرہ اسمٰعیل خان اور کرم ایجنسی میں چاول کاشت ہوتا ہے جبکہ بلوچستان میں نصیر آباد کا ضلع چاول پیدا کرنے والا اہم علاقہ ہے۔ آزاد کشمیر میں بھی چاول کاشت کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں چاول کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار

چاول پاکستان کی اہم غذائی فصل ہے اور زیر کاشت رقبہ کے 10 فیصد پر کاشت کیا جاتا ہے۔ صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ ملکی پیداوار کا 90 فیصد چاول پیدا کرتے ہیں جبکہ صوبہ پنجاب پیداوار میں سرفہرست ہے۔

قیام پاکستان کے وقت چاول کی پیداوار صرف 6 لاکھ ٹن تھی۔ جبکہ 00-1999 کے دوران زیر کاشت رقبہ 2515.4 ہزار ہیکٹر اور پیداوار 5155.6 ہزار میٹرک ٹن تھی۔

پاکستان میں چاول کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار 1999-2000

صوبہ/علاقہ	رقبہ ہزار ہیکٹر	پیداوار ہزار میٹرک ٹن	فی ہیکٹر پیداوار کلوگرام
پنجاب	1609.9	2481.0	1541
سندھ	690.4	2123.0	3075
سرحد	67.1	129.2	1925
بلوچستان	148.5	422.4	2844
پاکستان	2515.4	5155.6	2050

02-2001 کے دوران چاول کی پیداوار 3764.3 ہزار میٹرک ٹن اور زیر کاشت رقبہ 2020.8 ہزار ہیکٹر تھا۔

ماخوذ۔ سالنامہ زرعی پیداوار 1999-2000

(iii) مکئی (Maize)

مکئی خریف کی اہم فصل ہے۔ جسے جانوروں کے چارے اور غذائی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مکئی کا اصل وطن براعظم شمالی و جنوبی امریکہ ہے۔ برصغیر میں مکئی کی کاشت کا آغاز سولہویں صدی عیسوی میں ہوا مکئی ایک نہایت اہم فصل ہے۔

مکئی موسم گرما کی فصل ہے اور فروری تا ستمبر اس کی کاشت جاری رہتی ہے۔ جبکہ غذائی فصل صرف موسم بہار (فروری۔ مارچ) اور موسم برسات (جولائی۔ اگست) میں کاشت کی جاتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکئی 3 تا 4 ماہ میں پک کر تیار ہو جاتی ہے۔

مکئی غذائیت کے لحاظ سے اہم فصل ہے۔ اس میں 9.4% لحمیات۔ 70 فیصد نشاستہ اور 4.2% روغنیات کے علاوہ فولاد اور کیلشیم بھی پایا جاتا ہے۔ اور حیاتین الف بھی وافر پایا جاتا ہے۔

مکئی کا صنعتی استعمال روز بروز بڑھ رہا ہے اس سے کارن آئیل' سٹرچ پوڈر' پوپ کارن' کارن فلیکس اور جیلی بنانے کے علاوہ جانوروں کی خوراک بھی تیار کی جاتی ہے۔

پاکستان میں مکئی کی کاشت نہری آبپاش علاقوں اور پہاڑی علاقوں میں کی جاتی ہے۔

پاکستان میں مکئی کے پیداواری علاقے

پاکستان مکئی کے زیر کاشت رقبے اور پیداوار کے لحاظ سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اور دنیا کا آٹھواں بڑا مکئی پیدا کرنے والا ملک ہے۔

پاکستان کے پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقوں میں مکئی کی بارانی کاشت کی جاتی ہے۔ جبکہ صوبہ سرحد' پنجاب' سندھ اور بلوچستان کے نہری علاقوں میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب ملکی پیداوار کا بڑا حصہ فراہم کرتے ہیں۔ پنجاب میں اگرچہ تمام نہری علاقوں میں اس کی کاشت کی جاتی ہے لیکن سرگودھا' فیصل آباد' جھنگ' ٹوبہ ٹیک سنگھ' ساہیوال' اوکاڑہ' پاکپتن' لاہور اور ملتان مکئی کے اہم پیداواری علاقے ہیں۔

صوبہ سرحد میں پشاور' مردان' چارسدہ' بنوں' اور ڈیرہ اسمٰعیل خان مکئی کی پیداوار میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

صوبہ سندھ میں نواب شاہ اور حیدرآباد کے اضلاع اہم پیداواری علاقے ہیں۔ اس کے علاوہ شمالی پہاڑی علاقے اور آزاد کشمیر میں بھی مکئی کاشت کی جاتی ہے۔

پاکستان میں مکئی کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار

قیام پاکستان کے وقت مکئی کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار محدود تھی۔ لہٰذا اس میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ 91-1990 میں پاکستان میں زیر کاشت رقبہ 8.45 لاکھ ہیکٹر اور پیداوار 11.84 لاکھ ٹن تھی۔ 2000-1999 تک زیر کاشت رقبہ 961.7 ہزار ہیکٹر اور کل پیداوار 1652 ہزار میٹرک ٹن تک جا پہنچی۔

پاکستان میں مکئی کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار 2000-1999

صوبہ/علاقہ	رقبہ ہزار ہیکٹر	پیداوار ہزار میٹرک ٹن	فی ہیکٹر پیداوار کلوگرام
پنجاب	411.4	817.2	1986
سندھ	8.6	4.6	535
سرحد	539.2	827.4	1534
بلوچستان	2.5	2.8	1120
پاکستان	961.7	1652.0	1718

ماخوذ۔ سالنامہ زرعی پیداوار 2000-1999

(2) نقد آور فصلیں
Cash Crops

پاکستان کی اہم نقد آور فصلیں کپاس' گنا اور تمباکو ہیں۔

(i) کپاس (Cotton)

کپاس خریف کی اہم فصل ہے۔ جس کی کاشت وادی سندھ میں 3000 قبل از مسیح سے کی جا رہی ہے۔ پاکستان کی زرعی معیشت میں کپاس کو اہم مقام حاصل ہے۔ اس کی برآمد سے پاکستان 60% قیمتی زرمبادلہ کماتا ہے۔ اور مجموعی قومی پیداوار کا 5% کپاس سے حاصل ہوتا ہے۔ کپاس کی فصل سے کپڑے اور بناسپتی گھی کی صنعتوں کے لیے خام مال دستیاب ہوتا ہے کپاس کے بیج (بنولے) اور کھل دودھ دینے والے جانوروں کی بہترین خوراک ہے۔

پاکستان میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ دنیا کے کپاس کے زیر کاشت رقبے کا 5% ہے۔ پاکستان دنیا کی 5% سے زائد کپاس پیدا کرتا ہے۔ اور دنیا کا آٹھواں بڑا پیداواری ملک ہے جبکہ پاکستان کے زیر کاشت رقبے کے 10% پر کپاس کی کاشت کی جاتی ہے۔

کپاس گرم اور نیم گرم علاقے کا پودا ہے اور پاکستان میں اس کی کاشت آبپاشی کی مدد سے کی جاتی ہے کپاس کی فصل کے لیے کم از کم 200 دن صاف مطلع درکار ہے پاکستان میں 95% کپاس کی فصل آبپاشی کے ذریعے کاشت کی جاتی ہے اور اس کی کاشت کے لیے اچھے نکاس والی میرا زمین موزوں رہتی ہے۔

پاکستان میں کپاس کے زیر کاشت علاقے

پاکستان میں کپاس کی کاشت زیادہ تر صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کے نہری آبپاش علاقوں میں ہوتی ہے۔ جبکہ ملکی پیداوار کی 75% پیداوار پنجاب اور باقی صوبہ سندھ سے حاصل ہوتی ہے۔ صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں زیر کاشت رقبہ اور پیداوار برائے نام ہے۔ البتہ پچھلے چند سالوں کے دوران صوبہ بلوچستان میں زیر کاشت رقبے اور پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

صوبہ پنجاب کے تقریباً تمام آبپاش علاقوں میں کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ جبکہ ملتان ڈویژن کے اضلاع وہاڑی' لودھراں' خانیوال' ملتان' پاکپتن اور ساہیوال پیداوار اور زیر کاشت رقبے میں سرفہرست ہیں۔ بہاولپور ڈویژن (بہاولپور۔ بہاولنگر اور رحیم یار خان) پیداوار میں دوسرے نمبر پر ہے۔ جبکہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن (مظفر گڑھ۔ ڈیرہ غازی اور راجن پور) کپاس کے زیر کاشت رقبے اور پیداوار میں تیسرے نمبر پر ہے۔ مندرجہ بالا اضلاع کے علاوہ فیصل آباد' جھنگ' ٹوبہ ٹیک سنگھ اوکاڑہ اور سرگودھا کے اضلاع کپاس کی پیداوار میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

صوبہ سندھ کپاس کی کاشت اور پیداوار میں دوسرے نمبر پر ہے۔ صوبہ سندھ کے نہری آبپاش علاقے کپاس کی کاشت کے لیے نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ صوبہ سندھ کے اضلاع حیدرآباد' دادو' ٹھٹھہ' بدین' سکھر' خیرپور' گھوٹکی' نواب شاہ اور نوشہرو فیروز' سانگھڑ' عمرکوٹ اور تھرپارکر کپاس کی پیداوار میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

صوبہ سرحد میں کپاس کی کاشت بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خان جبکہ بلوچستان میں نہری آبپاش اضلاع نصیر آباد' جعفر آباد اور قلات تک محدود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار

پاکستان میں زیر کاشت رقبے کے 10 تا 14 فیصد پر کپاس کاشت کی جاتی ہے 48-1947 میں پاکستان میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ 31 لاکھ ایکڑ (12.55 لاکھ ہیکٹر) اور پیداوار صرف 1.1 ملین گانٹھ (ایک گانٹھ برابر 375 پونڈ) تھی۔ 00-1999ء میں رقبہ بڑھ کر 2983.1 ہزار ہیکٹر (29.83 لاکھ ہیکٹر) ہوگیا۔ جبکہ پیداوار 11240 ہزار گانٹھ ہوئی۔

پاکستان میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار 00-1999ء

صوبہ/علاقہ	رقبہ ہزار ہیکٹر	پیداوار ہزار میٹرک ٹن	فی ہیکٹر پیداوار کلوگرام
پنجاب	2329.3	8804.0	643
سندھ	633.5	2377.4	638
سرحد	0.3	0.6	340
بلوچستان	20.0	58.0	493
پاکستان	2983.1	11240.0	641

قیام پاکستان سے اب تک کپاس کی ریکارڈ پیداوار 92-1991ء میں 12,822.2 ہزار گانٹھ حاصل ہوئی جبکہ ریکارڈ زیر کاشت رقبہ 97-1996ء میں 3,148.6 ہزار ہیکٹر تھا۔

پاکستان میں 02-2001 کے دوران زیر کاشت رقبہ 3150.6 ہزار ہیکٹر (نیا ریکارڈ) اور پیداوار 10,847.6 ہزار ہیکٹر حاصل ہوئی۔

(ii) گنا Sugar Cane

کپاس کی طرح گنا بھی خریف کی اہم نقد آور فصل ہے اور چینی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ جبکہ چینی کی صنعت کے لیے خام مال کا ذریعہ ہے پاکستان کے زیر کاشت رقبے کے 5 فیصد پر گنے کی کاشت کی جاتی ہے۔

برصغیر (وادی سندھ) میں گنے کی کاشت زمانہ قبل از مسیح سے ہورہی ہے۔ اور ماہرین کے اندازوں کے مطابق گنے کی کاشت کا آغاز وادی سندھ سے ہوا۔ گنا استوائی اور مون سون آب و ہوا (گرم مرطوب) میں خوب پرورش پاتا ہے۔ جبکہ گرم خشک علاقوں میں اس کی کاشت آبپاشی کی مدد سے کی جاتی ہے۔ پاکستان میں گنے کی فی ایکڑ پیداوار اور چینی کی فیصد مقدار دنیا کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ گنا چونکہ گرم مرطوب علاقے کی پیداوار ہے لہٰذا پاکستان میں اس کی کاشت صرف نہری آبپاشی علاقوں تک محدود ہے گنا 40 انچ سے زائد بارش والے علاقوں میں خوب نشوونما پاتا ہے۔ گنے کے لیے زمین میں وافر مقدار میں نامیاتی مادہ، چونا، فاسفورس اور پوٹاش کی مناسب مقدار کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس سے پیداوار اور چینی کی فیصد مقدار پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

پاکستان میں گنے کے زیر کاشت علاقے

پاکستان میں گنا صوبہ پنجاب، صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد کے نہری آبپاشی علاقوں میں بڑے رقبے پر کاشت کیا جاتا ہے۔ جبکہ صوبہ بلوچستان میں صرف نصیر آباد کے نہری آبپاشی علاقے میں گنے کی کاشت کی جاتی ہے۔

پاکستان میں زیر کاشت رقبے کے 5 فیصد پر گنے کی کاشت کی جاتی ہے۔ قیام پاکستان سے اب تک گنے کے زیر کاشت رقبے میں بتدریج اضافہ ہوا ہے۔ صوبہ پنجاب میں فیصل آباد ڈویژن (فیصل آباد، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ) گنے کی پیداوار میں سرفہرست ہے۔ اس کے علاوہ سرگودھا، منڈی بہاؤالدین، بھکر، میانوالی، خوشاب، قصور، اوکاڑہ، حافظ آباد، بہاولنگر، رحیم یار خان، لیہ اور مظفر گڑھ میں گنا کافی رقبے پر کاشت کیا جاتا ہے۔

صوبہ سندھ میں خیر پور، سکھر، نواب شاہ، سانگھڑ، حیدر آباد، بدین، ٹھٹھہ اور تھر پارکر کے نہری آبپاشی علاقے گنے کے اہم کاشتکاری علاقے ہیں صوبہ سرحد میں پشاور، چارسدہ، مردان اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں گنے کی کاشت کی جاتی ہے۔ جبکہ صوبہ بلوچستان میں محدود رقبے پر گنا کاشت کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں گنے کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار

قیام پاکستان (48-1947) کے وقت گنا کا زیر کاشت رقبہ 4.6 لاکھ ایکڑ (1.9 لاکھ ہیکٹر) اور پیداوار 55 لاکھ ٹن کے قریب تھی۔ جس میں بتدریج اضافہ ہورہا ہے۔ گنے کے زیر کاشت رقبے اور پیداوار پر موسمی حالات اور دوسرے زرعی عوامل بڑی حد تک اثر انداز ہوتے ہیں اس لئے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ 00-1999ء میں پاکستان میں گنے کا زیر کاشت رقبہ 1009.8 ہزار ہیکٹر اور پیداوار 46332.6 ہزار میٹرک ٹن تھی۔ پاکستان میں 99-1998ء میں گنے کی ریکارڈ پیداوار 55191.1 ہزار میٹرک ٹن حاصل ہوئی۔ اور پاکستان برآمد کے قابل ہوا۔

پاکستان میں گنے کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار 00-1999

صوبہ/علاقہ	رقبہ ہزار ہیکٹر	پیداوار ہزار میٹرک ٹن	فی ہیکٹر پیداوار ہزار کلوگرام
پنجاب	672.1	27081.3	40.3
سندھ	230.6	14290.8	62.0
سرحد	106.3	4917.1	46.0
بلوچستان	0.8	43.4	54.3
پاکستان	1009.8	46332.6	45.9

پاکستان میں 02-2001 کے دوران گنے کا زیر کاشت رقبہ 1037.6 ہزار ہیکٹر اور پیداوار 48989.2 ہزار میٹرک ٹن حاصل ہوئی۔

ماخوذ۔ سالنامہ زرعی پیداوار 2000-1999

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمباکو (ii) Tobacco

تمباکو پاکستان کی ایک اہم نقد آور فصل زرمبادلے اور سگریٹ سازی کی صنعت کے لیے خام مال کا ذریعہ ہے۔ تمباکو اگرچہ استوائی علاقے کا پودا ہے۔ لیکن اب اس کی کاشت معتدل اور سرد علاقوں تک ہو رہی ہے۔

تمباکو کا اصل وطن براعظم شمالی وجنوبی امریکہ ہے۔ یہاں سے یورپین لوگ اسے یورپ لائے اور سپین کو 1575ء تک تمباکو کی کاشت میں اجارہ داری حاصل رہی۔ برصغیر میں تمباکو کی کاشت شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں پرتگالیوں نے متعارف کروائی۔

پاکستان میں تمباکو زیادہ تر ربیع کی فصل کے طور پر کاشت (دسمبر تا فروری) کیا جاتا ہے۔ اور اپریل تا مئی اس کی فصل تیار ہو جاتی ہے۔ تمباکو کی کاشت کے لیے موسم بہار نہایت سازگار رہتا ہے۔ شدید پالا تمباکو کے لیے نقصان دہ ہے۔ تمباکو کی کاشت کے لیے 50° تا 80° فارن ہائیٹ درجہ حرارت نہایت سازگار رہتا ہے۔ اور 20 تا 30 انچ بارش اس کی کاشت کے لیے مناسب رہتی ہے۔ لیکن پاکستان میں تمباکو کی کاشت کم بارش کے باعث نہری آبپاش علاقوں تک محدود ہے۔ تمباکو کی اعلیٰ کوالٹی اور زیادہ پیداوار کے لیے زرخیز نرم مٹی جس میں پوٹاش اور نامیاتی مادے کی مقدار وافر ہو بہتر رہتی ہے۔ سیم وتھور والی زمین تمباکو کی کاشت کے لیے سازگار نہیں رہتی۔

پاکستان میں تمباکو کے زیرکاشت علاقے

پاکستان میں دو قسم کا تمباکو کاشت کیا جاتا ہے۔ دیسی تمباکو۔ پاکستان کے تمام زیر کاشت علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے جبکہ ورجینا تمباکو جو سگریٹ سازی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی کاشت چند نہری آبپاش علاقوں تک محدود ہے۔ پاکستان کے تمباکو کے زیرکاشت رقبے کے 80 فیصد پر دیسی تمباکو جبکہ 20 فیصد رقبے پر ورجینا تمباکو کاشت کیا جاتا ہے۔

صوبہ سرحد میں مردان اور پشاور کے اضلاع تمباکو کا سب سے بڑا پیداواری علاقہ ہے۔

اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں چارسدہ، صوابی، سوات، بونیر اور مانسہرہ کے اضلاع تمباکو کے اہم پیداواری علاقے ہیں۔

صوبہ پنجاب میں اٹک، وہاڑی، منڈی بہاؤالدین، ساہیوال، اوکاڑہ اور گجرات کے اضلاع ورجینا تمباکو کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ جبکہ صوبہ سندھ میں ٹھٹھہ، خیرپور، دادو، شکارپور اور صوبہ بلوچستان میں قلات اور مستونگ کے اضلاع میں تمباکو کی کاشت کی جاتی ہے۔

پاکستان میں تمباکو کا زیرکاشت رقبہ اور پیداوار

تقسیم برصغیر (1947-48) کے وقت تمباکو کا زیرکاشت رقبہ 1 لاکھ 6 ہزار ایکڑ (42 ہزار ہیکٹر) اور پیداوار 59 ہزار ٹن تھی۔ 1970-71ء میں تمباکو کا زیرکاشت رقبہ 61 ہزار ہیکٹر اور پیداوار 1 لاکھ 13 ہزار ٹن تک جا پہنچی۔ قیام پاکستان سے اب تک یہ ایک ریکارڈ پیداوار تھی۔ موسمی حالات اور مارکیٹ کی مانگ کے پیش نظر زیرکاشت رقبے اور پیداوار میں کمی بیشی ہوتی رہی۔

1999-00ء میں پاکستان میں تمباکو کا زیرکاشت رقبہ 56.4 ہزار ہیکٹر اور پیداوار 107.7 ہزار میٹرک ٹن تک جا پہنچی پاکستان میں پشاور اور مردان کے اضلاع تمباکو کا بڑا پیداواری علاقہ ہے۔ یہاں ورجینا تمباکو کا 60% زیرکاشت رقبہ اور 65 فیصد پیداوار حاصل ہوتی ہے۔

پاکستان میں تمباکو کا زیرکاشت رقبہ اور پیداوار 1999-00ء

صوبہ/علاقہ	رقبہ ہزار ہیکٹر	پیداوار ہزار میٹرک ٹن	فی ہیکٹر پیداوار کلوگرام
پنجاب	18.1	23.7	1306
سندھ	0.3	0.4	1228
سرحد	35.7	80.3	2252
بلوچستان	2.3	3.3	1397
پاکستان	56.4	107.7	1907

ماخوذ۔ سالانہ زرعی پیداوار 1999-2000

2000-01ء میں پاکستان میں تمباکو کا زیرکاشت رقبہ 45.6 ہزار ہیکٹر اور پیداوار 85.1 ہزار میٹرک ٹن تھی۔ جبکہ 2001-02ء میں تمباکو کی پیداوار 106 ہزار میٹرک ٹن حاصل ہوئی۔

مندرجہ بالا فصلوں کے علاوہ پاکستان بے شمار اقسام کی سبزیاں، پھل، تیل کے بیج اور دیگر اجناس پیدا کرتا ہے۔ پاکستان سبزیاں اور پھل بڑی مقدار میں پیدا کرتا ہے۔ اور برآمدی ملک ہے۔ آلو، پیاز، لہسن اور دیگر سبزیاں برآمد کی جاتی ہیں۔

جبکہ پھلوں میں آم، کنو، سیب، کھجور، وغیرہ بڑی مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور پاکستان ان پھلوں کو برآمد کرکے کافی مقدار میں زرمبادلہ کماتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

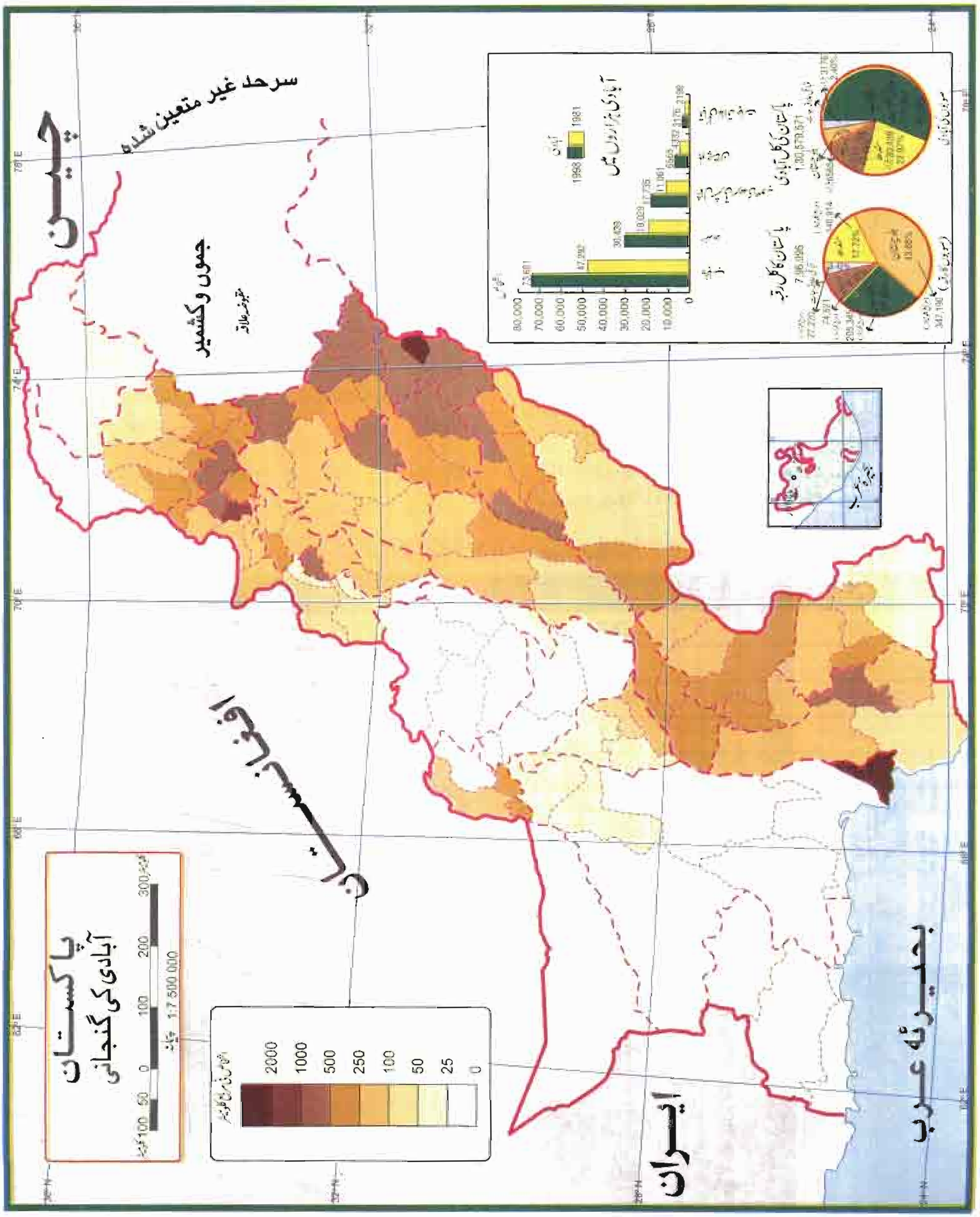

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پاکستان - آبادی کی گنجانی

(Pakistan - Density of Population)

تعارف Introduction

دنیا کے کسی بھی ملک کی آبادی اور معیشت کی منصوبہ بندی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ کیونکہ ملک کی مشینری کو چلانے کے لیے ہر عمر، جنس، قابلیت اور تجربہ کار افراد کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا کسی بھی ملک کی آبادی کے تجزیہ کے لیے کل آبادی، جنس کے لحاظ سے آبادی کا تناسب اور شرح خواندگی، آبادی کی تقسیم شہری و دیہاتی آبادی کا تناسب۔ عمر کے لحاظ سے آبادی کی تقسیم (افرادی قوت کا تناسب) اور آبادی کی گنجانی جیسی معلومات کا دستیاب ہونا بہت ضروری ہے۔

پاکستان سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں آبادی کی تقسیم اور گنجانی یکساں نہیں ہے جس کی بہت ساری طبعی، معاشی اور سماجی وجوہات ہیں دنیا کی آبادی کی تقسیم اور گنجانی کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا کے 20 فیصد رقبے پر 80% لوگ آباد ہیں اور دنیا میں ایسے علاقے بھی ہیں جہاں آبادی کی گنجانی ہزاروں افراد فی مربع میل ہے اور ایسے غیر آباد علاقے بھی ہیں یہاں میلوں تک کوئی بھی ذی روح نظر نہیں آتا۔

دراصل زمین کے طبعی خدوخال، آب و ہوا، پانی کی دستیابی، مٹی کی اقسام، نباتات کی تقسیم، معدنیات کی دستیابی۔ علاقے کا محل وقوع، زرعی سرگرمی۔ صنعتوں کا قیام، بندرگاہوں کی دستیابی اور تجارتی سہولتیں ایسے عوامل ہیں جو کسی ملک یا علاقے کی آبادی کی گنجانی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

دنیا کے دوسرے خطوں اور ممالک کی طرح مندرجہ بالا عوامل پاکستان کی آبادی کی تقسیم اور گنجانی (فی مربع میل/کلومیٹر آباد لوگوں کی تعداد = آبادی کی گنجانی کل آبادی کو کل رقبے پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوتی ہے) مساوی نہیں ہے اور آبادی کی تقسیم اور گنجانی میں بہت تفاوت پایا جاتا ہے۔

آبادی کی گنجانی

(Density of Population)

پاکستان کی آبادی میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس صدی کے آغاز (1901ء) میں کل آبادی صرف 16.65 ملین افراد تھی۔ جو 1951ء میں قیام پاکستان کے بعد پہلی مردم شماری کے وقت 33.740 ملین افراد۔ 1961ء میں 42.880 ملین افراد۔ 1972ء میں 66.309 ملین افراد۔ 1981ء میں 84.254 ملین افراد ہوگئی۔ لہٰذا اس طرح آبادی بڑھنے کی ساتھ آبادی کی گنجانی میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ 1981ء میں پاکستان کی آبادی کی گنجانی 106 افراد فی مربع کلومیٹر تھی۔ جبکہ 1998ء میں ملک کی آبادی بڑھ کر تیرہ کروڑ پانچ لاکھ اسی ہزار افراد ہوگئی اور آبادی کی گنجانی 164 افراد فی مربع کلومیٹر تک جا پہنچی۔ 2002ء کے اندازوں کے مطابق پاکستان کی آبادی 140.5 ملین افراد سے زیادہ ہو چکی ہے اور آبادی کی گنجانی 170 افراد فی مربع کلومیٹر سے بڑھ چکی ہے۔ جس میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ اس طرح دستیاب وسائل (زمین، پانی، معدنیات) پر بوجھ بڑھ رہا ہے۔ پاکستان کی آبادی کی گنجانی کا اگر علاقائی جائزہ لیا جائے تو اس میں بہت تفاوت پایا جاتا ہے۔ کراچی ملک کا گنجان ترین علاقہ ہے۔ کراچی وسطی (ضلع) میں آبادی کی گنجانی 33013.5 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جو اس کی تجارتی و صنعتی مرکزیت کی وجہ سے ہے جبکہ دوسری طرف پاکستان کے صحرائی اور کوہستانی علاقوں کی آبادی کی گنجانی صرف چند افراد فی مربع کلومیٹر ہے مثلاً چاغی۔ خاران۔ آواران (بلوچستان) کے اضلاع کی آبادی کی گنجانی صرف 4 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جس کی وجہ شدید گرم آب و ہوا، بارش کی کمیابی اور وسائل زندگی کی عدم دستیابی ہے۔ اسی طرح پنجاب، سندھ اور صوبہ سرحد کے نہری آبپاش علاقے گنجان آباد ہیں۔ جبکہ بارانی، صحرائی و کوہستانی علاقے بہت کم آباد ہیں۔

پاکستان میں اگر آبادی کی گنجانی کا صوبائی جائزہ لیا جائے تو 1998ء کی مردم شماری کے مطابق صوبہ پنجاب سب سے گنجان آباد ہے۔ جس کی آبادی کی گنجانی 359 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جو 1981ء میں صرف 230 افراد فی مربع کلومیٹر تھی۔ لاہور سب سے گنجان آباد ضلع ہے جس کی آبادی کی گنجانی 3,566 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جبکہ گوجرانوالہ (939 افراد)۔ فیصل آباد (927 افراد) سیالکوٹ (903 افراد) اور ملتان (839 افراد) دوسرے گنجان آباد اضلاع ہیں۔ پنجاب کے جنوبی اور مغربی اضلاع کم آباد ہیں۔ راجن پور پنجاب کا سب سے کم گنجان (90 افراد فی مربع کلومیٹر) ضلع ہے اور بہاولپور کی آبادی کی گنجانی 98 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ لہٰذا اس طرح یہ صوبہ پنجاب کا دوسرا کم آباد ضلع ہے۔

صوبہ سرحد پاکستان کا دوسرا گنجان آباد صوبہ ہے جس کی آبادی کی گنجانی 1998 کی مردم شماری کے مطابق 238 افراد فی مربع کلومیٹر ہے جو 1981 میں 148 افراد فی مربع کلومیٹر تھی۔ پشاور اور چارسدہ صوبے کے سب سے گنجان آباد اضلاع ہیں۔ پشاور کی آبادی کی گنجانی 1,606 افراد اور چارسدہ کی 1,026 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جبکہ اس کے برعکس چترال (21 افراد فی مربع کلومیٹر) اور کوہستان (63 افراد فی مربع کلومیٹر) کے اضلاع صوبے کے کم گنجان آباد اضلاع ہیں۔

صوبہ سندھ آبادی کی گنجانی کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ جس کی آبادی کی گنجانی 216 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جو کہ 1981ء میں 135 افراد فی مربع کلومیٹر تھی۔ جبکہ ضلع کراچی وسطی ملک اور صوبہ سندھ کا سب سے گنجان آباد علاقہ ہے۔ یہاں آبادی کی گنجانی 33,013.5 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔

جس کے بعد اضلاع کراچی مشرقی (19,755.5 افراد فی مربع کلومیٹر)۔ کراچی جنوبی (14,303.5 افراد فی مربع کلومیٹر) اور کراچی مغربی (2266.9 افراد فی مربع کلومیٹر) سب سے گنجان آباد علاقے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف جنوبی مشرقی اضلاع تھرپارکر (46.6 افراد فی مربع کلومیٹر) اور ٹھٹھہ (64.1 افراد فی مربع کلومیٹر) سب سے کم آباد اضلاع ہیں۔

صوبہ بلوچستان اگرچہ رقبے کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ جو ملک کا 44% رقبہ گھیرے ہوئے ہے لیکن مجموعی آبادی صرف 6565.89 ہزار افراد ہے۔ جو ملکی آبادی کا صرف 5 فیصد ہے۔ جس وجہ سے آبادی کی گنجانی برائے نام ہے۔ جو صرف 18.9 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جبکہ 1981ء میں آبادی کی گنجانی 12.5 افراد فی مربع کلومیٹر تھی۔ کوئٹہ صوبے کا سب سے گنجان آباد ضلع ہے جس کی آبادی کی گنجانی 286.4 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ دوسرے نمبر پر جعفر آباد (177 افراد) اور تیسرے نمبر پر نصیر آباد (112 افراد فی مربع کلومیٹر) ہے۔ جبکہ چاغی اور آواران صوبہ بلوچستان کے سب سے کم آباد اضلاع ہیں۔ جہاں آبادی کی گنجانی صرف 4 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جبکہ خاران 4.3 افراد فی مربع میٹر کے حساب سے دوسرے نمبر پر ہے کوئٹہ، نصیر آباد اور جعفر آباد کے علاوہ بلوچستان کے کسی ضلع کی آبادی کی گنجانی 100 افراد فی مربع کلومیٹر سے زیادہ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان (صوبہ۔ ڈویژن اور اضلاع) کی آبادی کی گنجانی بمطابق مردم شماری 1998

صوبہ پنجاب

شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر	شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر
☆	پنجاب	73,621,290	205,345	358.5					
1	راولپنڈی	3,363,911	286	636	2	اٹک	,274,935	6,857	186
3	جہلم	936,957	587	261	4	چکوال	,083,725	6,524	166
☆	راولپنڈی ڈویژن	6,659,528	22,254	299.3					
5	سرگودھا	2,665,979	854	455	6	بھکر	,051,456	8,153	129
7	خوشاب	905,711	,511	139	8	میانوالی	,056,620	5,840	181
☆	سرگودھا ڈویژن	5,679,766	26,358	215.5					
9	فیصل آباد	5,429,547	856	927	10	جھنگ	,834,545	8,809	322
11	ٹوبہ ٹیک سنگھ	1,621,593	252	499					
☆	فیصل آباد ڈویژن	9,885,685	17,917	551.7					
12	گوجرانوالہ	3,400,940	622	939	13	حافظ آباد	832,980	2,367	352
14	گجرات	2,048,008	192	642	15	منڈی بہاؤالدین	,160,552	2,673	434
16	سیالکوٹ	2,723,481	016	903	17	نارووال	,265,097	2,337	541
☆	گوجرانوالہ ڈویژن	11,431,058	17,207	644.3					
18	لاہور	6,318,745	772	3,566	19	قصور	,375,875	3,995	595
20	اوکاڑہ	2,232,992	377	510	21	شیخوپورہ	,321,029	5,960	557
☆	لاہور ڈویژن	14,248,641	16,104	884.8					
22	ملتان	3,116,851	720	838	23	وہاڑی	,090,416	4,364	479
24	ساہیوال	1,843,194	,201	576	25	پاکپتن	,286,680	2,724	472
26	لودھراں	1,171,800	778	422	27	خانیوال	,068,490	4,349	746
☆	ملتان ڈویژن	11,577,431	21,136	547.8					
28	ڈیرہ غازی خان	1,643,118	,922	138	29	راجن پور	,103,618	12,319	90
30	لیہ	1,120,951	,291	178	31	مظفر گڑھ	,635,903	8,249	319
☆	ڈیرہ غازی خان ڈویژن	6,503,590	38,781	167.7					
32	بہاولپور	2,433,091	,830	98	33	بہاولنگر	,061,447	8,878	232
34	رحیم یار خان	3,141,053	,880	264					
☆	بہاولپور ڈویژن	7,635,591	45,588	167.5					

شمال مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ سرحد)

شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر	شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر
☆	صوبہ سرحد	17,473,645	74,521	238.1					
1	بنوں	675,667	1,227	551	2	لکی مروت	490,025	3,164	155
☆	بنوں ڈویژن	1,165,692	4,391	265.5					
3	ڈیرہ اسمٰعیل خان	852,995	7,326	116	4	ٹانک	238,216	1,679	142
☆	ڈیرہ اسمٰعیل خان ڈویژن	1,091,211	9,005	121.2					
5	ایبٹ آباد	880,666	1,967	448	6	بٹ گرام	307,278	1,301	236
7	ہری پور	692,228	1,725	401	8	کوہستان	472,570	7,492	63
9	مانسہرہ	1,152,839	4,579	252					
☆	ہزارہ ڈویژن	3,505,691	17,064	205.4					

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر	شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر
10	بنوں	314,529	1,097	287	11	کرک	430,796	3,372	128
12	کوہاٹ	562,644	2,545	221					
☆	کوہاٹ ڈویژن	1,307,909	7,014	186.5					
13	بونیر	506,048	1,865	271	14	چترال	318,689	14,850	22
15	اپر دیر (بالائی دیر)	575,858	3,699	156	16	لوئر دیر (زیریں دیر)	717,649	1,586	454
17	مالاکنڈ	452,291	952	475	18	شانگلہ	434,563	1,586	274
19	سوات	1,257,602	5,337	236					
☆	مالاکنڈ ڈویژن	4,262,700	29,871	142.7					
20	مردان	1,460,100	1 632	895	21	صوابی	1,026,804	1,543	665
☆	مردان ڈویژن	486,904	3,175	78.3					
22	چارسدہ	1,022,364	996	1,027	23	نوشہرہ	874,373	1,748	500
24	پشاور	2,019.118	1,257	1,606					
☆	پشاور ڈویژن	3,916,856	4,001	978.7					

قبائلی علاقہ جات زیر انتظام وفاقی حکومت (فاٹا)

شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر	شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر
☆	قبائلی علاقہ جات (فاٹا)	3,176,331	27,220	116.7					
1	باجوڑ ایجنسی	595,227	1,290	461.4	2	خیبر ایجنسی	546,730	2,576	212.2
3	کرم ایجنسی	448.310	3,380	132.6	4	مہمند ایجنسی	334,453	2,296	145.7
5	شمالی وزیرستان ایجنسی	361,246	4,707	76.7	6	جنوبی وزیرستان ایجنسی	429,841	6,620	64.9
7	اورکزئی ایجنسی	225,441	1,538	146.6	8	قبائلی علاقہ متصل لکی مروت	6,987	132	52.9
9	قبائلی علاقہ متصل بنوں	19 593	745	26.3	10	〃 〃 ڈیرہ اسمٰعیل خان	38,990	2,008	19.4
11	قبائلی علاقہ متصل کوہاٹ	88,456	446	198.3	12	قبائلی علاقہ متصل پشاور	53,841	261	206.3
3	قبائلی علاقہ متصل ٹانک	27,216	1,221	22.3					

صوبہ سندھ

شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر	شمار	اضلاع	آبادی	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر
☆	صوبہ سندھ	30,439,893	140,914	216					
1	بدین	1,136,044	6,726	170	2	دادو	1,688,811	19,070	89
3	حیدرآباد	2,891,488	5,519	524	4	ٹھٹھہ	1,113,194	17,355	64
☆	حیدرآباد ڈویژن	6,829,537	48,670	140					
5	کراچی وسطی	2,277,931	69	33,014	6	کراچی شرقی	2,746,014	139	19,756
7	کراچی جنوبی	1,745,038	122	14,304	8	کراچی غربی	2,105,923	929	2,267
9	ملیر	981,412	2,268	433					
☆	کراچی ڈویژن	9,856,381	3,527	2,795					
10	جیکب آباد	1,425,572	5,278	270	11	لاڑکانہ	1,927,066	7,423	260
12	شکارپور	880,438	2,512	351					
☆	لاڑکانہ ڈویژن	4,233,078	15,213	278					
13	میرپورخاص	905,935	2,925	310	14	سانگھڑ	1,453,028	10,728	135
15	تھرپارکر	914,291	19,638	47	16	عمرکوٹ	633,095	5,608	118
☆	میرپورخاص ڈویژن	3,956,349	38,899	161					

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر	رقبہ/مربع کلومیٹر	آبادی	اضلاع	شمار	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر	رقبہ/مربع کلومیٹر	آبادی	اضلاع	شمار
97	15,910	1,546,587	خیر پور	18	160	6,083	970,549	گھوٹکی	17
238	4,502	1,071,533	نواب شاہ	20	369	2,945	1,087,571	نوشہرو فیروز	19
					176	5,165	908,373	سکھر	21
					161	34,606	5,584,613	[illegible]	☆

صوبہ بلوچستان

آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر	رقبہ/مربع کلومیٹر	آبادی	اضلاع	شمار	آبادی کی گنجانی افراد فی مربع کلومیٹر	رقبہ/مربع کلومیٹر	آبادی	اضلاع	شمار
					18.9	3,47,190	6,565,885	صوبہ بلوچستان	☆
36	6,622	237,834	قلات	2	4	29,510	118,173	آواران	1
12	35,380	417,466	خضدار	4	4.3	48,051	206,909	خاران	3
28	5,896	164,645	مستونگ	6	21	15,153	312,295	لسبیلہ	5
					10.4	140,612	1,457,722	[illegible]	☆
18	22,539	413,204	کیچ	8	15	12,637	185,498	گوادر	7
					14	16,891	234,051	پنجگور	9
					16	52,067	832,753	[illegible]	☆
177	2,445	432,817	جعفر آباد	11	38	7,499	288,056	بولان	10
73	3,387	245,894	نصیر آباد	13	30	3,615	109,941	جھل مگسی	12
					64	16,846	1,076,708	[illegible]	☆
4	50,545	202,564	چاغی	15	112	3,293	370,269	قلعہ عبداللہ	14
286	2,653	759,941	کوئٹہ	17	47	7,819	367,183	پشین	16
					20.4	64,310	1,088,967	[illegible]	☆
13	7,610	99,846	کوہلو	19	18	10,160	181,310	ڈیرہ بگٹی	18
22	1,489	33,340	زیارت	21	23	7,796	180,398	سبی	20
					18	27,055	494,894	[illegible]	☆
28	6,831	193,553	قلعہ سیف اللہ	23	30	3;514	103,545	بارکھان	22
23	5,728	134,056	موسیٰ خیل	25	30	9,830	297,555	لورالائی	24
					14	20,297	275.142	ژوب	26
					22	45,200	1,003,651	[illegible]	☆
					888.8	906	805,235	[illegible]	☆
					166.3	7,96,096	132,352,279	پاکستان	☆

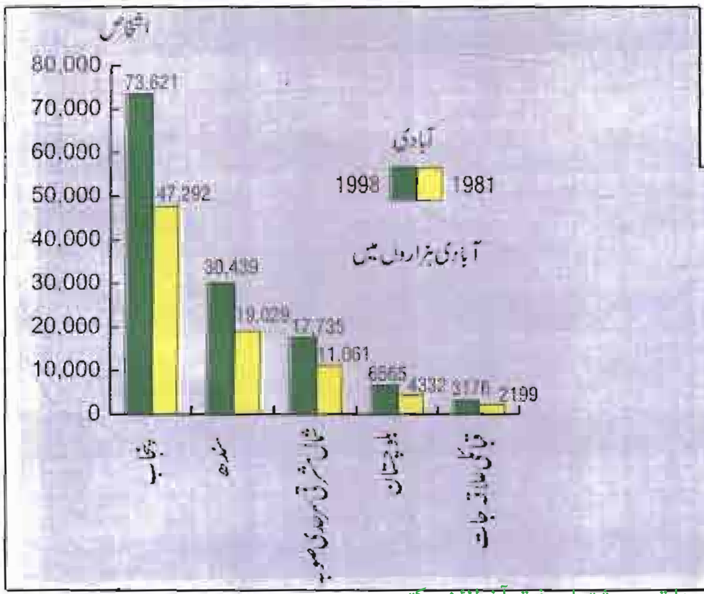

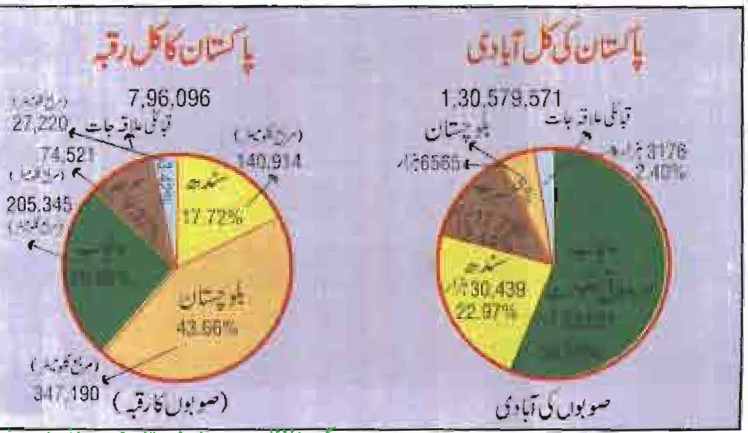

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

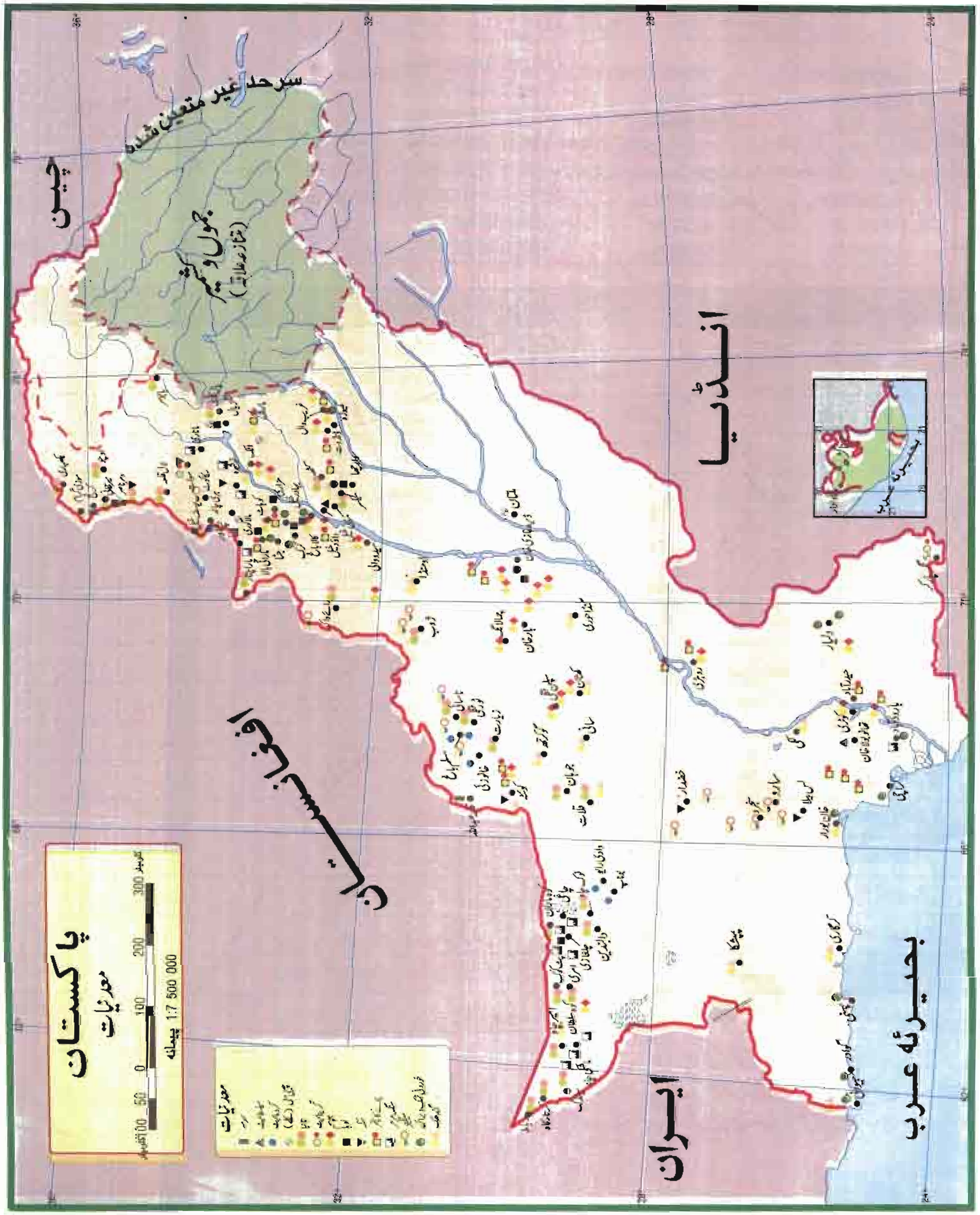

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی بنیادی معدنیات
(Pakistan's Basic Minerals)

تعارف (Introduction)

پاکستان میں کافی بڑی مقدار میں غیر دھاتی معدنیات دستیاب ہیں۔ جن میں چٹانی نمک (خوردنی نمک) چونے کا پتھر اور جپسم کے ذخائر کافی بڑی مقدار میں دستیاب ہیں۔ ان کے علاوہ برائیٹ' سوپ سٹون' فلورائڈ' سنگِ مرمر' چینی مٹی اور شیشہ ریت بڑی مقدار میں پائی جاتی ہیں۔

جبکہ دھاتی معدنیات میں لوہا' کرومائیٹ' تانبا' بکسائیٹ' مینگنیز اور کئی دوسری معدنیات بلوچستان میں Axil Belt اور Eruptive zone میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ قیمتی معدنیات میں زمرد۔ یاقوت' پکھراج اور Aquamarine بھی پاکستان میں صوبہ سرحد' آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات میں دستیاب ہیں۔

بنیادی معدنیات کے محفوظ ذخائر اور پیداواری علاقے 2000-2001

نمبر	نام دھات	پیداواری علاقے	محفوظ ذخائر	پیداوار
1	خام لوہا	چلغازی۔ چترال۔ راس کوہ۔ کوہاٹ۔ کالاباغ۔ چنیوٹ۔ کوہ پاچن۔ ڈوبل نسار۔ لنگریال (ہری پور ہزارہ)۔ گالدینان۔ مزاری تنگ۔ ماری بیلا	430 ملین میٹرک ٹن	45,980 میٹرک ٹن
2	سرمہ	کارنجی۔ قلعہ عبداللہ۔ تھل۔ کرنج۔ شیخکران	——	——
3	سنگ مرمر	مردان۔ خیبر ایجنسی۔ سوات۔ نوشہرہ۔ بلوچستان۔ کراچی (سندھ)	بہت بڑی مقدار	579 ہزار میٹرک ٹن
4	چینی مٹی	پشاور۔ سرگودھا۔ ملتان۔ راولپنڈی۔ ہزارہ۔ نگرپارکر	4.9 ملین میٹرک ٹن	63 ہزار میٹرک ٹن
5	کرومائیٹ	راس کوہ۔ مسلم باغ۔ ژوب۔ لسبیلہ۔ وزیرستان۔ مالاکنڈ۔ وڈ	بڑی مقدار میں	26 ہزار ٹن
6	ڈولومائیٹ	جھمپیر۔ شیخران کی پہاڑیاں۔ راولپنڈی۔ سرگودھا۔ میانوالی۔ ڈی۔ آئی خان	بہت بڑی مقدار	247,883 میٹرک ٹن
7	جپسم	حیدرآباد۔ ڈیرہ غازی خان۔ سیدووالی۔ کوہاٹ۔ کوئٹہ سبی۔ تنگی۔ میانوالی۔ دادو۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ سانگھڑ۔ بہاولپور	350 ملین میٹرک ٹن	355 ہزار میٹرک ٹن
8	گندھک	چاغی (کوہ سلطان)۔ سنائی (کچھی)۔ پشاور۔ قلات۔ کراچی۔ چترال۔ حیدرآباد	0.8 ملین میٹرک ٹن	22,812 میٹرک ٹن
9	چونے کا پتھر	داؤد خیل۔ خوشاب۔ ڈنڈوت۔ واہ۔ روہڑی۔ حیدرآباد۔ کراچی۔ ڈی۔ جی۔ خان	بہت بڑی مقدار	9,589 ہزار میٹرک ٹن
10	برائیٹ	خضدار۔ ژوب۔ لسبیلہ۔ کوہالہ۔ شیخران کی پہاڑیاں۔ تالار	5 ملین ٹن	28 ہزار میٹرک ٹن
11	سوپ سٹون	خضدار۔ ژوب۔ لسبیلہ۔ کوہالہ۔ شیخران کی پہاڑیاں۔ تالار	0.6 ملین ٹن	48 ہزار میٹرک ٹن
12	شیشہ ریت	ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ پشاور۔ خوشاب۔ نوشہرہ۔ حیدرآباد	بہت بڑے ذخائر	167 ہزار میٹرک ٹن
13	چٹانی نمک	کھیوڑہ (کوہستان نمک) کوہاٹ۔ کرک۔ میانوالی۔ بہادر خیل	100 ملین ٹن	1,358 ہزار ٹن
14	بکسائیٹ	نیازپور۔ جہلم۔ دمان۔ مظفرگڑھ	74 ملین ٹن	48,237 ٹن
15	مینگنیز	گالدینان۔ سارو۔ حاجی محمد خان۔ جہلم۔ لسبیلہ	——	4,513 ٹن
16	تانبا	سینڈک۔ کوہ مرانی (چاغی)۔ پشین۔ سبی۔ قلات۔ ژوب۔ وزیرستان	بہت بڑے ذخائر	——
17	ایسبسٹاس	چترال۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ مالاکنڈ۔ چارباغ۔ ژوب۔ تنگی	بڑی مقدار	——

مندرجہ بالا معدنیات کے علاوہ پاکستان میں چاندی (سینڈک)۔ جست (مکی چاہ) ٹنگسٹن (اوگی)۔ میگنیسائیٹ (قلات ایبٹ آباد۔ شاہ کوٹ۔ سپنکان۔ خمبار۔ ژوب مسلم باغ) سونا (گلگت۔ کرک۔ مردان۔ چترال۔ سرگودھا)

آرسینک (لنڈکو۔ چترال۔ گلگت) پوٹاش (کھیوڑہ۔ نورپور۔ وارچھا) فاسفیٹ (ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ کراچی۔ ملتان۔ پشاور۔ کوئٹہ۔ دیر) گریفائیٹ (گلگت۔ چترال۔ ہزارہ۔ خیبر ایجنسی۔ شیخ واصل)۔ وغیرہ کافی بڑی مقدار میں دستیاب ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

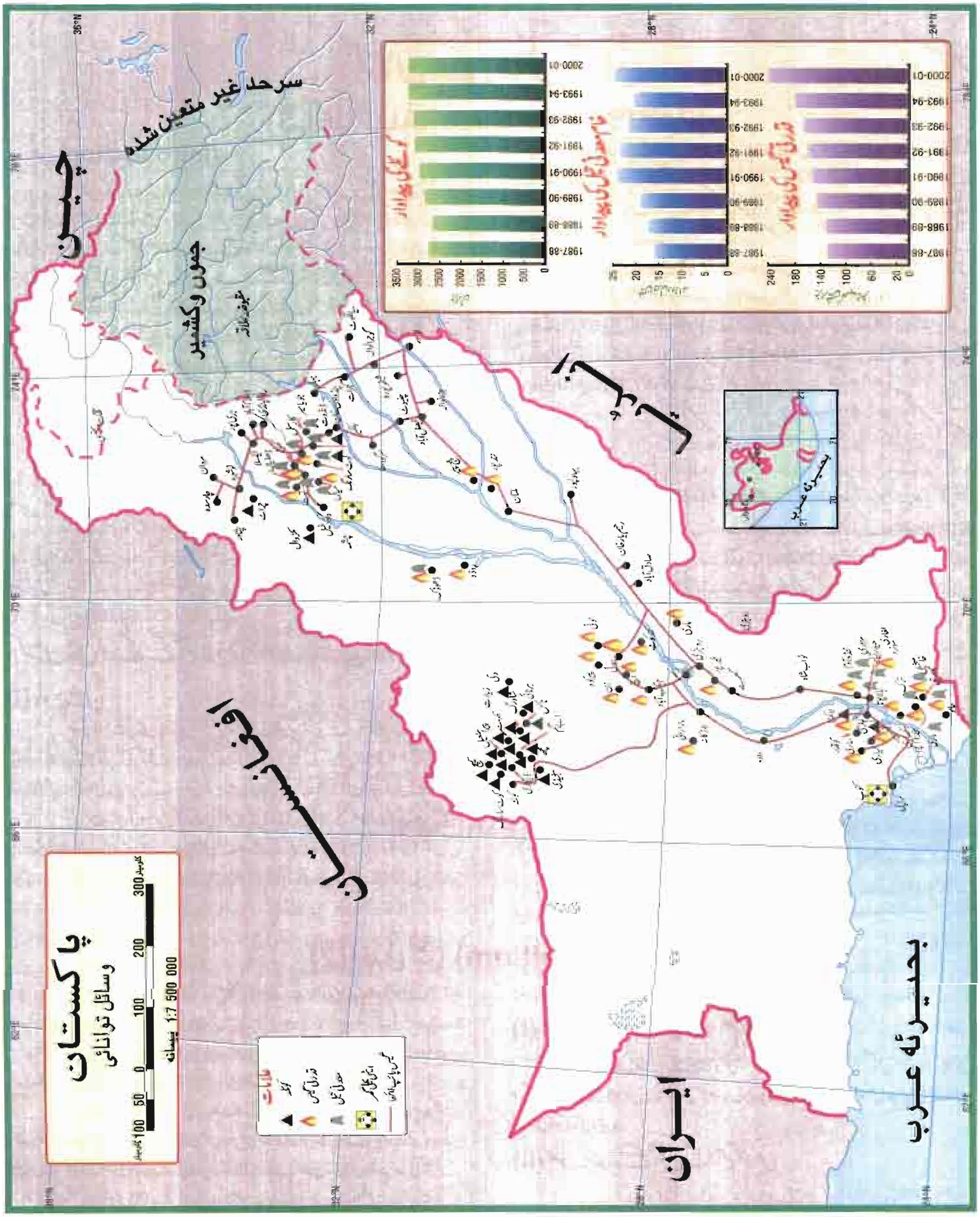

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے وسائل توانائی
(PAKISTAN's MINERAL FUELS)

تعارف (Introduction)

موجودہ صنعتی دور میں معدنی وسائل خاص طور پر وسائل توانائی کو صنعتی و معاشی ترقی میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ وسائل توانائی کی وافر دستیابی ملکی معاشی ترقی و استحکام کا موجب بنتی ہے۔ وسائل توانائی ایک طرف صنعتی مصنوعات کے لیے خام مال فراہم کرتے ہیں تو دوسری طرف قدرتی گیس، کوئلہ، معدنی تیل اور بجلی صنعتوں کا پہیہ رواں رکھنے کے لیے توانائی فراہم کرتی ہیں۔

دنیا کے دوسرے ترقی پذیر ممالک کی نسبت پاکستان وسائل توانائی کے لحاظ سے ایک خوش قسمت ملک ہے۔ اور مختلف ارضیاتی سروے یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ پاکستان میں وسائل توانائی کی دستیابی کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ پوٹھوہار اور کوہستان نمک کا علاقہ قدرتی گیس، معدنی تیل اور کوئلے جبکہ زیریں سندھ کا علاقہ کوئلے، معدنی تیل اور قدرتی گیس کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔

سر دست دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں پاکستان توانائی کے وسائل کے لحاظ سے ایک پسماندہ ملک ہے۔ اور اس شعبے کی تیز رفتار ترقی کی اشد ضرورت ہے پاکستان کو قدرت نے توانائی کے بے شمار وسائل سے نوازا ہے لیکن ملکی سیاسی و معاشی حالات اور ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے توانائی کے وسائل کی ترقی کے لیے بھرپور کوشش نہیں کی گئی۔

پاکستان میں کوئلے، پن بجلی، تھرمل بجلی، معدنی تیل، قدرتی گیس اور جوہری توانائی کو خصوصی مقام حاصل ہے 01-2000ء کے دوران معدنی تیل (Crude oil) کی روزانہ پیداوار 57,064 بیرل روزانہ تک پہنچ چکی ہے۔ قدرتی گیس کی روزانہ پیداوار 2,217 ملین مکعب فٹ روزانہ تک ہے جبکہ کوئلے کی پیداوار 31,64,000 میٹرک ٹن سالانہ ہے۔ اسی طرح بجلی کی پیداواری صلاحیت 17,772 میگاواٹ ہے۔

(1) کوئلہ (Coal)

پاکستان کے کوئلے کے محفوظ ذخائر کا اندازہ 185 بلین ٹن لگایا گیا ہے۔ جبکہ 1992 میں جیولوجیکل سروے آف پاکستان کی لاکھڑا (سندھ) کی دریافت سب سے بڑی تھی لیکن اب تھر کے کوئلے کے محفوظ ذخائر کا اندازہ 175 بلین ٹن ہے جو ملکی کوئلے کے ذخائر کا 94.6 فیصد ہے۔ اس وقت کوئلے کی پیداوار کا 91% اینٹیں پکانے کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ صرف 9% کوئلہ تھرمل بجلی پیدا کرنے کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ اس وقت (01-2000) پاکستان کی کوئلے کی سالانہ پیداوار 31,64,000 میٹرک ٹن ہے۔

پاکستان میں کوئلے کے محفوظ ذخائر اور سالانہ پیداوار

(i) بلوچستان

صوبہ بلوچستان میں پاکستان منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے زیر انتظام شاہ رگ۔ سار رنج اور ڈیگاری کی کانوں سے کوئلہ نکالا جا رہا ہے۔ 01-2000 کے دوران 71,657 میٹرک ٹن کوئلہ نکالا گیا۔ جبکہ اسی مالی سال کے دوران بلوچستان کی کانوں سے 1.1 ملین ٹن کوئلہ نجی شعبے کی مدد سے نکالا گیا صوبہ بلوچستان کی دوسری کوئلے کی اہم کانیں سنجیدی، مچھ، ہرنائی، کھوسٹ، ذکی، پیر اسمٰعیل زیارت، ناسائی اور زردالو میں ہیں۔ بلوچستان کے کوئلے کے محفوظ ذخائر کا اندازہ 194 ملین ٹن لگایا گیا ہے جبکہ تصدیق شدہ محفوظ ذخائر صرف 52.5 ملین میٹرک ٹن ہیں۔

(ii) سندھ

صوبہ سندھ میں کوئلہ نکالنے کا کام پاکستان منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اور لاکھڑا کول ڈویلپمنٹ کمپنی کے ذمے ہے۔ لیکن اب حکومت چین کے تعاون سے سندھ کے وسیع ذخائر کو ترقی دینے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ 01-2000 کے دوران 339,069 میٹرک ٹن کوئلہ سرکاری شعبے اور 0.2 ملین ٹن نجی شعبے کی مدد سے نکالا گیا۔ سندھ میں تھر، لاکھڑا اور جھمپیر کی کوئلے کی کانیں اہم ہیں۔

(iii) پنجاب

صوبہ پنجاب میں ڈنڈوت، پڈھراڑ اور پیل کی کوئلے کی کانوں سے پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے 01-2000 کے دوران 51,943 میٹرک ٹن کوئلہ نکالا۔ جبکہ اسی عرصہ کے دوران نجی شعبے نے 0.2 ملین ٹن (2 لاکھ ٹن) کوئلہ نکالا۔ پنجاب میں کوہستان نمک میں مکڑوال کی کوئلے کی کانیں سب سے بڑی ہیں۔

(iv) سرحد

صوبہ سرحد میں چراٹ، گلہ خیل اور ہنگو کوئلے کی اہم کانیں ہیں۔ لیکن سر دست صرف ہنگو سے کوئلہ نکالا جا رہا ہے۔ لہٰذا 01-2000 کے دوران سرحد سے 22,665 میٹرک ٹن کوئلہ نکالا گیا۔ صوبہ کے کوئلے کے ذخائر کا اندازہ 81 ملین ٹن لگایا گیا ہے جبکہ تصدیق شدہ کوئلے کے ذخائر صرف 1 ملین ٹن ہیں۔ صوبہ سرحد سے نجی شعبے کی مدد سے 01-2000 کے دوران 6,968 میٹرک ٹن کوئلہ نکالا گیا۔

(2) معدنی تیل (Petroleum)

اس وقت معدنی تیل توانائی کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور توانائی کی 47.7 فیصد ضروریات معدنی تیل سے پوری کی جا رہی ہیں۔ سر دست پاکستان معدنی تیل کی ضروریات کا صرف ایک تہائی ملکی پیداوار سے پورا کر رہا ہے۔ جبکہ دو تہائی کے قریب معدنی تیل کی ضروریات درآمدی تیل سے پوری کی جا رہی ہیں۔ جس پر کثیر زرمبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

پاکستان میں معدنی تیل کی دریافت کا آغاز 1868ء میں ہوا اور سب سے پہلا کنواں کنڈل (میانوالی) میں کھودا گیا۔ پاکستان میں زیریں سندھ اور کوہستان نمک و پوٹھوہار اور کوہستان سلیمان کا دامنی علاقہ معدنی تیل کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان میں اس وقت معدنی تیل کے دریافت شدہ تیل کے کنویں 90 کے قریب ہیں۔ جو صوبہ پنجاب اور سندھ میں واقع ہیں۔ جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) صوبہ پنجاب کے تیل کے اہم کنویں

بھل سیداں، چک نورنگ، چندا، ڈھنی، ڈھوڈک، فمکسیر، کیل، مسکو ال، راجن، صدکل، توت، بنگالی، دھرنال، رتنا، بلکسیر، ڈھلیاں، جویا میر، کھوڑ، میال۔ منوال، پیر یوالی، پنڈوری، ترکوال اور آدھی وغیرہ۔

(ii) صوبہ سندھ کے تیل کے اہم کنویں

زم زماں، دارو، لاشارک، لاشاری، مسان، پاساکی، قادرپور، سونو، ٹنڈو عالم، تھورا، تھورا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرق، کندکوٹ، سوئی، بگی، ماری، بھٹی شالی، بخاری، دھابی، دھابی جنوبی و شمالی چنگر، ڈگلا رچی، بالا پوتا، جو یو جاگیر، جنا تھس، جلال، جھاتو، خاصخیلی، کھوردواہ، کولی لغاری، لیاری، ماہی، مکھپو، مخدوم پور، ماتلی، مزاری، موبان، میاں اسمٰعیل، ناری، شالی اکھری، پنارو، پیر بذدار، راجو ساکھی، تاجیڈی، ترک، رند، ٹنڈو اللہ یار، سونرو اور زارو وغیرہ۔

یکم اپریل 2001 کے اندازوں کے مطابق پاکستان کے تیل کے محفوظ ذخائر (Recoverable Reserves of Crude Oil) 283 ملین بیرل ہیں۔ جبکہ 2000-01 کے دوران معدنی تیل کی اوسط روزانہ پیداوار 56,141 بیرل تھی۔ اس روزانہ پیداوار کا 35.7 فیصد (20,373 بیرل) پوٹھوہار کے خطے اور 64.3 فیصد (36,691 بیرل روزانہ) زیریں سندھ کے خطے سے حاصل ہوا۔

سردست پاکستان میں معدنی تیل صاف کرنے کے 4 کارخانے کام کر رہے ہیں۔ جو اٹک ریفائنری، نیشنل ریفائنری، پاکستان ریفائنری اور پاک عرب ریفائنری کے نام سے موسوم ہیں۔ جبکہ پانچویں ریفائنری بحیرہ عرب کے ساحل کے ساتھ زیر تعمیر ہے۔ معدنی تیل کا استعمال بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ معدنی تیل کی مجموعی کھپت کا 48 فیصد کے قریب ٹرانسپورٹ کے شعبے اور 30 فیصد کے قریب تھرمل بجلی پیدا کرنے میں استعمال ہو رہا ہے۔

(3) قدرتی گیس (Natural Gas)

پاکستان میں بڑے پیمانے پر قدرتی گیس کی دریافت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے۔ قدرتی گیس توانائی کا نہایت ارزاں اور صاف ستھرا ذریعہ ہے قدرتی گیس بہت ساری صنعتوں میں خام مال کے طور پر (کھاد، رے آن، پلاسٹک اور دیگر کیمیکل کی صنعتیں) استعمال کی جارہی ہے۔

قدرتی گیس اور معدنی تیل کے ذخائر عموماً ایک جگہ پائے جاتے ہیں۔ اس لیے پہلے قدرتی گیس اور پھر معدنی تیل نکالا جاتا ہے قدرتی گیس کے ذخائر علیحدہ بھی پائے جاتے ہیں۔ قدرتی گیس کے دریافت شدہ ذخائر کی تعداد 75 سے زائد ہے۔ پاکستان میں 1952 میں قدرتی گیس کا ایک بڑا ذخیرہ سوئی کے مقام (بلوچستان) میں دریافت ہوا۔ قدرتی گیس کے زیادہ ذخائر زیریں سندھ میں معدنی تیل کے خطے میں دریافت ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ سطح مرتفع پوٹھوہار اور کوہستان نمک کے علاقے سے بھی قدرتی گیس کے ذخیرے دریافت ہوئے ہیں۔ اب تک کے دریافت شدہ ذخائر میں سے سوئی، ماری اور قادر پور کے قدرتی گیس کے ذخائر سب سے بڑے ہیں۔ حال ہی میں قادر پور (خیر پور، سندھ) کے دریافت شدہ ذخائر سے بڑے پیمانے پر پیداوار شروع ہو چکی ہے۔

یکم اپریل 2001ء کے اندازوں کے مطابق پاکستان میں قابل استعمال قدرتی گیس کے ذخائر (Recoverable Reserves of Natural Gas) 25 ٹرلین مکعب فٹ ہیں پاکستان میں قدرتی گیس کا 40 فیصد حصہ تھرمل بجلی پیدا کرنے 25% مصنوعی کھاد کی تیاری 18% سے زائد صنعتی شعبے اور 17% سے کچھ زائد گھریلو استعمال اور باقی کاروباری شعبے اور سیمنٹ سازی کی صنعت میں استعمال ہوتا ہے۔

قدرتی گیس کی 2000-01 کے دوران اوسط روزانہ پیداوار 2,371 ملین مکعب میٹر تھی۔ اب تک پاکستان کے 774 چھوٹے بڑے شہروں کو گیس فراہم کی جارہی ہے جس سے 4,871 صنعتی صارفین 60,903 کاروباری صارفین اور 3,303,878 سے زائد گھریلو صارفین استفادہ کر رہے ہیں اس کے علاوہ دور دراز کے صارفین تک مائع قدرتی گیس پہنچائی جارہی ہے۔ اس وقت 90 ٹن سے زائد مائع قدرتی گیس روزانہ تیار کی جارہی ہے۔ حال ہی میں کمپرسڈ قدرتی گیس (Compressed Natural Gas) یا سی این جی (CNG) کا استعمال موٹر گاڑیوں کو چلانے کے لیے شروع کیا گیا ہے۔ جو بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے اور اب تک سی این جی کے سٹیشن قائم کرنے کے 700 سے زائد لائسنس جاری کیے گئے ہیں۔ اور اب تک 165 سے زائد سٹیشن کام کر رہے ہیں جبکہ 300 سے زائد سٹیشن نجی شعبے کے تعاون سے تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں اور 3 لاکھ سے زائد کاریں اور کاروباری گاڑیاں گیس سے چلائی جارہی ہیں۔ اور اب کئی کاریں بنانے والے کارخانوں سے سی این جی کی سہولت کے ساتھ گاڑیاں مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔

قدرت نے پاکستان کو قدرتی گیس کے بہت بڑے ذخائر سے نوازا ہے۔ ماہرین کے اندازوں کے مطابق پاکستان کے محفوظ ذخائر کا اندازہ 200 ٹرلین مکعب فٹ ہے جس کا ابھی تک صرف 15 فیصد دریافت ہوا ہے۔

(4) بجلی (Electricity)

بجلی توانائی کے حصول کا بڑا صاف ستھرا اور مقبول ذریعہ ہے۔ جس سے صنعتی، کاروباری اور گھریلو ضروریات پوری کی جارہی ہیں۔ بجلی سے 14.7 فیصد سے زائد ملکی توانائی کی ضروریات پوری کی جارہی ہیں۔

اس وقت ملک میں واپڈا (واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی)، کے ای ایس سی (کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن)، کنوپ (کراچی نیوکلر پاور پلانٹ) اور چشمہ نیوکلر پاور پلانٹ چار بڑے ادارے سرکاری شعبے میں بجلی پیدا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ چند ملکی اور غیر ملکی ادارے بجلی پیدا کر کے واپڈا اور کے ای ایس سی کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں۔ بجلی پیدا کرنے والے پرائیویٹ شعبے کو آئی پی پی (انڈیپینڈنٹ پاور پروڈیوسرز) کا نام دیا گیا ہے۔ آئی پی پی شعبے کی بجلی کی پیداواری صلاحیت 5,417 میگاواٹ (2000-01) ہے۔ اس طرح یہ ادارہ ملکی ضروریات کی 30.5% ضروریات پوری کر رہا ہے۔ اس وقت (2000-01) پاکستان کی بجلی کی پیداواری صلاحیت 17,772 میگاواٹ ہے۔ واپڈا کی بجلی کی پیداواری صلاحیت 9,884 میگاواٹ ہے۔ اس طرح واپڈا ملکی ضروریات کی 55.6% بجلی فراہم کر رہا ہے جس میں سے 4,963 میگاواٹ (50.2%) پن بجلی اور 4,921 میگاواٹ (49.8%) تھرمل بجلی کی پیداوار ہے۔ جوہری توانائی کی پیداواری صلاحیت 462 میگاواٹ (2.6%) ہے۔ جبکہ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن اور دوسرے ادارے 2,009 میگاواٹ (11.3%) بجلی فراہم کر رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی بجلی کی پیداواری صلاحیت (2000-01)

	(واپڈا۔ کے ای ایس سی۔ جوہری توانائی۔ پرائیویٹ ادارے)	پیداواری صلاحیت (میگاواٹ)
(i)	واپڈا۔ (پن بجلی)	5,009
(ii)	واپڈا۔ (تھرمل)	4,921
(1)	واپڈا مجموعی پیداوار i+ii	9,930
(2)	پرائیویٹ ادارے۔(i+ii)	5,670
(i)	پرائیویٹ ادارے (واپڈا ترسیل)	5,417
(ii)	پرائیویٹ ادارے (کے۔ ای۔ ایس۔ سی ترسیل)	253
(3)	کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن	1,756
(4)	جوہری توانائی (i+ii)	462
(i)	کنوپ (کراچی نیوکلر پاور پلانٹ)	137
(ii)	چاسنوپ (چشمہ نیوکلر پاور پلانٹ)	325
	پاکستان کی بجلی کی کل پیداواری صلاحیت۔ 4+3+2+1 = 462+1756+5670+9,930	17,818 میگاواٹ

مندرجہ بالا بجلی کی پیداواری صلاحیت کے علاوہ 23 مزید پن بجلی کے منصوبے بنائے گئے ہیں۔ جن میں سے چند پر کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ ان منصوبوں کی پیداواری صلاحیت 7,083 میگاواٹ ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ سندھ میں تھر کے کوئلے کے ذخائر سے 1000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا منصوبہ چین کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اور پرائیویٹ ادارے بھی مزید بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں پر کام کر رہے ہیں۔

بجلی کی ترسیل کا کام

مارچ 2000 تک بجلی کی ترسیلی لائنز کی کل لمبائی 43,483 سرکٹ کلومیٹر تھی۔ جس میں سے 4,145 کلومیٹر 500 کلوواٹ۔ 6,006 کلومیٹر 200 کلوواٹ 26,045 کلومیٹر 131 کلوواٹ۔ 7,344 کلومیٹر 66 کلوواٹ کی ترسیلی لائنز تھیں۔ جس میں مزید توسیع کا کام جاری ہے۔

دیہاتی علاقوں تک بجلی کی ترسیل کا کام

اس وقت بجلی کی مجموعی پیداوار میں سے 46.4 فیصد گھریلو استعمال' 26.3 فیصد صنعتی استعمال' 11 فیصد زرعی شعبے جبکہ 11.3 فیصد دیگر شعبوں کو مہیا کی جا رہی ہے۔

2000-01 تک بجلی کے صارفین کی تعداد 12 ملین سے تجاوز کر چکی ہے۔ چونکہ پاکستان کی 67% سے زائد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ لہٰذا دیہی ترقی کے پیشِ نظر دیہاتی علاقوں تک بجلی بڑی تیزی سے پہنچائی جا رہی ہے چنانچہ مارچ 2001 تک 69,207 دیہات کو بجلی فراہم کی جا چکی ہے۔

بجلی کے مندرجہ بالا روایتی ذرائع کے علاوہ حکومت پاکستان توانائی کے غیر روایتی ذرائع کو ترقی دینے کے لیے کوشاں ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے پیشِ نظر بائیو گیس' شمسی توانائی اور ساحلی علاقے میں ہوائی توانائی کے ذرائع کو ترقی دینے کے پروگرامز پر عمل درآمد جاری ہے۔

پاکستان کی بجلی کی پیداواری صلاحیت (2000-01)

(واپڈا۔ کے ای ایس سی۔ جوہری توانائی۔ پرائیویٹ ادارے) — پیداواری صلاحیت (میگاواٹ)

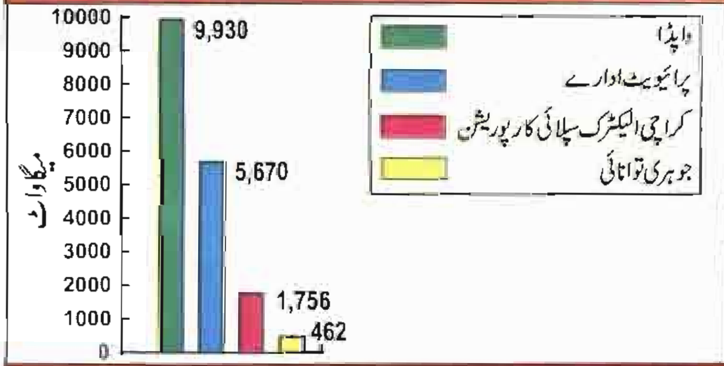

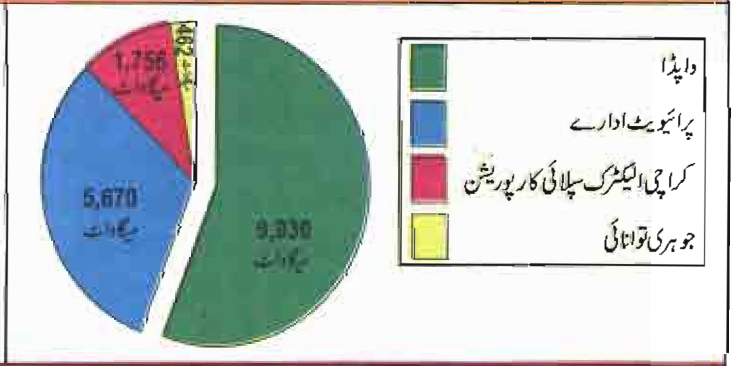

پاکستان کی بجلی کی کل پیداواری صلاحیت۔ 4+3+2+1 = 462+1756+5670+9,930 — 17,818 میگاواٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

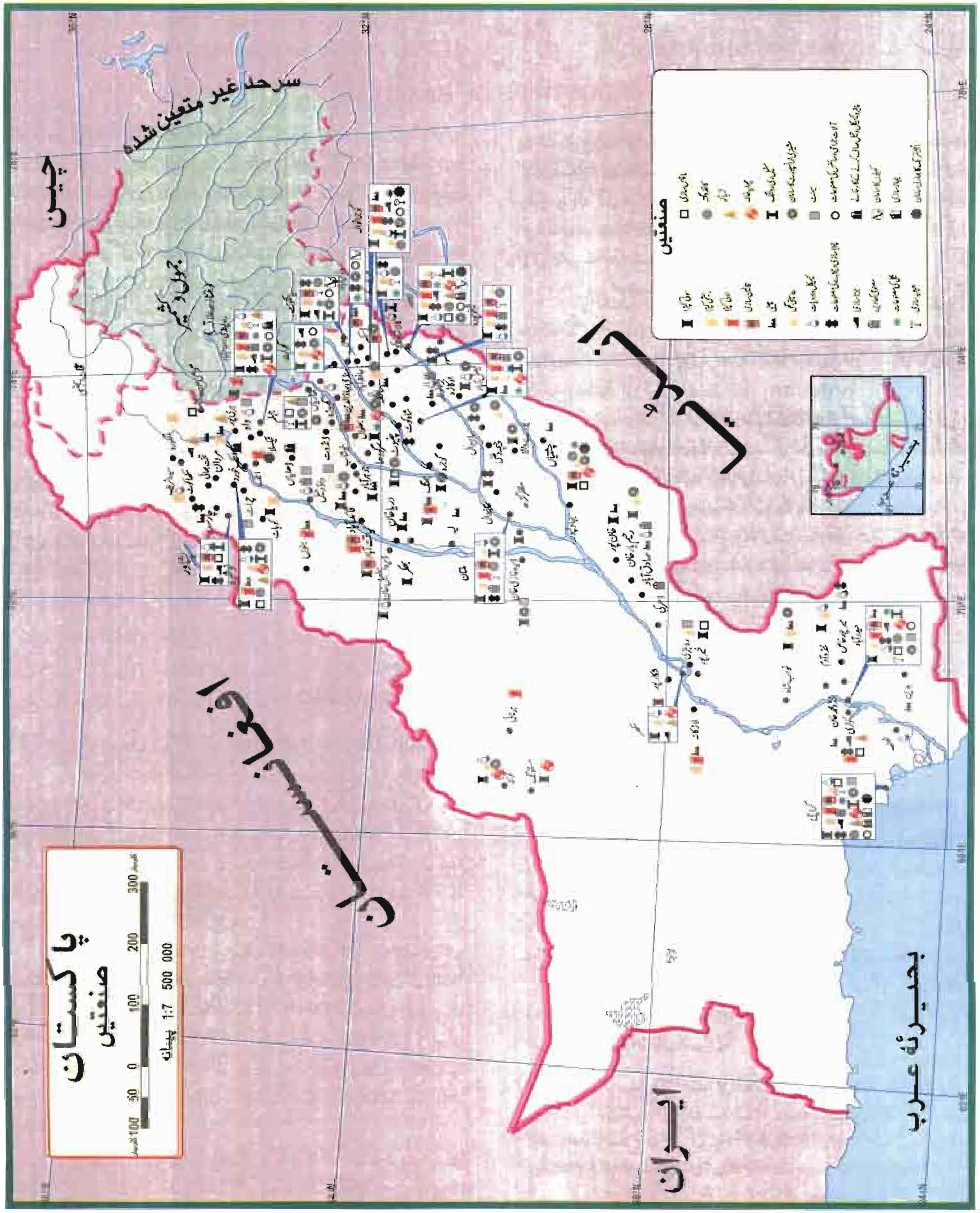

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کی صنعتیں
(INDUSTRIES OF PAKISTAN)

تعارف (Introduction)

قیام پاکستان (1947) کے وقت پاکستان صنعتی شعبے میں بہت پسماندہ تھا۔ 1949-50ء میں مجموعی قومی پیداوار کا صرف 7.7% صنعتوں سے حاصل ہوتا تھا۔ چنانچہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک حکومت صنعتوں کے فروغ کے لیے کوشاں ہے۔

پاکستان صنعتی لحاظ سے ایک ترقی پذیر ملک ہے اور اس وقت روزمرہ کی اشیائے ضروریات علاوہ کیمیائی صنعتیں، فولاد سازی کی صنعت اور دفائی ساز وسامان کی صنعتیں قائم ہوچکی ہیں جبکہ پارچہ بانی، چینی سازی، کھاد کی صنعت، سیمنٹ سازی، چمڑے کی صنعتوں کا شمار ملک کی بنیادی صنعتوں میں ہوتا ہے جن کا ملکی تجارت و ترقی میں بڑا اہم رول ہے اور اس وقت مجموعی قومی پیداوار کا 17% صنعتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

پاکستان اب بڑی تیزی سے صنعتی ترقی کی منازل طے کر رہا ہے اور 1999-00 مالی سال کے دوران 6.4% سالانہ کے حساب سے صنعتی ترقی میں اضافہ ہوا ہے۔ خاص طور پر کیمیائی صنعت، ربڑسازی، پلاسٹک سازی کی صنعت، میٹل انڈسٹری اور مشین سازی کی صنعت میں بطور خاص تیزی آئی ہے۔

قیام پاکستان کے وقت برٹش انڈیا کے پاس 921 صنعتی یونٹ تھے۔ جن میں سے پاکستان کے حصے میں صرف 34 صنعتی یونٹ آئے جو مجموعی صنعتوں کا صرف 4 فیصد تھے۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد صنعتی ترقی کے لیے 1948ء میں ''انڈسٹریل کارپوریشن اور انڈسٹریل انوسٹمنٹ اینڈ کریڈٹ کارپوریشن'' کا قیام عمل میں آیا۔ اور بڑی صنعتوں کے قیام کے لیے 1952ء میں پاکستان ''انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (پی۔آئی۔ڈی۔سی) کا قیام عمل میں آیا جس سے بڑی صنعتوں کے قیام میں مدد ملی۔ چنانچہ پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کی سرمایہ کاری کی وجہ سے پارچہ بانی، چینی سازی، رائس ملز اور آٹے کی ملوں کے قیام کو بہت فروغ حاصل ہوا اور ان اقدامات کی وجہ سے 1959-60 تک صنعتی پیداوار مجموعی قومی پیداوار کے 12% تک پہنچ گئی جو قیام پاکستان کے وقت صرف 7.7% تھی۔

پاکستان کی صنعتی ترقی کو بہت عروج وزوال کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ ملک میں سیاسی عدم استحکام، ناقص منصوبہ بندی اور قومی لوٹ کھسوٹ ہے۔ جس وجہ سے ملک معاشی بدحالی کا شکار ہوتا گیا۔ اس کے علاوہ 40 ارب ڈالر غیر ملکی قرضوں کا بوجھ اور حکمرانوں کی شاہ خرچیاں ملکی معاشی وصنعتی ترقی میں سدِ راہ ہیں۔

موجودہ دور میں صنعتی ترقی کے بغیر معاشی ترقی کی بحالی کا تصور ناممکن ہے اور ترقی پذیر ملکوں میں اس کا کردار اور نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ صنعتی ترقی کی موجودہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کی موجودہ خوشحالی صرف اور صرف صنعتی ترقی کے مرہون منت ہے۔ جاپان، یو۔ایس۔اے، جرمنی، فرانس، برطانیہ، چین، کوریا، سنگاپور اور ملائیشیا کی خوشحالی اور روزافزوں تجارت کا راز صنعتی ترقی ہی میں مضمر ہے۔ لہٰذا پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ انسانی ومعاشی تمام وسائل کو بروئے کار لا کر غربت، پسماندگی اور بے روزگاری سے نجات حاصل کرے کیونکہ بڑھتی ہوئی آبادی کی ضرریات کو صرف صنعتی ترقی کی مدد سے ہی پورا کیا جاسکتا ہے۔

پاکستان کی اہم صنعتیں
Principal Industries of Pakistan

(1) سوتی پارچہ بانی کی صنعت (Cotton Textile Industry)

پاکستان کی موجودہ صنعت میں سوتی کپڑے کی صنعت کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے اور بڑی صنعتوں کی مجموعی پیداوار کا 27 فیصد اس صنعت سے حاصل ہوتا ہے اور ملکی صنعتی افرادی قوت کا 38% سوتی کپڑے کی صنعت سے وابستہ ہے جبکہ ملکی زرمبادلہ کا 60% سوتی کپڑے کی صنعت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح سوتی کپڑے کی صنعت کا ملکی معیشت میں بڑا اہم رول ہے۔ سوتی پارچہ پانی کی صنعت سے سوتی دھاگہ، سوتی کپڑا، کپڑے سے تیار کردہ مصنوعات مثلاً تولیے، ہوزری کا سامان اور گارمنٹس وغیرہ حاصل ہوتی ہیں۔

پاکستان میں اس وقت سوتی پارچہ بانی کی 442 ملیں کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے 392 سپننگ ملیں اور 50 ملیں سوتی دھاگہ اور سوتی کپڑا تیار کر رہی ہیں ان ملوں میں 8507 ہزار تکلے، 10 ہزار پاور لومز 146 ہزار کرگے کام کر رہے ہیں۔ 2000-01 کے دوران سوتی پارچہ بانی کی صنعت میں 2,070,137 میٹرک ٹن خام مال کی کھپت ہوئی۔ اور 1,720,993 میٹرک ٹن دھاگہ اور 4,90,164 ہزار مربع میٹر سوتی کپڑا تیار ہوا۔ سوتی پارچہ بانی کی بڑی ملوں کے علاوہ اس صنعت میں 10 ہزار سے زائد ہوزری کے یونٹ کام کر رہے ہیں اور 6,500 سے زائد لومز تولیے بنانے میں مصروف کار ہیں۔

پاکستان میں کراچی، حیدرآباد، لاڑکانہ، خیرپور، کوٹری، ٹنڈو آدم، ٹنڈو محمد (سندھ) رحیم یار خان، ملتان، مظفر گڑھ، بورے والا، اوکاڑہ، جھنگ، فیصل آباد، چنیوٹ، سرگودھا، لاہور، شیخوپورہ، راولپنڈی، (پنجاب) ہری پور، نوشہرہ، پشاور، کوہاٹ، ڈیرہ اسمٰعیل خان (صوبہ سرحد) اور کوئٹہ، مستونگ (صوبہ بلوچستان) سوتی پارچہ بانی کے بڑے مراکز ہیں۔

(2) اُونی پارچہ بانی کی صنعت (Woollen Textile Industry)

قیام پاکستان (1947) کے وقت اُونی کپڑا تیار کرنے کا صرف ایک کارخانہ پاکستان کے حصے میں آیا جبکہ گھریلو صنعت کے طور پر صوبہ سرحد، شمالی علاقہ جات و بلوچستان میں اُونی کپڑا اور مصنوعات تیار کی جاتی تھیں۔ اس وقت ملک میں 70 بڑی اور چھوٹی ملیں اُونی کپڑا اور مصنوعات تیار کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ اُونی کپڑے کی سالانہ پیداوار 1,676 ہزار مربع میٹر ہے اس کے علاوہ 5 لاکھ سے زائد کمبل اور 724 ہزار مربع میٹر سے زائد قالین سالانہ تیار کیے جا رہے ہیں۔

پاکستان میں اُونی کپڑے کے بڑے مراکز کراچی، حیدرآباد، کوٹری، لاڑکانہ (سندھ) ملتان، جھنگ، قائدآباد، گوجرانوالہ، لاہور، شیخوپورہ، راولپنڈی، لارنس پور، (پنجاب) بنوں، نوشہرہ (صوبہ سرحد) اور ہرنائی (بلوچستان) میں ہیں۔

(3) ریشمی کپڑے کی صنعت (Silk Textile Industry)

پاکستان میں ریشمی کپڑے کے صرف چند بڑے کارخانے ہیں۔ جبکہ ریشمی کپڑے کی صنعت زیادہ تر چھوٹے یونٹ پر مشتمل ہے۔ جس میں 8 تا 10 پاور لومز نصب ہیں۔ اس وقت تقریباً 150 یونٹ کام کر رہے ہیں۔ جن میں 90 ہزار سے زائد پاورلومز کام کر رہی ہیں۔

پاکستان میں ریشم سازی کا زیادہ کام کراچی، حیدرآباد، روہڑی، فیصل آباد، لاہور،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوجرانوالہ' ملتان' خوشاب اور سوات میں ہوتا ہے۔

(4) چینی بنانے کی صنعت (Sugar Industry)

پاکستان گنا پیدا کرنے والا اہم ملک ہے لہٰذا چینی بنانے کی صنعت بڑے پیمانے پر قائم ہے اور اس وقت ملک میں چینی بنانے کے 78 کارخانے کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے 40 پنجاب 32 سندھ اور 6 صوبہ سرحد میں کام کر رہے ہیں۔ ان کارخانوں کی پیداواری صلاحیت 5 ملین میٹرک ٹن سالانہ ہے۔ 1998-99 میں پاکستان کی چینی کی پیداوار 3.2 ملین میٹرک ٹن تھی۔ جبکہ 2000-01 کے دوران چینی کی پیداوار 2,789,097 میٹرک ٹن حاصل ہوئی۔

پاکستان میں چینی تیار کرنے کے کارخانے مردان' چارسدہ' تخت بھائی' ڈیرہ اسمٰعیل خان (صوبہ سرحد) حافظ آباد' منڈی بہاؤالدین' سرگودھا' چنیوٹ' بھلوال' جوہرآباد' دریا خان' فیصل آباد' جڑانوالہ' گوجرہ' خانپور' گوجرانوالہ (پنجاب) ٹھٹھہ' بدین' نواب شاہ' میرپور خاص' (سندھ) میں قائم کیے گئے ہیں۔

(5) بناسپتی گھی و خوردنی تیل کی صنعت

(Vegetable Ghee & Oil Industry)

پاکستان میں اس وقت 166 کارخانے وناسپتی گھی اور خوردنی تیل تیار کرنے میں مصروف عمل ہیں جن کی پیداواری صلاحیت 2.7 ملین میٹرک ٹن سالانہ ہے۔ موجودہ 166 کارخانوں میں سے 7 کارخانے سرکاری شعبے (گھی کارپوریشن آف پاکستان) کے زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ جبکہ باقی تمام کارخانے نجی شعبے میں کام کر رہے ہیں۔

پاکستان میں کراچی' حیدرآباد' نواب شاہ' رحیم یار خان' بہاولپور' ملتان' فیصل آباد' لاہور' شیخوپورہ' گوجرانوالہ اور راولپنڈی وناسپتی گھی کی صنعت کے بڑے مراکز ہیں۔

(6) سیمنٹ سازی کی صنعت (Cement Industry)

سیمنٹ سازی کی صنعت کا شمار ملک کی بنیادی صنعتوں میں ہوتا ہے۔ سیمنٹ سازی کی صنعت کے لیے خام مال چونے کا پتھر وجپسم وغیرہ ملک میں وافر مقدار میں موجود ہے اور اس وقت ملک میں 24 کارخانے سیمنٹ سازی کے شعبے میں کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے 4 کارخانے سرکاری شعبے اور 20 کارخانے نجی شعبے میں قائم کیے گئے ہیں۔ ان کارخانوں کی مجموعی پیداواری صلاحیت 16.3 ملین ٹن سالانہ ہے لیکن ملکی ضروریات کے پیش نظر پیداوار میں کمی بیشی دیکھنے میں آتی ہے۔ لہٰذا 2000-01 کے دوران سیمنٹ کی پیداوار 9.674 ملین میٹرک ٹن سالانہ تھی۔

پاکستان میں سیمنٹ سازی کی صنعت کے بڑے مراکز کراچی' حیدرآباد' روہڑی' ڈیرہ اسمٰعیل خاں' ڈیرہ غازی خاں' ڈنڈوت (جہلم)' داؤد خیل (میانوالی)' ہزارہ' چراٹ' ٹھٹھہ' کوہاٹ' خوشاب کے اضلاع میں ہیں۔

(7) سگریٹ سازی کی صنعت (Cigarettes Industry)

پاکستان میں تمباکو بڑی مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا خام مال کی دستیابی کے پیش نظر ملک میں سگریٹ سازی کی صنعت بڑے پیمانے پر قائم ہے اور اس وقت 25 کارخانے کام کر رہے ہیں جن کی پیداواری صلاحیت 23.2 بلین سگریٹ سالانہ ہے۔ 2000-01 کے دوران ملک میں 25 کارخانوں میں 58,259 ملین سگریٹ تیار کیے گئے۔ جہلم' لاہور' ملتان' کراچی اور نوشہرہ سگریٹ سازی کی صنعت کے بڑے مراکز ہیں۔

(8) کیمیائی کھاد کی صنعت (Fertilizer Industry)

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ لہٰذا کھاد ملک کی اہم ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کیمیائی کھاد تیار کرنے کے کارخانے قائم کیے گئے ہیں اس وقت 11 کارخانے نائٹروجن' فاسفورس اور پوٹاش کھاد تیار کر رہے ہیں۔ ان کارخانوں میں سے 6 صوبہ پنجاب 2 صوبہ سندھ اور 2 صوبہ سرحد میں ہیں۔ ان کارخانوں کی پیداواری صلاحیت 4,651.5 ہزار میٹرک ٹن ہے۔ ان 11 کارخانوں میں سے 4 نجی شعبے اور 6 سرکاری شعبے (نیشنل فرٹیلائیزر کارپوریشن) کے زیر اہتمام کام کر رہے ہیں۔

پاکستان میں کیمیائی کھاد تیار کرنے کے کارخانے کراچی' دھرکی (سندھ)' شیخوپورہ' ملتان' داؤد خیل (میانوالی)' جڑانوالہ' میرپور متھیلو' صادق آباد (رحیم یار خان)' ہری پور (ہزارہ) اور فیصل آباد میں کام کر رہے ہیں۔ 2000-01 کے دوران ان کارخانوں میں 4,005,127 میٹرک ٹن یوریا۔ 159,600 میٹرک ٹن فاسفیٹ۔ 3,74,400 میٹرک ٹن امونیم نائٹریٹ۔ 2,82,500 میٹرک ٹن نائٹروفاس اور 3,20,133 میٹرک ٹن امونیم فاسفیٹ کھادیں تیار کی گئیں۔

(9) کیمیائی مصنوعات کی صنعت (Chemical Industry)

پاکستان میں دنیا کے دوسرے صنعتی ممالک کی طرح کیمیکل انڈسٹری میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور اس وقت 13 کارخانے اس شعبے میں مختلف مصنوعات تیار کر رہے ہیں۔ کیمیائی مصنوعات میں دھوبی سوڈا' کاسٹک سوڈا' گندھک کا تیزاب اور کلورین گیس نمایاں اہمیت کی حامل ہیں۔ کیمیائی صنعت اس وقت مجموعی قومی پیداوار کا 3% فراہم کر رہی ہے۔ 2000-01 کے دوران دھوبی سوڈا 2,17,857 میٹرک ٹن۔ کاسٹک سوڈا 1,45,500 میٹرک ٹن۔ گندھک کا تیزاب 57,071 میٹرک ٹن اور کلورین گیس کی 14,493 میٹرک ٹن پیداوار حاصل ہوئی۔ ان کے علاوہ 5,303 ہزار میٹرک ٹن رنگ وروغن اور 676.4 ہزار ٹن چمڑے کی پالش اور کریم تیار کی گئی۔

پاکستان میں کراچی' حیدرآباد' فیصل آباد' شیخوپورہ' لاہور اور گوجرانوالہ کیمیائی صنعت کے بڑے مراکز ہیں۔

(10) پٹ سن کی مصنوعات کی صنعت (Jute Industry)

1971ء سے پہلے مغربی پاکستان میں پٹ سن کا کوئی کارخانہ نہیں تھا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد پٹ سن کی صنعت کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت ملک میں 12 کارخانے پٹ سن کی مصنوعات تیار کر رہے ہیں۔

جنوری 2002ء کے اعداد و شمار کے مطابق پٹ سن کے کارخانوں میں 39,600 تکلے 1,526 پاور لومز کام کر رہی ہیں۔

2000-01 کے دوران ان کارخانوں میں 5,35,337 گانٹھ پٹ سن استعمال ہوئی جس سے بوریاں۔ ٹاٹ۔ ترپال۔ اور دوسری مصنوعات تیار کی گئیں۔ جن سے 89,394 میٹرک ٹن پٹ سن کی مصنوعات تیار کی گئیں۔

پاکستان میں پٹ سن کے کارخانے کراچی' حیدرآباد' جڑانوالہ' فیصل آباد' شیخوپورہ' لاہور اور جوہرآباد میں قائم کیے گئے ہیں۔

(11) کاغذ سازی اور گتے کی صنعت

(Paper and Board Industry)

قیام پاکستان کے وقت پاکستان میں کاغذ تیار کرنے کا کوئی کارخانہ نہیں تھا۔ لہٰذا خام مال کی دستیابی کے پیش نظر سابقہ مشرقی پاکستان میں کاغذ سازی کے دو بڑے کارخانے قائم کیے گئے لیکن 1971ء میں مشرقی حصے کی علیحدگی کے بعد کاغذ کے کارخانے قائم کرنے کی کوششیں تیز کی گئیں۔

جنوری 2002ء کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں کاغذ تیار کرنے کی 94 اور گتہ سازی کی 36 فیکٹریاں قائم ہو چکی ہیں۔

جبکہ 2000-01 کے دوران 2,84,818 میٹرک ٹن کاغذ اور 2,46,316 میٹرک ٹن گتہ تیار کیا گیا لیکن اب بھی پاکستان اعلیٰ معیار کی ضروریات درآمدی کاغذ سے پوری کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاغذ سازی کے کارخانے کراچی' حیدرآباد' گوجرانوالہ' لاہور' شیخوپورہ' مردان اور نوشہرہ میں قائم کیے گئے ہیں۔

(12) آٹو موبائیل (گاڑیاں) کی صنعت (Auto Mobile Industry)

آٹو موبائیل کا شمار ملک کی بڑی صنعتوں میں ہوتا ہے۔گاڑیاں بنانے کی صنعت زیادہ تر کراچی اور لاہور میں قائم کی گئی ہے۔اس وقت ملک میں جاپان' کوریا اور اٹلی کے تعاون سے گاڑیاں بنانے کے 6 بڑے کارخانے کام کر رہے ہیں جن میں بسیں' ٹرک' جیپیں' کاریں اور پک اپ تیار کی جارہی ہیں'اس کے علاوہ 4 ٹریکٹر تیار کرنے کے کارخانے لاہور' شیخوپورہ اور ڈیرہ غازی خان میں کام کر رہے ہیں۔

2000-01 کے دوران پاکستان میں 39,573 کاریں۔ 459 جیپیں۔ 6,965 کمرشل گاڑیاں۔ 952 ٹرک 1337 بسیں تیار کی گئیں۔ جبکہ اسی عرصہ کے دوران 32,553 ٹریکٹر 1,17,858 موٹر سائیکل اور 5 کارخانوں میں 5,69,560 سائیکلیں تیار کی گئیں۔

جبکہ موٹر گاڑیوں اور موٹر سائیکل کے ٹائر وٹیوب تیار کرنے کے کارخانے اس وقت تمام بڑے شہروں میں کام کر رہے ہیں۔

2000-01 کے دوران سائیکل کے ٹائر تیار کرنے کے 9 کارخانوں میں 4,051 ہزار ٹائر اور 5,891 ہزار ٹیوب تیار کیے گئے۔اسی طرح موٹر گاڑیوں کے 4 کارخانوں میں 884 ہزار ٹائر اور 520 ہزار ٹیوب تیار کیے گئے۔

(13) لوہے۔فولاد اور ہیوی انجینئرنگ کی صنعت (Iron & Steel and Engineering Industry)

لوہے و فولاد سازی اور بھاری انجینئرنگ کی صنعت کو موجودہ صنعتی معیشت میں ترقی کا زینہ تصور کیا جاتا ہے۔اس صنعت کے بغیر صنعتی ترقی تقریباً ناممکن ہے۔لہٰذا لوہے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے 25,550 ملین روپے کی لاگت سے کراچی میں روس کی مدد سے ایک سٹیل مل قائم کی گئی جو 14 اگست 1981ء کو پایہ تکمیل کو پہنچی۔جس کی پیداواری صلاحیت 1.1 ملین ٹن سالانہ ہے جسے 3 ملین ٹن سالانہ تک بڑھایا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ لاہور' فیصل آباد' گوجرانوالہ میں فولاد سازی کے چھوٹے کارخانے کام کر رہے ہیں۔

2000-01 کے دوران پاکستان میں 7,17,308 میٹرک ٹن کوک 10,71,199 میٹرک ٹن پگ آئرن 4,14,667 میٹرک ٹن بلٹ 4,41,857 میٹرک ٹن فولادی چادریں۔تار اور دیگر مصنوعات 1,40,084 میٹرک ٹن سٹرپس۔پلیٹیں وغیرہ اور 56,296 میٹرک ٹن جستی چادریں تیار کی گئیں۔

(i) ہیوی مکینیکل کمپلیکس ٹیکسلا (Hevy Mechanical Complex Texla)

بھاری انجینئرنگ کا ایک کارخانہ چین کی مدد سے ٹیکسلا کے مقام پر قائم کیا گیا ہے'اس کارخانے میں کرینیں' بلڈوزر' سیمنٹ و چینی کے کارخانوں کی مشینری (پلانٹ)۔سوئچ گیئرز' ٹرانسفارمر' بجلی کا دیگر سامان تیار کیا جارہا ہے۔

(ii) کراچی شپ بلڈنگ اینڈ انجینئرنگ ورکس (Karachi Ship Building & Engineering Works)

کراچی شپ بلڈنگ اور انجینئرنگ ورکس کا ادارہ 1953ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ یہ ادارہ پاکستان اور دوسرے ممالک کے لیے بحری جہاز تیار کرتا ہے۔سر دست یہاں سیمنٹ' کھاد' کیمیکل انڈسٹری کے یونٹ' قدرتی گیس صاف کرنے کے پلانٹ' معدنی تیل صاف کرنے کے پلانٹ اور ہر قسم کے ٹینکر تیار کیے جارہے ہیں۔

(iii) مشین ٹول فیکٹری (Machine Tool Industry)

کراچی کی بندرگاہ کے نزدیک 1968ء میں ایک مشین ٹول انڈسٹری کا کام مکمل ہوا جس میں بے شمار اقسام کی مشینیں اور موٹر گاڑیوں کے پارٹس تیار کیے گئے ہیں حال ہی میں اس فیکٹری کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا کے علاوہ پاکستان میں زرعی مشینری' سلائی کی مشینیں' پنکھا سازی' ٹرانسفارمز' فریج' ٹیلی ویژن' ایئر کنڈیشنز' کپڑے دھونے کی مشینیں و دیگر ضروریات زندگی کے لیے مشینیں تیار کرنے کے کارخانے کراچی' حیدرآباد' فیصل آباد' شیخوپورہ' لاہور' گوجرانوالہ' سیالکوٹ' وزیر آباد' ڈسکہ اور گجرات وغیرہ میں انواع و اقسام کی ضروریات زندگی پوری کرنے کیلئے دن رات کام کر رہے ہیں۔

(14) آلات جراحی و کھیلوں کا سامان تیار کرنے کی صنعت (Surgical & Sports Industry)

پاکستان آلات جراحی اور کھیلوں کا سامان تیار کرنے میں عالمی شہرت رکھتا ہے اور ان اشیاء کی برآمد سے کروڑوں روپے کا زر مبادلہ کمایا جارہا ہے۔سیالکوٹ' وزیرآباد' لاہور اور کراچی اس صنعت کے بڑے مراکز ہیں جبکہ سیالکوٹ کو آلات جراحی و کھیلوں کے سامان کی تیاری میں ممتاز مقام حاصل ہے۔جبکہ وزیرآباد کٹلری کے سامان میں نمایاں شہرت رکھتا ہے۔

(15) جوتا سازی و چمڑے کی صنعت (Leather Industry)

پاکستان چمڑا سازی کی صنعت میں نمایاں مقام رکھتا ہے جس سے ملکی ضروریات کے علاوہ زر مبادلہ بھی کمایا جاتا ہے پاکستان کو جوتا سازی اور چمڑے کی مصنوعات (جیکٹس۔کوٹ۔پرس۔بریف کیس۔لیڈیز پرس و دیگر مصنوعات) میں عالمی شہرت حاصل ہے۔اور پاکستان ان کی برآمدات سے کروڑوں روپے کا زر مبادلہ کماتا ہے پشاور' راولپنڈی' لاہور' فیصل آباد' ملتان' حیدرآباد' کراچی' سیالکوٹ' گوجرانوالہ' گجرات جوتا سازی و دیگر مصنوعات تیار کرنے کے بڑے مراکز ہیں۔

(16) شیشہ سازی کی صنعت (Glass Industry)

پاکستان میں شیشہ ریت و سلیکا ریت کے بڑے ذخائر موجود ہیں۔جس سے شیشہ سازی کے قیام میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔لہٰذا عمارتی شیشہ و دیگر مصنوعات کے کارخانے کراچی' حیدرآباد' نوشہرہ' گوجرانوالہ' جہلم میں اعلیٰ معیاری شیشہ وشیشے کی مصنوعات تیار کر رہے ہیں۔

(17) فارماسوٹیکل انڈسٹری (Pharmaceutical Industry)

زرعی و انسانی ادویات تیار کرنے کی صنعت ملک کی بہت بڑی صنعت ہے اور اس وقت 23 بین الاقوامی غیر ملکی ادارے اور 300 سے زائد ملکی ادارے ادویات سازی کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ادویات سازی کی صنعت زیادہ تر کراچی' لاہور' حیدرآباد۔شیخوپورہ۔گوجرانوالہ۔راولپنڈی و کوئٹہ وغیرہ میں قائم کی گئی ہے۔

مندرجہ بالا بڑی صنعتوں کے علاوہ پاکستان میں بے شمار دیگر صنعتیں قائم ہوچکی ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل اہم ہیں:

(i) اس وقت معدنی تیل صاف کرنے کے 4 کارخانے اٹک۔ملتان و کراچی میں کام کر رہے ہیں اور پانچواں کارخانہ کراچی کے قریب زیر تکمیل ہے۔

(ii) ماچس سازی کی صنعت لاہور' شیخوپورہ' کراچی' راولپنڈی اور حیدرآباد کے علاوہ نوشہرہ' پشاور' گوجرانوالہ' سیالکوٹ اور بہاولپور میں قائم ہوچکی ہے۔جس سے ملکی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔

(iii) قالین سازی کی صنعت کا شمار ملک کی اہم صنعتوں میں ہوتا ہے۔سیالکوٹ' گوجرانوالہ' فیصل آباد' ملتان' قائد آباد' سرگودھا' نارووال (پنجاب) کھر' جیکب آباد' لاڑکانہ' حیدرآباد' خیرپور خاص' کراچی اور خیرپور (سندھ) کوئٹہ' قلات' دیگر شہر (بلوچستان) اور پشاور' مردان' نوشہرہ' چارسدہ' بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خان وغیرہ (سرحد) قالین سازی کے اہم مراکز ہیں۔پاکستان قالین سازی میں عالمی شہرت رکھتا ہے اور قالینوں کی برآمد سے بہت بڑی مقدار میں زر مبادلہ کمایا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

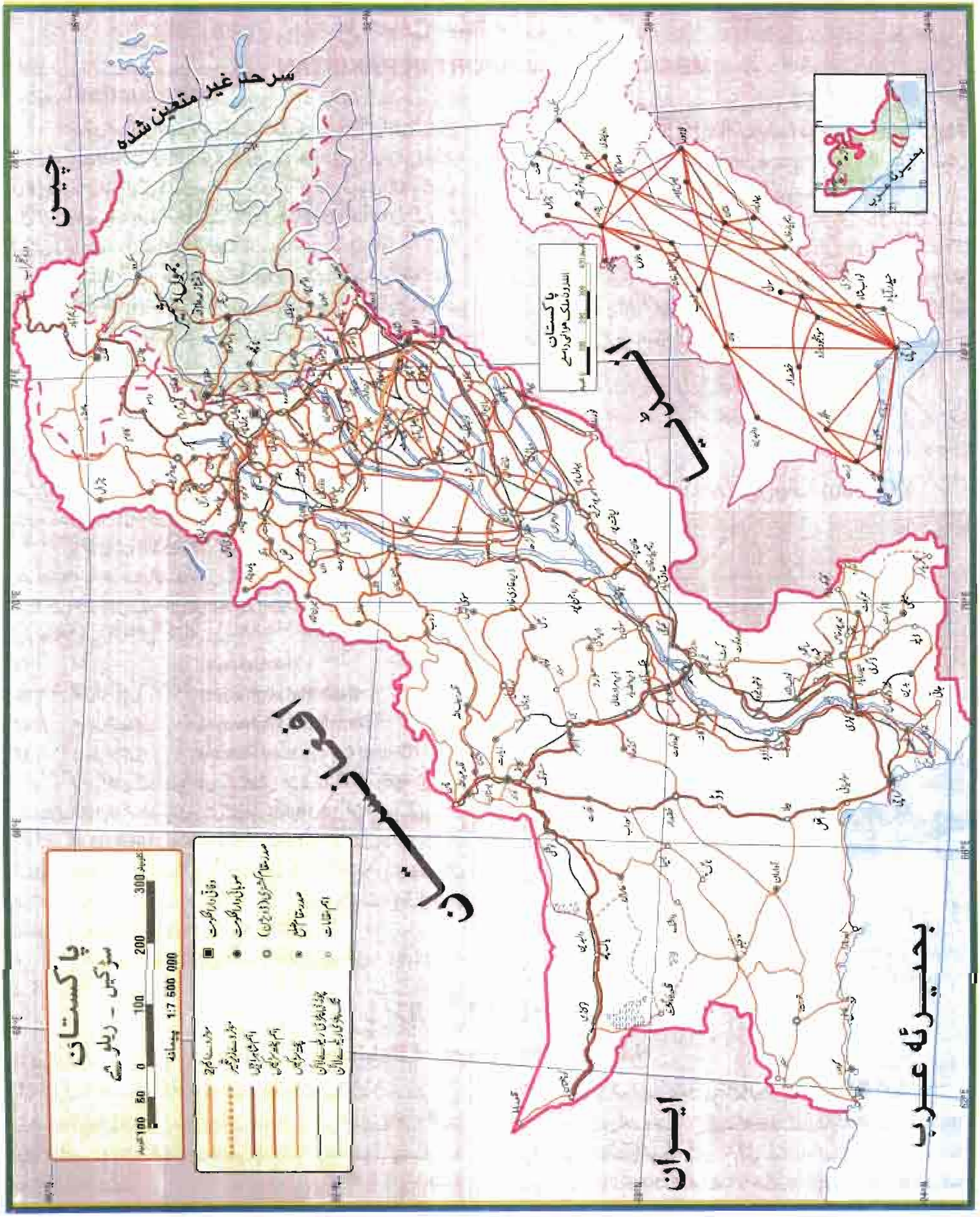

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے ذرائع نقل وحمل
MEANS OF TRANSPORT IN PAKISTAN

تعارف (Introduction)

انسانوں اور سامان تجارت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا یا منتقل کرنا بار برداری یا نقل وحمل کہلاتا ہے لہٰذا ذرائع نقل وحمل (سڑکیں ۔ ریلوے ۔ ہوائی سروس و بحری سروس) دراصل ترقی کا پہلا زینہ ہیں لہٰذا کسی بھی ملک کی معاشرتی' معاشی اور صنعتی ترقی اور سیاسی استحکام کے لیے ذرائع نقل وحمل کا جدید ہونا نہایت ضروری ہے۔ اور کسی بھی ملک کی ترقی کا اندازہ اس کے ذرائع نقل وحمل کی ترقی سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔

دُنیا کے تمام صنعتی و معاشی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک (یو۔ ایس۔ اے' کینیڈا' برطانیہ' فرانس' جرمنی' جاپان اور اٹلی وغیرہ) میں نقل وحمل کے ذرائع انتہائی جدید اور تیز رفتار ہیں کیونکہ ان کے بغیر اندرونی و بیرونی تجارت ناممکن ہے۔

پاکستان طبعی خدوخال کے لحاظ سے پہاڑوں' سطوح مرتفع اور زرخیز میدانوں پر مشتمل ہے۔ میدانی علاقوں میں ذرائع ونقل وحمل کا قائم کرنا نہایت آسان ہے لیکن اس کے برعکس پہاڑی علاقوں میں یہ کام اتنا ہی مشکل ہے۔ اسی لیے صوبہ بلوچستان صوبہ سرحد اور شمالی علاقہ جات میں سڑکیں ریلوے اور ہوائی اڈوں کی تعمیر کا کام مشکل اور معاشی لحاظ سے بہت مہنگا ہے۔

پاکستان رقبے کے لحاظ سے ایک کافی بڑا ملک ہے۔ لیکن طبعی' معاشی و سیاسی وجوہات کی وجہ سے اکثر علاقوں میں نقل وحمل کے ذرائع ابھی کافی پسماندہ ہیں۔ اگرچہ پنجاب' سندھ' سرحد اور بلوچستان کے گنجان آباد اور ہموار میدانی علاقوں میں سڑکوں اور ریلوے کا بہترین نظام موجود ہے۔ لیکن ریگستانی و پہاڑی کم گنجان آباد علاقے جدید سہولتوں میں کافی پسماندہ ہیں۔ پاکستان کے ذرائع نقل وحمل کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

سڑکیں
(Road Transport)

پاکستان میں ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں ابھی سڑکوں کا نظام اور سڑکوں کی لمبائی بہت کم ہے۔ اور سڑکوں کی سہولت زیادہ تر میدانی گنجان آباد علاقوں تک محدود ہے۔ جبکہ کم گنجان پہاڑی وریگستانی علاقوں میں سڑکوں کی سہولت اور معیار ابھی پسماندہ ہے۔

پاکستان میں دوسرے ذرائع نقل وحمل کی نسبت سڑکوں کی اہمیت زیادہ ہے۔ کیونکہ 90% مسافر اور سامان تجارت سڑکوں کے ذریعہ منتقل ہوتا ہے۔ صنعتی ترقی اور آبادی میں اضافے کے باعث سڑکوں کے استعمال میں 8% سالانہ کے حساب سے اضافہ ہورہا ہے۔ پاکستان میں موجود سڑکوں کو چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(1) موٹرویز (Motorways)
(2) قومی شاہراہیں (National Highways)
(3) صوبائی شاہراہیں (Provincial Highways)
(4) دیہاتی سڑکیں (District Co-oprative Roads)

قیام پاکستان کے وقت پاکستان کے حصے میں 22,238 کلومیٹر سڑکیں آئیں۔ جن میں سے صرف 8,130 کلومیٹر معیاری سڑکیں تھیں جبکہ باقی 14,108 کلومیٹر درمیانے درجے کی سڑکیں تھیں۔ لیکن 00-1999 کے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق پاکستان میں پختہ سڑکوں کی لمبائی تقریباً 2,48,340 کلومیٹر تھی۔ جس میں سے 1,38,200 کلومیٹر معیاری پختہ سڑکیں جبکہ 1,10,140 کلومیٹر درمیانے درجے کی سڑکیں تھیں۔ 01-2000 کے سرکاری اندازوں کے مطابق سڑکوں کی کل لمبائی 2,49,959 کلومیٹر تک پہنچ چکی ہے۔

پاکستان میں اس وقت (2000ء) رجسٹرڈ موٹر گاڑیوں کی تعداد 4,701,596 ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پاکستان میں رجسٹرڈ موٹر گاڑیوں کی تعداد (2000ء)

متفرق	موٹر کاریں جیپیں ۔ ویگن	موٹر کار ٹیکسی	بسیں	ٹرک	موٹر کاریں (2 وہیل)	موٹر سائیکل (3 وہیل)
7,72,279	1,882307	83,892	1,54,401	1,48,569	2,260,772	99,376
کل تعداد 4,701,596						

انتظامی نقطہ نظر سے پاکستان میں سڑکوں کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(i) قومی شاہراہیں ۔ موٹر ویز ۔ جی۔ ٹی روڈ اور انڈس ہائی وے کو اعلیٰ سڑکوں (High Type Roads) (ii) جبکہ سنگل اور ہلکی گاڑیوں والی سڑکوں کو درمیانے درجے کی سڑکوں (Low Type Roads) میں شمار کیا جاتا ہے۔ اعلیٰ سڑکوں کی تعمیر ومرمت کا کام وفاقی حکومت جبکہ درمیانے درجے کی سڑکوں کی تعمیر ومرمت کا کام صوبائی حکومتوں کے ذمے ہے۔

پاکستان میں اعلیٰ معیار کی سڑکوں کی لمبائی صرف 8,479 کلومیٹر ہے۔ جو پختہ سڑکوں کا صرف 4 فیصد ہے اور ان سڑکوں پر ملک کی 63 فیصد ٹریفک چلتی ہے۔ اعلیٰ سڑکوں کی تعمیر و دیکھ بھال کا کام "نیشنل ہائی وے اتھارٹی" کے ذمے ہے۔

پاکستان کی اہم شاہراہیں
National Highways of Pakistan

(1) کراچی ۔ لاہور ۔ پشاور ۔ طورخم شاہراہ ۔ (این 5) 1,756 کلومیٹر

اس سڑک کو جی۔ ٹی روڈ / جرنیلی سڑک کہا جاتا ہے۔ جس کی کل لمبائی 1,756 کلومیٹر ہے۔ جس میں سے 1,527 کلومیٹر سڑک دورویہ ہے۔ جبکہ باقی پر کام ہورہا ہے یہ ملک کی سب سے اہم تجارتی سڑک ہے۔

(2) کراچی ۔ خضدار ۔ کوئٹہ ۔ چمن شاہراہ ۔ (این 25) 816 کلومیٹر

صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ کو کراچی کی بندرگاہ سے ملانے والی اہم شاہراہ ہے۔ یہ سڑک 1982ء میں مکمل ہوئی اور افغانستان کو تجارتی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ اس سڑک کو بین الاقوامی معیار کے مطابق بنایا جارہا ہے اس سڑک کا 300 کلومیٹر سے زائد حصہ بین الاقوامی معیار کے مطابق تعمیر کیا جاچکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(3) کراچی ۔ مکران ساحلی شاہراہ ۔ (این 10) ۔ 653 کلومیٹر

صوبہ بلوچستان کے ساحل کے ساتھ چین کے تعاون سے 150 بلین روپے (15 ارب روپے) کی لاگت سے شاہراہ زیر تعمیر ہے۔ جو 5 سال میں مکمل ہو جائے گی۔ اس سڑک کی لمبائی 653 کلومیٹر ہے۔

(4) حسن ابدال ۔ گلگت ۔ خنجراب شاہراہ (شاہراہ قراقرم / ریشم) (این 35) 803 کلومیٹر

شاہراہ قراقرم 1982 میں مکمل ہوئی جو پاکستان و چین و وسطی ایشیائی ممالک کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے۔ حسن ابدال سے درہ خنجراب تک اس سڑک کی لمبائی 803 کلومیٹر ہے۔ یہ سڑک سیاحت کے فروغ کا اہم ذریعہ ہے۔ اس سڑک کو مزید بہتر بنانے کا کام جاری ہے۔

(5) کوئٹہ ۔ لک پاس ۔ دالبندین ۔ نوکنڈی ۔ تفتان ۔ زاہدان شاہراہ (این 40) 610 کلومیٹر

یہ سڑک ایران اور پاکستان کے درمیانی تجارتی و ثقافتی رابطے کا ذریعہ ہے۔ کوئٹہ تا تفتان (بارڈر چیک پوسٹ) اس سڑک کی لمبائی 610 کلومیٹر ہے۔ اس سڑک کا 218 کلومیٹر حصہ جدید بنایا جا چکا ہے جبکہ باقی پر کام ہو رہا ہے۔

(6) کوئٹہ (کچلاک) مسلم باغ ۔ ژوب ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان شاہراہ (این 50) 519 کلومیٹر

یہ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے درمیان رابطے کا اہم ذریعہ ہے۔ اس سڑک کو مزید بہتر بنانے کا کام جاری ہے۔ تقریباً 200 کلومیٹر سڑک کو بہتر بنایا جا چکا ہے۔

(7) سپر انڈس ہائی وے ۔ (این 55) 1265 کلومیٹر

یہ شاہراہ پشاور اور کراچی کو دریائے سندھ کے کنارے کے ساتھ ساتھ ملاتی ہے۔ اس سڑک کی تعمیر سے پشاور اور کراچی کے درمیان 483 کلومیٹر فاصلہ کم ہو گیا ہے یہ سڑک کراچی ۔ دادو لاڑکانہ ۔ سکھر ۔ جیکب آباد ۔ کشمور ۔ ڈیرہ غازی خان ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان اور کوہاٹ سے پشاور تک جاتی ہے اس سڑک کو جدید و معیاری بنانے کا کام جاری ہے۔

(8) کوئٹہ ۔ سبی ۔ سکھر شاہراہ ۔ (این 65) ۔ 385 کلومیٹر

یہ سڑک بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ اور صوبہ سندھ و پنجاب کے درمیان رابطے کا اہم ذریعہ ہے اور تجارتی نقطہ نظر سے اہم شاہراہ ہے۔ اس سڑک کو جدید بنانے کا کام جاری ہے جو عنقریب مکمل ہو جائے گا۔

(9) اسلام آباد ۔ پنڈی بھٹیاں ۔ لاہور موٹر وے ۔ (ایم 2) 333+37=370 کلومیٹر

اسلام آباد ۔ لاہور موٹر وے 26 نومبر 1997ء سے ٹریفک کے لیے کھلی ہے۔ یہ سڑک 35 ارب روپے کی لاگت سے تعمیر کی گئی ہے۔

پاکستان میں موٹرویز کے منصوبے کا مقصد کراچی اور گوادر کی بندرگاہوں کے ذریعے پشاور کے راستے افغانستان و وسطی ایشیا کے ممالک کو تجارتی سہولتیں پہنچانا ہے۔ اس منصوبے کی دو اہم سڑکوں پر کام جاری ہے۔

(i) اسلام آباد ۔ پشاور موٹر وے ۔ (ایم 1) 155 کلومیٹر

اسلام آباد ۔ پشاور 155 کلومیٹر موٹر وے پر کام ہو رہا ہے۔ جو عنقریب مکمل ہو جائے گا۔ اس منصوبے پر 24 ارب سے زائد لاگت آئے گی۔

(ii) فیصل آباد ۔ پنڈی بھٹیاں موٹر وے (ایم 3) 52 کلومیٹر

فیصل آباد پنڈی بھٹیاں موٹر وے کے منصوبے پر کام جاری ہے۔ اور 2002 کے آخر تک کام مکمل ہونے کا امکان ہے۔

مندرجہ بالا موٹر وے کے تین منصوبوں کے علاوہ 6 مزید منصوبے اگلے مراحل میں پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے اور یہ مستقبل کی اہم شاہراہ ہوگی جو وسطی ایشیا، چین اور افغانستان کو تجارتی سہولتیں بہم پہنچائے گی۔

مندرجہ بالا اہم شاہراہوں کے علاوہ ملک کے تمام اہم شہر اعلیٰ و درمیانے درجے کی سڑکوں کے ذریعے آپس میں منسلک ہیں۔

(2) پاکستان ریلوے
(PAKISTAN RAILWAYS)

تعارف (Introduction)

جارج سٹیفن سن نے 1825ء میں بھاپ سے چلنے والا ریلوے انجن ایجاد کیا جس سے خشکی پر بھاری سامان تجارت کی نقل و حمل میں انقلاب آ گیا۔ چنانچہ ریلوے انجن کی ایجاد کے چار سال بعد (1829ء) سے سامان تجارت اور مسافروں کو منتقل کرنے کا کام شروع ہو گیا اور ریلوے نے بہت جلد اہمیت اختیار کر لی۔

برصغیر میں انگریزوں کی آمد کے بعد ریلوے کا نظام قائم ہوا۔ جبکہ پاکستان کے موجودہ علاقے میں ریلوے کی پٹری 1861ء میں کوٹری اور کراچی کے درمیان بچھائی گئی۔ جس کی لمبائی 169 کلومیٹر تھی۔

1947ء میں آزادی کے وقت متحدہ ہندوستان میں ریلوے کے 9 نظام چل رہے تھے۔ جس میں سے پاکستان کے حصے میں 2 نظام (شمال مغربی ریلوے اور بنگال آسام ریلوے) میں سے کچھ حصے آئے۔ جس کی لمبائی 8,553 کلومیٹر تھی۔ جو ہندوستان کے ریلوے کے نظام کا صرف 16.8 فیصد تھا۔ جبکہ ریلوے انجن 15.6% مسافر ڈبے 17.5% اور سامان تجارت منتقل کرنے والی بوگیوں کی فیصد تعداد صرف 16.5% تھی جن کی حالت دوسری عالمی جنگ اور ہنگاموں کے باعث انتہائی خستہ تھی۔

آزادی کے وقت ریلوے سامان تجارت اور مسافروں کو منتقل کرنے والا سب سے بڑا ادارہ تھا۔ لیکن اب سڑکوں کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ لیکن سرکاری شعبے میں صرف ریلوے کا نظام یہ کام سرانجام دے رہا ہے۔

پاکستان ریلوے کی موجودہ صورت حال

پاکستان ریلوے اس وقت 7,791 کلومیٹر لمبی ریلوے لائن اور 808 ریلوے اسٹیشن پر مشتمل ہے۔ جس کے پاس 597 ریلوے انجن 2,275 مسافر ڈبے اور 23,906 مال بردار ڈبے ہیں۔ ڈیزل انجنوں کی تعداد 544 بجلی سے چلنے والے انجنوں کی تعداد 29۔ جبکہ بھاپ سے چلنے والے ریلوے انجنوں کی تعداد 75 ہے۔ 2000ء کے دوران 68,000 مسافروں نے ریلوے کے ذریعے سفر کیا جبکہ 4.8 ملین ٹن سامان تجارت منتقل کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکم اگست 1991ء سے ریلوے لائن کی لمبائی 8,775 کلومیٹر سے کم ہو کر 7,791 کلومیٹر رہ گئی ہے۔ کیونکہ 374 کلومیٹر بڑی ریلوے لائن اور 611 کلومیٹر چھوٹی ریلوے لائن بند کر دی گئی ہے۔

گذشتہ عشرے (91-1990 تا 2000-1999) کے دوران ریلوے کے نظام میں کافی تنزلی آئی ہے اور ایک منافع بخش ادارہ اربوں روپے کے نقصان میں چل رہا ہے۔ گذشتہ دس سال کے اندر تقریباً ایک ہزار کلومیٹر ریلوے لائن بند کر دی گئی ہے۔ جبکہ اسی عرصے کے دوران مسافروں کی تعداد 84.9 ملین افراد سے کم ہو کر 68 ملین افراد رہ گئی ہے۔ اور سامان تجارت کی ترسیل 7.7 ملین ٹن سے کم ہو کر 4.8 ملین ٹن رہ گئی ہے۔ مال بردار بوگیوں کی تعداد 34,851 سے کم ہو کر 23,906 رہ گئی ہے۔ ریلوے انجن 753 سے کم ہو کر صرف 597 رہ گئے ہیں۔

لہٰذا اس مایوس کن صورت حال کے پیش نظر حکومت پاکستان نے 40 ارب روپے کی خطیر رقم سے ریلوے کے نظام کی تجدید کا پروگرام تشکیل دیا ہے۔ اور کافی کام ہو چکا ہے اور جبکہ باقی کام ہو رہا ہے۔ اور اُمید ہے کہ آئندہ تین سال کے اندر پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

پاکستان کی اہم ریلوے لائنیں
The Principal Railway Routes

پاکستان ریلوے کی مندرجہ ذیل اہم ریلوے لائنیں ہیں جو سامان تجارت کی ترسیل اور مسافروں کو منتقل کرنے کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔

(1) کراچی تا پشاور ریلوے لائن

یہ ریلوے کراچی کو پشاور سے براستہ لاہور ملاتی ہے۔ اس ریلوے لائن کی لمبائی 1681 کلومیٹر (1045 میل) ہے۔

یہ ریلوے لائن کراچی سے کوٹری۔ حیدر آباد۔ نواب شاہ۔ خیر پور۔ روہڑی۔ رحیم یار خان۔ بہاولپور۔ لودھراں۔ ملتان۔ خانیوال۔ ساہیوال۔ اوکاڑہ۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ ٹیکسلا۔ حسن ابدال۔ اٹک۔ نوشہرہ۔ پشاور اور لنڈی کوتل تک جاتی ہے۔

یہ ریلوے لائن کراچی تا لودھراں اور خانیوال تا لاہور دوہری ہے جبکہ باقی اکہری ریلوے لائن ہے۔ لاہور تا خانیوال ریل کو بجلی کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔

پشاور تا کراچی ریلوے لائن سے چند برانچ ریلوے لائنیں نکلتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

(i) ایک برانچ ریلوے لائن وزیر آباد سے نکلتی ہے جو حافظ آباد۔ چک جھمرہ۔ سانگلہ ہل۔ فیصل آباد اور شورکوٹ سے ہوتی ہوئی خانیوال دوبارہ مین ریلوے لائن سے جاملتی ہے۔

(ii) دوسری برانچ لائن لالہ موسیٰ سے منڈی بہاؤ الدین۔ ملک وال۔ سرگودھا۔ جھنگ۔ شورکوٹ اور خانیوال دوبارہ مین ریلوے لائن سے جاملتی ہے۔

(iii) تیسری برانچ لائن لودھراں سے شیر شاہ۔ مظفر گڑھ۔ لیہ۔ بھکر۔ کندیاں۔ میانوالی۔ داؤد خیل۔ جنڈ اور راولپنڈی دوبارہ کراچی تا پشاور مین ریلوے لائن سے جاملتی ہے۔ جنڈ سے ایک ریلوے لائن کوہاٹ اور دوسری میانوالی۔ خوشاب۔ سرگودھا۔ چنیوٹ۔ سانگلہ ہل۔ شیخوپورہ تا لاہور جاتی ہے۔

(iv) چوتھی برانچ ریلوے لائن لاہور سے قصور۔ حویلی لکھا۔ پاک پتن۔ عارف والا۔ بورے والا۔ وہاڑی اور لودھراں دوبارہ مین ریلوے سے جاملتی ہے۔

(2) کراچی تا کوئٹہ ریلوے لائن براستہ کوٹری۔ دادو۔ جیکب آباد

کراچی تا کوئٹہ پاکستان کی دوسری اہم ریلوے لائن ہے۔ یہ ریلوے لائن کراچی۔ کوٹری۔ سیہون شریف۔ دادو۔ لاڑکانہ۔ شہداد کوٹ۔ جیکب آباد۔ ڈیرہ اللہ یار۔ ڈیرہ مراد جمالی۔ سبی۔ کوئٹہ تک جاتی ہے۔ اس ریلوے لائن کی کراچی تا حبیب کوٹ لمبائی 520 کلومیٹر ہے جبکہ روہڑی تا کوئٹہ 385 کلومیٹر ہے۔

(i) کوئٹہ سے ایک ریلوے لائن چمن براستہ بوستان۔ قلعہ عبداللہ جاتی ہے جبکہ (ii) دوسری ریلوے لائن 634 کلومیٹر براستہ نوکنڈی۔ دالبندین۔ تفتان۔ زاہدان تک جاتی ہے۔ یہ ریلوے لائن ایران اور پاکستان کے درمیان رابطے کا بڑا ذریعہ ہے۔

(3) لاہور تا ماڑی انڈس ریلوے لائن براستہ شیخوپورہ۔ فیصل آباد۔ سرگودھا۔ خوشاب

اس ریلوے لائن کی لمبائی 444 کلومیٹر ہے۔ اور لاہور سے شیخوپورہ۔ سانگلہ ہل۔ فیصل آباد۔ سرگودھا۔ میانوالی۔ کندیاں اور ماڑی انڈس تک جاتی ہے۔ جبکہ ماڑی انڈس سے ایک برانچ لائن بنوں تک جاتی ہے۔

مندرجہ بالا بڑی ریلوے لائنوں کے علاوہ چند چھوٹی ریلوے لائنز بھی ہیں۔ جن میں ایک ریلوے لائن کندیاں کو جیکب آباد سے براستہ کلورکوٹ۔ دریا خان۔ بھکر۔ لیہ۔ کوٹ ادو۔ ڈیرہ غازی خان۔ راجن پور۔ کشمور ملاتی ہے۔

پاکستان کی ہوائی نقل وحمل
(PAKISTAN'S AIR TRANSPORT)

تعارف (Introduction)

قیام پاکستان کے وقت پاکستان میں ہوائی سروس تجارتی پیمانے پر نہیں قائم تھی چنانچہ 1949ء میں پاکستان ایئرویز اور اورینٹ ایئرویز اور کریسنٹ ایئرویز وجود میں آئیں۔ پاکستان ایئرویز ابتدا میں ہی ہوائی حادثے کا شکار ہوگئی اور اس کا لائسنس منسوخ کر دیا گیا۔ جبکہ کریسنٹ ایئرویز نے 1952ء میں کام بند کر دیا۔

اورینٹ ایئرویز نے دو کار گو طیاروں اور 11 مسافر بردار ڈکوٹا طیاروں کے ساتھ 1955ء تک کام جاری رکھا۔ 1955ء میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر جدید ہوائی سہولتوں کی فراہمی کے لیے پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائن (PIA) کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اورینٹ ایئرویز کو پی۔آئی۔اے میں مدغم کر دیا گیا۔

پاکستان ایئرلائن نے ابتدائی سالوں میں حیرت انگیز ترقی کی اور اس کا شمار دنیا کی مشہور ہوائی کمپنیوں میں ہونے لگا۔

پاکستان ایئرلائن اس وقت 48 طیاروں کی مدد سے اندرون و بیرون ملک مسافروں اور سامان تجارت کی منتقلی سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔ پاکستان کی ہوائی سروس کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے

(1) اندرون ملک ہوائی سروس (2) بیرون ملک ہوائی سروس

(1) اندرون ملک ہوائی سروس

اندرون ملک پاکستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں کو ہوائی سروس کی سہولتیں میسر ہیں۔ اور اس وقت 35 اہم شہر ہوائی سروس سے منسلک ہیں۔

اندرون ملک کراچی۔ گوادر۔ جیوانی۔ اورمارا۔ تربت۔ پسنی۔ سنڈھڑی۔ نواب شاہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موہنجوداڑو۔ سکھر۔ رحیم یار خان۔ خضدار۔ دالبندین۔ جیکب آباد۔ سوئی۔ کوئٹہ۔ بہاولپور۔ ملتان۔ ژوب۔ فیصل آباد۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ لاہور۔ میانوالی۔ سرگودھا۔ بنوں۔ کوہاٹ۔ پاراچنار۔ ڈیرہ غازی خان۔ اسلام آباد۔ پشاور۔ راولاکوٹ۔ سیدو شریف۔ مظفر آباد۔ چترال۔ سکردو۔ اور گلگت وغیرہ شہروں کو ہوائی سروس کی سہولتیں میسر ہیں۔ ان شہروں میں سے کراچی، لاہور۔ اسلام آباد اور پشاور کے ہوائی اڈے زیادہ اہم ہیں اور یہاں سے بیرون ملک ہوائی سروس جاتی ہے۔ جبکہ کراچی کو بین الاقوامی ہوائی اڈے کی حیثیت حاصل ہے اور یورپ۔ افریقہ۔ مشرق ایشیاء اور آسٹریلیا کے درمیان گیٹ وے کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

حکومت پاکستان نے ہوائی سہولتوں کو جدید اور بہتر بنانے کی خاطر نجی شعبے کو ہوائی سروس کی اندرون ملک سروس کی اجازت دی ہے اور اس وقت چار ایئر لائنز شاہین ایئر۔ ایئر ویز بھوجا ایئر لائنز۔ ایرو ایشیاء اور سیف انٹرنیشنل اندرون و بیرون ملک کامیابی کے ساتھ ہوائی سروس کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔

(2) بین الاقوامی ہوائی سروس

پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز بین الاقوامی سطح پر ہوائی سروس کی جدید سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔ اور پاکستان سے ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ اور شمالی امریکہ کے براعظموں تک ہوائی جہاز چلائے جا رہے ہیں۔ جس سے مسافروں اور سامان تجارت کو بین الاقوامی سطح پر سہولتیں

اس وقت پی۔ آئی۔ اے دنیا کے 37 اہم شہروں تک ہوائی جہاز چلا رہی ہے اور اس کے بین الاقوامی روٹ کی لمبائی 2,72,635 کلومیٹر ہے پی۔ آئی۔ اے کے علاوہ نجی کمپنیاں شاہین انٹرنیشنل اور ایرو ایشیا بھی مشرق وسطیٰ کے ممالک تک ہوائی سروس فراہم کر رہی ہیں۔

بین الاقوامی سطح پر کراچی۔ لاہور۔ اسلام آباد اور پشاور سے بین الاقوامی سطح پر ہوائی سروس، سامان تجارت کی ترسیل اور مسافروں کے لیے آمدورفت کی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

(1) مشرق وسطیٰ کے ممالک

پشاور، اسلام آباد، لاہور اور کراچی سے مشرق وسطیٰ کے شہروں و ملکوں مسقط، ابوظہبی، دوبئی، بحرین، ذہران، ریاض، جدہ، کویت، تہران، مشہد، عمان، متحدہ عرب امارات، قطر، انقرہ اور دمشق وغیرہ کو ہوائی سروس کی سہولتیں میسر ہیں۔

(2) براعظم افریقہ کے ممالک

براعظم افریقہ کے شہروں قاہرہ (مصر) خرطوم (سوڈان) اور نیروبی (کینیا) تک پی۔ آئی۔ اے کی سروس جاتی ہے۔

(3) براعظم یورپ کے ممالک

براعظم یورپ کے شہروں روم (اٹلی)، فرینکفرٹ (جرمنی)، لندن۔ مانچسٹر (برطانیہ)، ایمسٹرڈم (ہالینڈ)، کوپن ہیگن (ڈنمارک) ماسکو (روس) اور زیورچ تک پی آئی اے کی پروازیں جاتی ہیں۔

(4) وسطی ایشیا کے ممالک

وسطی ایشیا کے مسلم ممالک کے لیے کراچی۔ اسلام آباد اور پشاور کے ہوائی اڈوں سے اشک آباد۔ باکو۔ تاشقند اور الماتے کے شہروں کے لیے ہوائی سروس کی سہولتیں میسر ہیں۔

(5) مشرق بعید اور جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک

پاکستان کے شہروں کراچی۔ لاہور اور اسلام آباد سے مشرق بعید اور جنوب مشرقی ایشیا کے شہروں کوالالمپور، سنگاپور، جکارتا (انڈونیشیا)، بنکاک (تھائی لینڈ)، منیلا (فلپائن)، ٹوکیو (جاپان)، کولمبو (سری لنکا)، مالے (مالدیپ)، ممبئی۔ دہلی (انڈیا)، ڈھاکہ (بنگلہ دیش)، کھٹمنڈو (نیپال)، بیجنگ (چین) اور ٹوکیو (جاپان) تک پی آئی اے کی پروازیں جاتی ہیں جس سے سامان تجارت کی ترسیل اور مسافروں کو آمدورفت کی سہولتیں میسر ہیں۔

(6) براعظم شمالی امریکہ کے ممالک

کراچی سے براستہ یورپ، نیویارک اور شکاگو (یو۔ ایس۔ اے) اور ٹرانٹو (کینیڈا) کے شہروں کے لیے پی۔ آئی۔ اے ہوائی سروس فراہم کر رہی ہے۔

پاکستان میں ہوائی سروس کی سہولتوں کو بہم پہنچانے، جدید بنانے اور ہوائی اڈوں کی تعمیر کا کام سول ایوی ایشن اتھارٹی (The Civil Aviation Authority) کے ذمے ہے۔ لاہور، کراچی اور اسلام آباد کے ہوائی اڈوں پر انٹرنیشنل ٹرمینل تعمیر کرنے کے پروگرام کے تحت کراچی کے ہوائی اڈے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ جبکہ اسلام آباد و لاہور کے ہوائی اڈوں کو جدید بنانے کا کام ہو رہا ہے جو کہ عنقریب مکمل ہونے والا ہے۔

پاکستان کی ہوائی سروس کا شعبہ کارگو بین الاقوامی تجارت کے فروغ کے سلسلے میں بہترین سہولتیں فراہم کر رہا ہے جبکہ مسافر بردار سروس بیرون ملک پاکستانی لوگوں کی سروس کے لیے دن رات کوشاں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

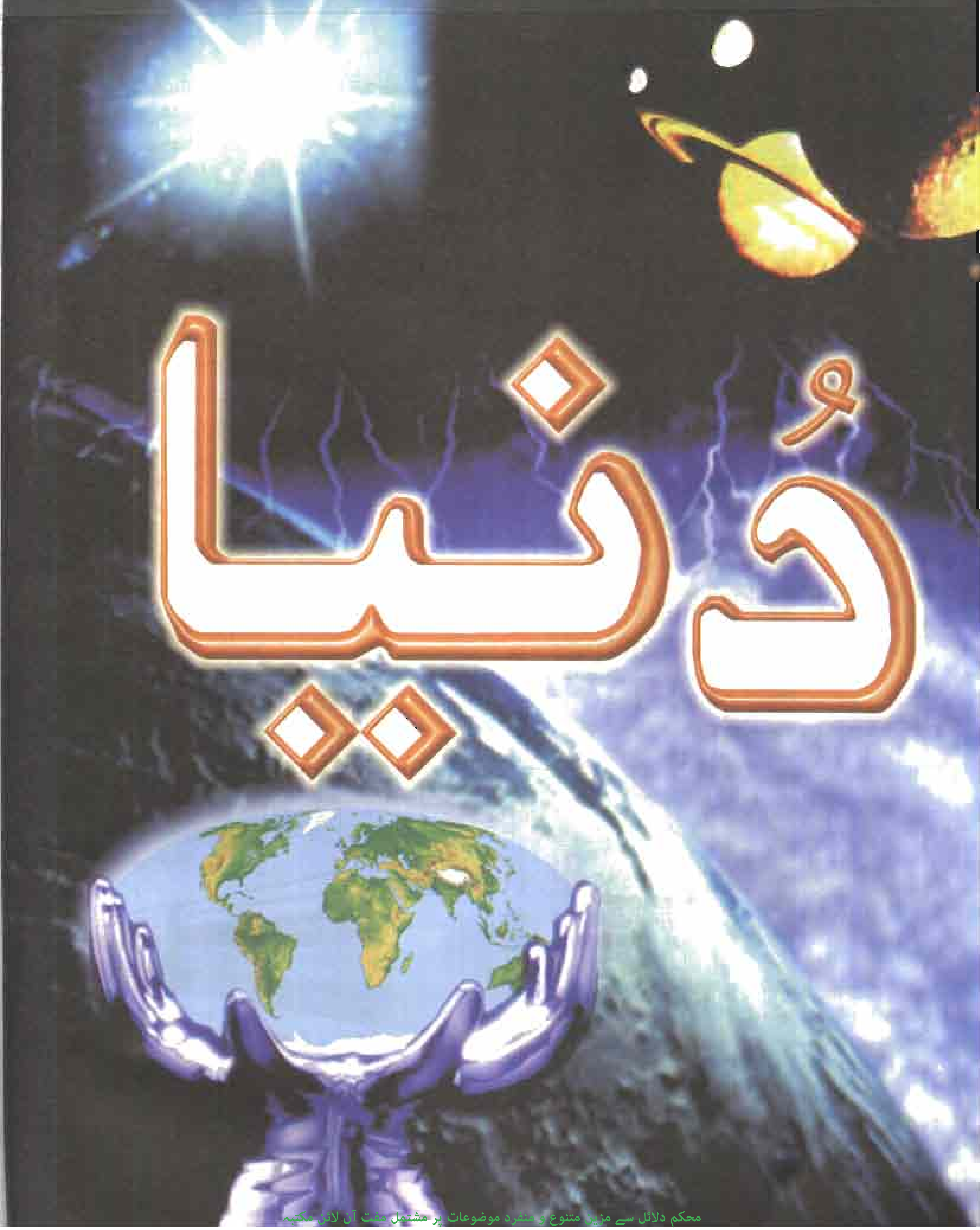

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم افریقہ اہم معلومات

Africa (Important Informations)

رقبہ	11,683,000 مربع میل (30,258,000 مربع کلومیٹر)
ممالک کی تعداد	53 ممالک آبادی کی گنجانی 69 افراد فی مربع میل (27 افراد فی مربع کلومیٹر)
رقبے کے لحاظ سے بڑا ملک	967,494 مربع میل۔ 2,503,890 مربع کلومیٹر (سوڈان)
رقبے کے لحاظ سے چھوٹا ملک	سیچیلیس 145 مربع میل۔ 455 مربع کلومیٹر
براعظم افریقہ کی کل آبادی	800.810 ملین افراد (11% دنیا کی آبادی)
آبادی کے لحاظ سے بڑا ملک	نائجیریا 120,817,000 افراد
آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ملک	سیچیلیس 81,000 افراد
براعظم کا سب سے گنجان آباد ملک	موریشیس 588 افراد فی مربع کلومیٹر
براعظم کا سب سے کم گنجان آباد ملک	نمیبیا 2.3 افراد فی مربع کلومیٹر
براعظم کا سب سے بڑا دریا	دریائے نیل 6,670 کلومیٹر۔ دنیا کا سب سے لمبا دریا
براعظم کا سب سے اونچا پہاڑ	ماؤنٹ کلیمنجارو 5,895 میٹر (19,340 فٹ)
براعظم کا سب سے نشیبی علاقہ	قطارہ کا نشیب۔ جو سطح سمندر سے 436 فٹ (133 میٹر) نشیب میں ہے۔
براعظم کی سب سے بڑی جھیل	69,484 مربع کلومیٹر (جھیل وکٹوریہ)
براعظم کا سب سے بڑا صحرا	صحرائے اعظم (Great Sahara) دنیا کا سب سے بڑا صحرا ہے۔ جو تقریباً براعظم افریقہ کے ایک تہائی رقبے (8,500,000 مربع کلومیٹر) پر پھیلا ہوا ہے۔ اور دنیا کا گرم ترین خطہ ہے۔ اور دن کے وقت درجہ حرارت 57° سنٹی گریڈ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور رات کا درجہ حرارت 0° سنٹی گریڈ تک (نقطہ انجماد) گر سکتا ہے۔ اور دنیا کے بلند ترین ریت کے ٹیلے اس صحرا میں پائے جاتے ہیں۔ جن کی بلندی 430 میٹر تک ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم افریقہ آبادی کی خصوصیات

شمار	ملک کا نام	دارالحکومت	رقبہ/مربع کلومیٹر	آبادی (ہزار)	شرح افزائش فیصد	آبادی کی گنجانی فی مربع کلومیٹر
1	الجیریا	الجیرز	2,381,741	31,158	%2.6	13
2	انگولا	لوآنڈا	1,246,700	13,400	%3.8	11
3	بینن	پورٹونووو	112,680	6,266	%3.3	56
4	بوٹسوانہ	گیبرون	581,730	1,562	%2.9	2.7
5	برکانافاسو	اوگاڈوگو	274,400	11,884	%2.7	43
6	برونڈی	بوجمبورا	27,816	6,548	%2.6	235
7	کیمرون	یوآنڈی	475,442	15,245	%3.2	32
8	کیپ وردی	پرایا	4,033	448	%2.8	111
9	سنٹرل افریقن ریپبلک	بینگوئی	662,436	3,539	%2.4	6
10	چاڈ	این۔ڈجمینا	1,284,000	7,307	%3.4	6
11	جزائر کموروز	مورونی	1,862	640	%2.9	344
12	ریپبلک آف کانگو	برازاولی	342,000	2,970	%3.2	9
13	ڈیموکریٹک ریپبلک کانگو	کنساشا	2,345,095	51,136	%3.6	22
14	کوٹ۔ڈی۔آوری	آبادجان	320,763	16,761	%3.1	53
15	جبوتی	جبوتی	23,200	680	%3.0	30
16	مصر	قاہرہ	997,739	66,062	%2.3	66
17	استوائی گیانا	ملابو	28,051	448	%2.9	16
18	اریٹیریا	اسمارا	117,400	4,025	%3.0	35
19	اتھوپیا	ادیس ابیابا	1,133,882	63,785	%2.6	57
20	گیبون	لیبری ولی	267,667	1,244	%3.0	5
21	گیمبیا	بینجول	10,689	1,288	%4.0	121
22	گھانا	اکرا	238,533	18,460	%3.1	78
23	گیانا	کوناکری	245,857	7,759	%3.0	32
24	گنی بساؤ	بساؤ	36,125	1,192	%2.5	33
25	کینیا	نیروبی	582,646	32,577	%3.1	56
26	لیسوتھو	مسیرو	30,355	2,114	%2.5	70
27	لائبیریا	مونروویا	99,067	3,049	%2.8	31
28	لیبیا	تریپولی (طرابلس)	1,757,000	6,294	%2.6	3.5
29	مدغاسکر (مالاگاسی)	انیٹاناناریوو	587,041	15,295	%3.2	26
30	ملاوی	لیلونگوی	118,484	10,534	%3.1	90

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمار	ملک کا نام	دارالحکومت	رقبہ/مربع کلومیٹر	آبادی (ہزار)	شرح افزائش فیصد	آبادی کی گنجانی فی مربع کلومیٹر
31	مالی	باماکو	1,248,574	10,596	%3.2	9
32	موریطانیہ	نوآکچوٹ	1,030,700	2,580	%3.2	3
33	موریشیش	پورٹ لوئیس	2,040	1,199	%1.3	588
34	مراکش	رباط	458,730	28,804	%2.1	63
35	موزمبیق	میپوتو	812,379	19,829	%2.6	25
36	نمیبیا	ونڈہوک	825,118	1,957	%3.0	3
37	نائیجر	نیامی	1,287,000	10,805	%3.9	9
38	نائیجیریا	لاگوس/ ابوجا	923,768	120,817	%3.3	131
39	روانڈا	کرگالی	26,338	8,900	%2.2	338
40	ساؤتوم و پرنسپ	ساؤتوم	1,001	146	%3.0	146
41	سینگال	ڈاکار (ڈاکر)	196,712	9,495	%3.0	48
42	سیچلس	وکٹوریہ	455	81	—	178
43	سیرالیون	فری ٹاؤن	71,740	5,069	%2.8	71
44	صومالیہ	موگادیشو	637,000	9,079	%2.2	15
45	جنوبی افریقہ	کیپ ٹاؤن	1,223,200	44,462	%2.3	37
46	سوڈان	خرطوم	2,503,890	35,454	%2.3	14
47	سوازی لینڈ	مبابین	17,364	1,042	%3.6	60
48	تنزانیہ	دارالسلام/ڈوڈوما	942,799	32,128	%3.3	34
49	ٹوگو	لوم	56,785	4,818	%3.4	85
50	تیونس	تیونس	164,150	9,694	%1.9	59
51	یوگنڈا	کمپالا	241,040	21,891	%3.5	91
52	زیمبیا	لوساکا	752,614	10,754	%3.1	14
53	زیمبابوے	ہرارے	390,757	12,514	%2.6	32

براعظم افریقہ کے 53 آزاد ممالک کے علاوہ ابھی تک کچھ جزائر ایسے ہیں۔ جن کا انتظام دوسرے ممالک کے پاس ہے۔ اور ابھی تک محکوم ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں

1	مایوٹی (فرانس)	موئٹزو	362	95	—	262
2	ری یونین (فرانس)	سینٹ ڈینس	2,510	591	—	238
3	سینٹ ہلینا	جیمس ٹاؤن	420	7	—	17
4	مغربی صحرا	—	252,000	239	—	2

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

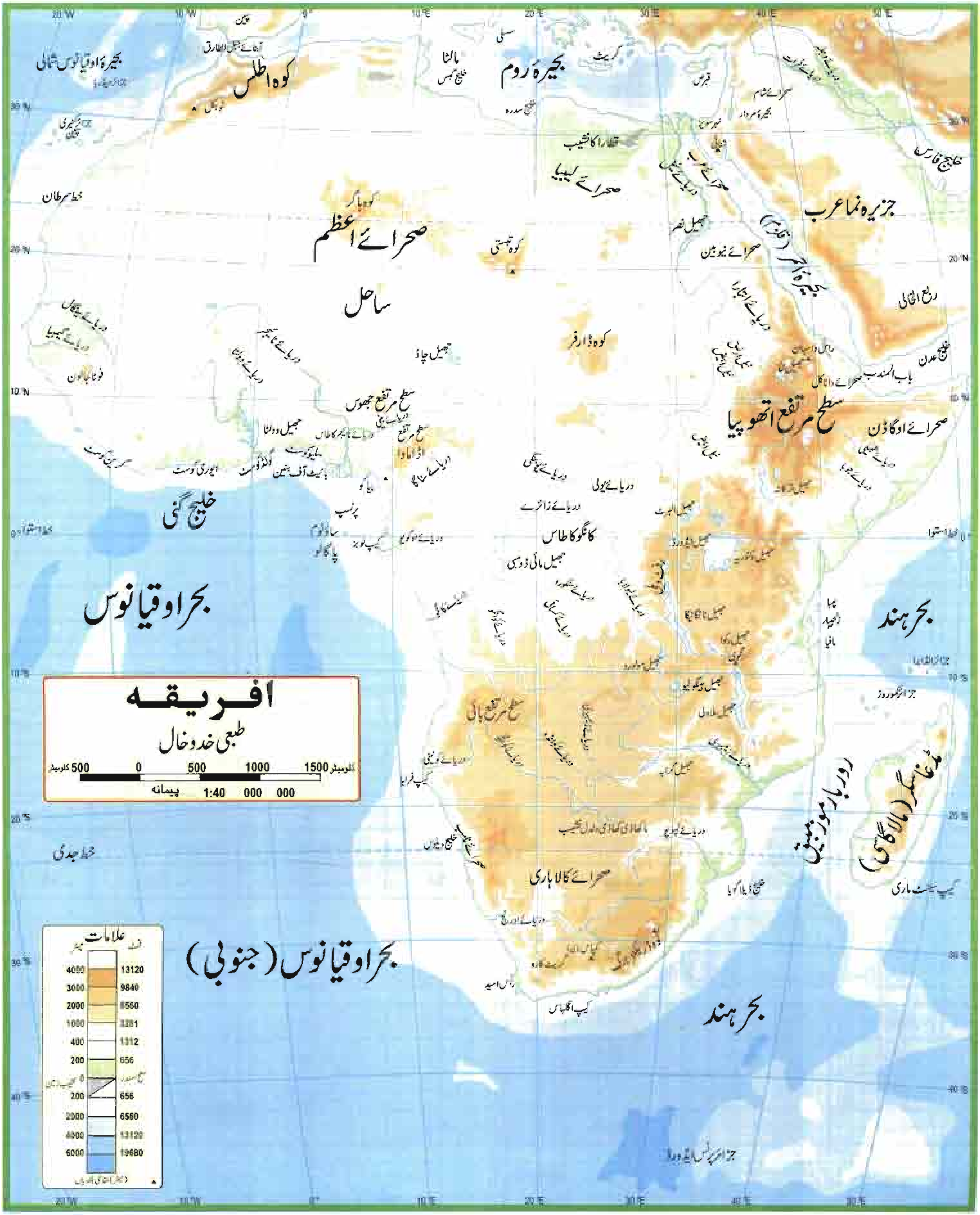

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

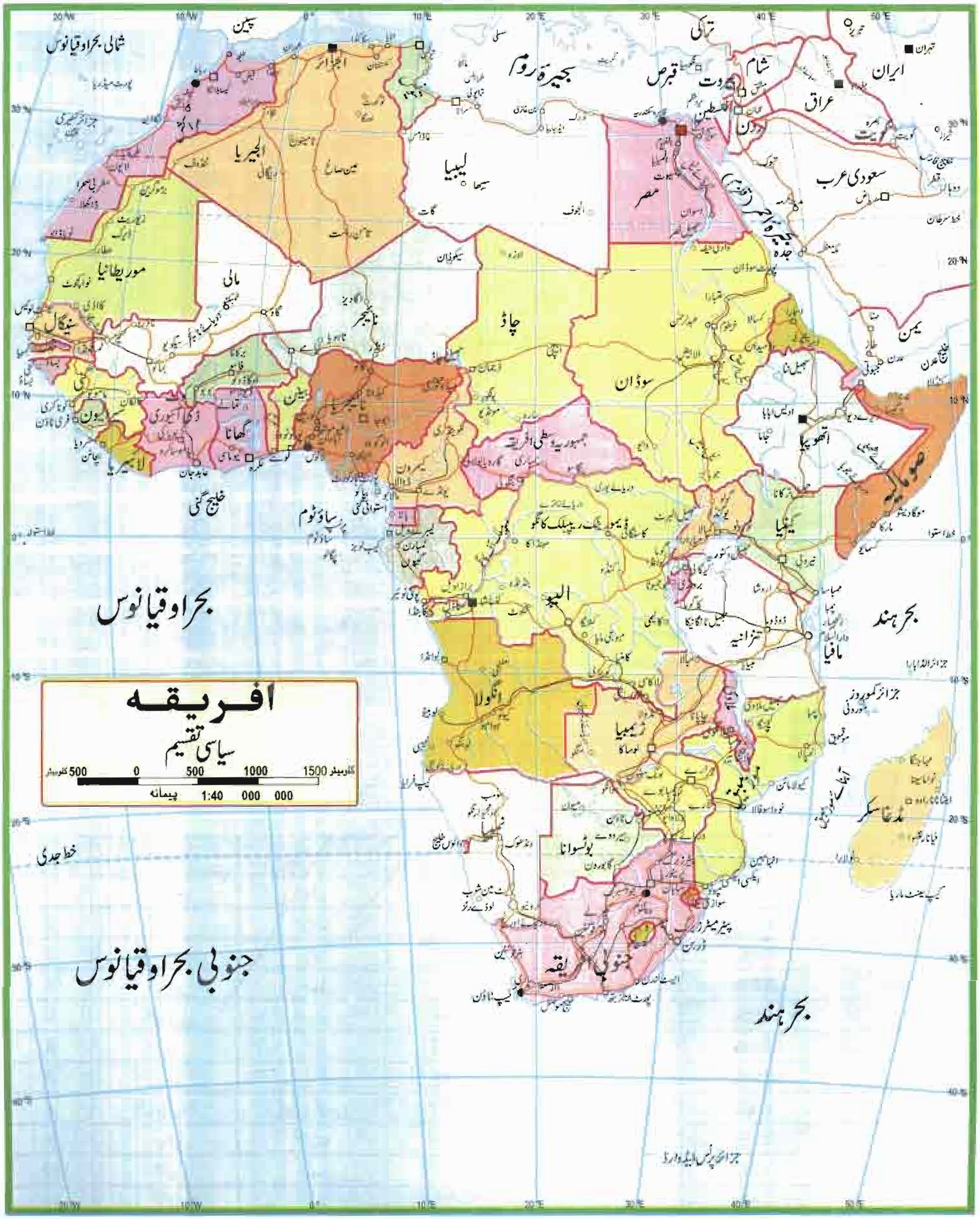

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم ایشیاء کی اہم معلومات

(Important Informations of Asia)

1-رقبہ	17,085,000 مربع میل 44,250,000 مربع کلومیٹر۔ براعظم ایشیا کا رقبہ دنیا کے مجموعی رقبے کا 29.8% ہے۔
2-محل وقوع	(i) شمال : بحیرہ کارا۔ بحیرہ لیپٹو۔ مشرقی سائبیرین بحیرہ۔ بحیرہ چوکچی۔ یہ تمام بحیرے بحر منجمد شمالی کا حصہ ہیں۔ (ii) جنوب : بحیرہ ہند۔ خلیج بنگال اور بحیرہ عرب۔ جبکہ جنوب مغرب میں خلیج عدن۔ بحیرہ قلزم اور نہر سویز واقع ہیں۔ (iii) مشرق : بحرالکاہل۔ آبنائے بیرنگ۔ بحیرہ بیرنگ۔ بحیرہ اوکٹسک۔ بحیرہ جاپان۔ بحیرہ زرد۔ بحیرہ مشرق چین اور بحیرہ جنوبی چین (iv) مغرب: بحیرہ روم۔ بحیرہ ایجیئن۔ بحیرہ مارمورا۔ آبنائے فاسفورس۔ بحیرہ اسود۔ کوہ قاف۔ بحیرہ کیسپین۔ دریائے یورال۔ کوہ یورال
3-آبادی	3669 ملین افراد (2000ء)۔ آبادی کی گنجانی 298 افراد فی مربع میل۔ 115 افراد فی مربع کلومیٹر۔ شرح خواندگی (15 سال سے اوپر افراد) 1995ء مرد 81.2%۔ عورتیں 63.7% فی کس آمدنی 2,610 امریکی ڈالر
4-بلند ترین پہاڑ	ماؤنٹ ایورسٹ 29,035 فٹ 8,850 (میٹر) کوہ ہمالیہ (نیپال)
5-اہم پہاڑ	کوہ الطائی۔ کوہ البرز۔ کوہ زیگروس۔ کوہ ہمالیہ۔ کوہ قراقرم۔ کوہ تان شان۔ کوہ کن لن۔ کوہ یورال
6-اہم دریا	آمو دریا۔ برہم پترا۔ دجلہ۔ فرات۔ سندھ۔ گنگا۔ جمنا۔ ہوانگ ہو۔ ینگ سی کیانگ۔ سی کیانگ۔ میکانگ۔ اوب۔ ینیسی۔ اراوادی۔ لینا۔ سیر دریا وغیرہ۔
7-اہم جھیلیں	بحیرہ ارل۔ جھیل بیکال۔ جھیل بالکش۔ بحیرہ کیسپین۔ جھیل کوکونار۔ جھیل ارمیا۔ جھیل وان۔ جھیل ٹونلی سیپ
8-اہم صحرا	دشت لوط۔ دشت کاویر۔ صحرائے گوبی۔ صحرائے تھار۔ صحرائے نفود۔ صحرائے ربع الخالی۔ صحرائے تکلا مکان
9-زمین کا استعمال	کل رقبہ 4903.8 ملین ہیکٹر۔ جنگلات 1523.6 ملین ہیکٹر۔ چراگاہیں 911.7 ملین ہیکٹر۔ زیر کاشت رقبہ 713.6 ملین ہیکٹر۔ متفرق رقبہ 1754.9 ملین ہیکٹر

براعظم ایشیاء کی آبادی کی نمایاں خصوصیات

Salient features of Asian Population

شمار	نام ملک	دارالحکومت	رقبہ/مربع کلومیٹر	آبادی (ہزاروں میں)	شرح افزائش	آبادی کی گنجانی/مربع کلومیٹر
1	افغانستان	کابل	652,225	26,668	5.0%	41
2	آرمینیا	یریوان	29,800	3,795	1.0%	128
3	آذربائیجان	باکو	86,600	7,910	1.4%	92
4	بحرین	المناما	695	695	3.5%	1000
5	بنگلہ دیش	ڈھاکہ	148,383	132,081	1.9%	890
6	بھوٹان	تھمپو	47,.000	1,942	3.4%	42
7	برونائی	بندر سری بھگوان	5,765	331	2.9%	58
8	میانمار (برما)	ینگون (رنگون)	676,577	49,388	1.3%	73
9	کمبوڈیا	نوم پن	181,916	11,498	3.3%	64
10	چین	بیجنگ	9,572,900	1,328,847	1.2%	133
11	قبرص	نکوسیا	9,251	832	1.4%	90

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نمبر	ملک	دارالحکومت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
12	جارجیا	تبلیسی	69,700	5,442	0.0	78
13	انڈیا	نئی دھلی	3,165,596	1,022,021	2.0%	323
14	انڈونیشیا	جکارتہ	1,919,317	210,249	1.9%	109
15	ایران	تہران	1,638,057	66,834	1.9%	41
16	عراق	بغداد	435,052	24,731	3.0%	57
17	اسرائیل	یروشلم	20,700	5,881	3.0%	284
18	جاپان	ٹوکیو	377,750	127,287	0.3%	337
19	اردن	عمان	88,946	4,940	5.2%	56
20	قزاکستان	الماتے	2,717,300	16,671	-0.7%	6
21	شمالی کوریا	پیانگ یانگ	122,762	25,491	1.8%	208
22	جنوبی کوریا	سیول	99,274	46,789	1.1%	471
23	کویت	کویت سٹی	17,818	2,458	-1.9%	138
24	قرغیزستان	بشکیک	198,500	4,699	1.0%	24
25	لاؤس	وینتیانی	236,800	5,602	3.0%	24
26	لبنان	بیروت	10,230	4,210	2.1%	412
27	ملائیشیا	کوالالمپور	330,442	22,180	2.8%	67
28	مالدیپ	مالے	298	286	3.0%	960
29	منگولیا	الان بتور	1,566,500	2,584	2.2%	1.6
30	نیپال	کھٹمنڈو	147,181	23,042	2.8%	157
31	اومان	مسقط	306,000	2,626	5.0%	9
32	پاکستان	اسلام آباد	796,095	130,580	2.4%	164
33	فلپائن	منیلا	300,076	78,414	2.6%	262
34	قطر	دوحا	11,437	742	6.1%	65
35	سعودی عرب	الریاض	2,240,000	21,257	3.9%	10
36	سنگاپور	سنگاپور	641	3,292	2.2%	5136
37	سری لنکا	کولمبو	65,610	19,258	1.4%	294
38	شام	دمشق	185,180	16,909	3.3%	91
39	تائیوان	تائی پی	36,169	22,263	-	616
40	تاجکستان	دوشنبے	143,100	6,392	2.0%	45
41	تھائی لینڈ	بنکاک	513,115	62,405	1.4%	122
42	ترکی	انقرہ	779,452	66,842	1.8%	86
43	ترکمانستان	اشک آباد	488,100	4,922	3.6%	10
44	متحدہ عرب امارات	ابوظہبی	77,700	2,724	5.6%	35
45	ازبکستان	تاشقند	447,400	25,015	2.3%	56
46	ویت نام	ہنوئی	329,566	82,648	2.0%	251
47	یمن	صنا	531,869	19,200	4.8%	36
48	مشرقی تیمور	ڈلی	—	—	—	—

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

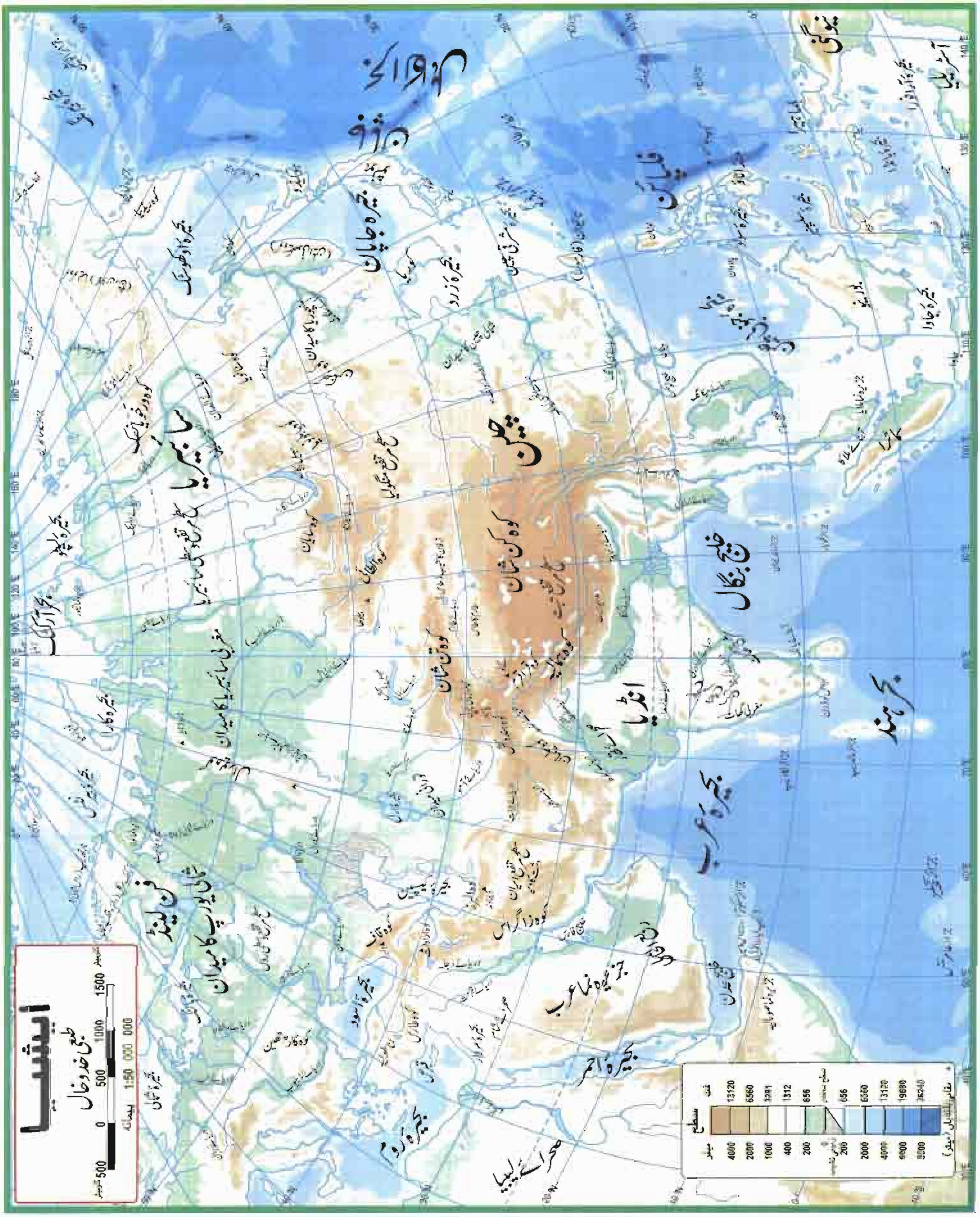

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

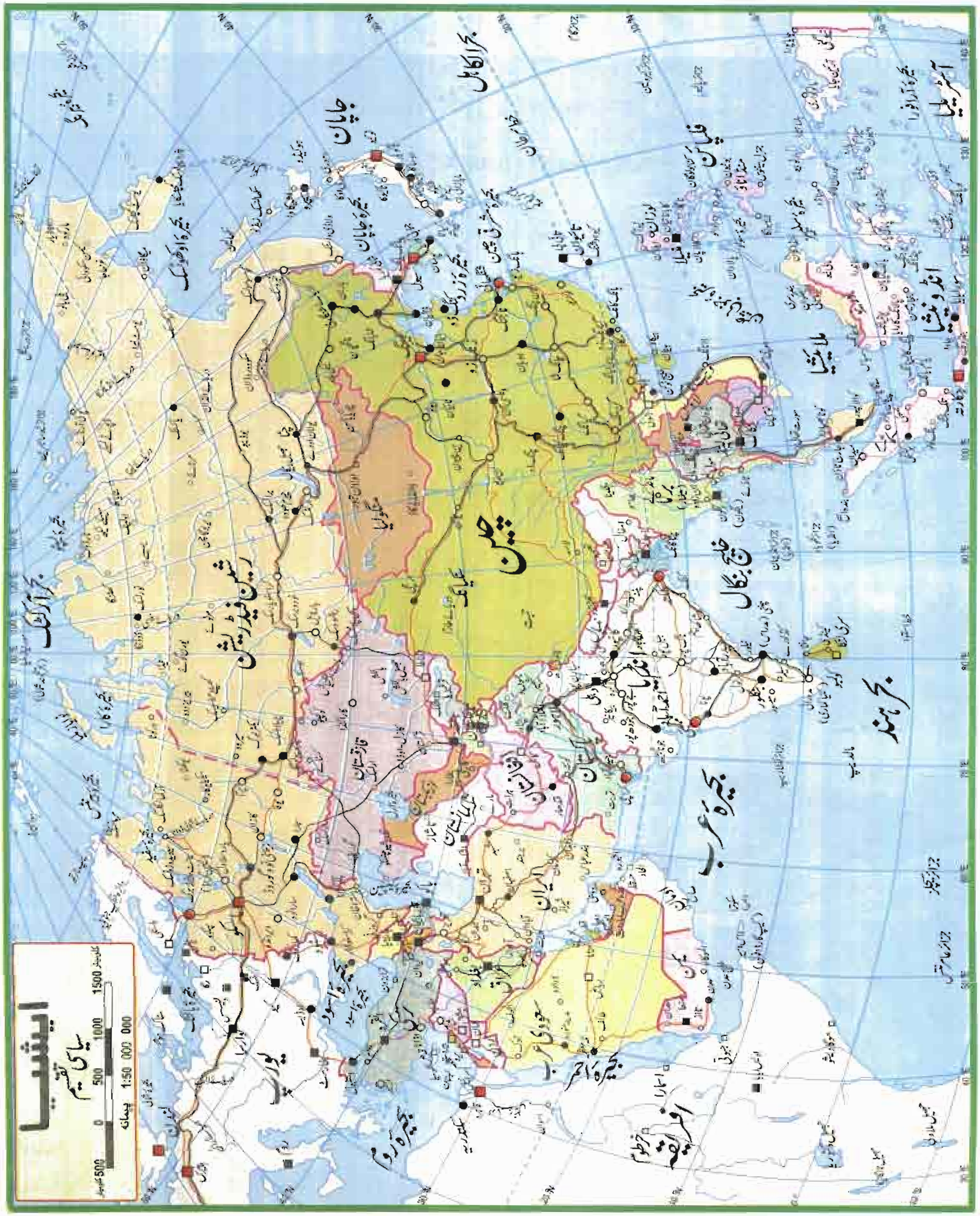

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم آسٹریلیا اہم معلومات
Important Informations (Australia)

رقبہ	3,287,580 مربع میل (8,514,820 مربع کلومیٹر)
محل وقوع	(i) شمال۔ بحیرہ تیمور اور بحیرہ آرافورا (ii) جنوب۔ بحر ہند (iii) مشرق۔ بحیرہ کورل۔ بحیرہ تسمان۔ بحر الکاہل۔ (iv) مغرب۔ بحر ہند۔
بلند ترین پہاڑ	کوہ کوسیکسکو۔ 7,130 فٹ (2,228 میٹر)
پست ترین مقام	جھیل ایری 52 فٹ (16 میٹر) سطح سمندر سے نیچے۔
آبادی (2000)	30,773,000 افراد۔ گنجانی۔ 9.4 افراد فی مربع میل۔ 3.6 افراد فی مربع کلومیٹر
آبادی کے لحاظ سے بڑا شہر	سڈنی۔ 3,657,000 افراد
اہم دریا	دریائے ڈارلنگ۔ دریائے مرے۔ دریائے میکلواری۔
اہم جھیلیں	جھیل ایری۔ جھیل فروی (آسٹریلیا)۔ جھیل ٹاپو (نیوزی لینڈ)۔ جھیل بادا (نارو)۔ جھیل مرے (پاپوا نیوگنی)۔
اہم صحرا	صحرائے گریٹ وکٹوریہ صحرائے گریٹ سینڈی۔ صحرائے سیمپسن۔ صحرائے تانامی۔ صحرائے گبسن۔
اہم جزائر	جزائر فجی۔ جزائر سمویا۔ جزائر ویلس اینڈ فونا۔ جزائر فونکس۔ جزائر گلبرٹ۔ جزائر الائیس۔ جزائر سولومون۔ جزائر نیو ہبرائڈس۔ جزائر سانتا کروز۔
اہم میدان	نالاربور کا میدان۔ گریٹ آسٹریلین بیسن۔ گرے کا میدان۔ دریائے مرے۔ ڈارلنگ کا طاس۔ بارک لے کا میدان (آسٹریلیا)
اہم سطوح مرتفع	گریٹ ویسٹرن پلیٹو۔ کمبرے پلیٹو۔

نوٹ: براعظم آسٹریلیا کے مشرقی ساحل کے ساتھ 1900 کلومیٹر لمبی گریٹ بیریر ریف (Great Barrier Reef) دنیا کی سب سے بڑی کورل ریف (Coral reef) ہے۔ جو سیاحوں کے لیے دلچسپی اور دلکشی کا سامان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم آسٹریلیا کی آبادی کی تقسیم

شمار	ملک کا نام	دارالحکومت	رقبہ/مربع کلومیٹر	آبادی (ہزار)	شرح افزائش فیصد	آبادی کی گنجانی فی مربع کلومیٹر
1	آسٹریلیا	کینبرا	7,682,300	19,201	%1.3	2.5
2	جزائر فجی	سووا	17274	854	%0.1	46.7
3	جمہوریہ کریباتی	تراوا	811	88	%2.5	108.5
4	جزائر مارشل	ماجورو	181	68	%4.2	376
5	مائیکرونیشیا	پالیکر	701	125	%2.4	178
6	جزائر نارو	یارن	21.1	11	%1.4	519
7	نیوزی لینڈ	ولنگٹن	270,534	3,840	%1.4	14
8	پالاؤ	کورور	458	20	%2.9	44
9	پاپوا نیوگنی	پورٹ مورسبی	462,840	4,809	%2.6	11
10	جزائر سولومون	ہونیارا	28,370	459	%3.7	15
11	کنگڈم آف ٹونگا	نوکوالوفا	750	103	%0.4	137
12	ٹووالاؤ	فونافوٹی	24.4	10	-	410
13	وانوٹو	پورٹ ویلا	12,190	189	%3.1	16
14	مغربی سمویا	اپایا	2,831	214	%3.7	76

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

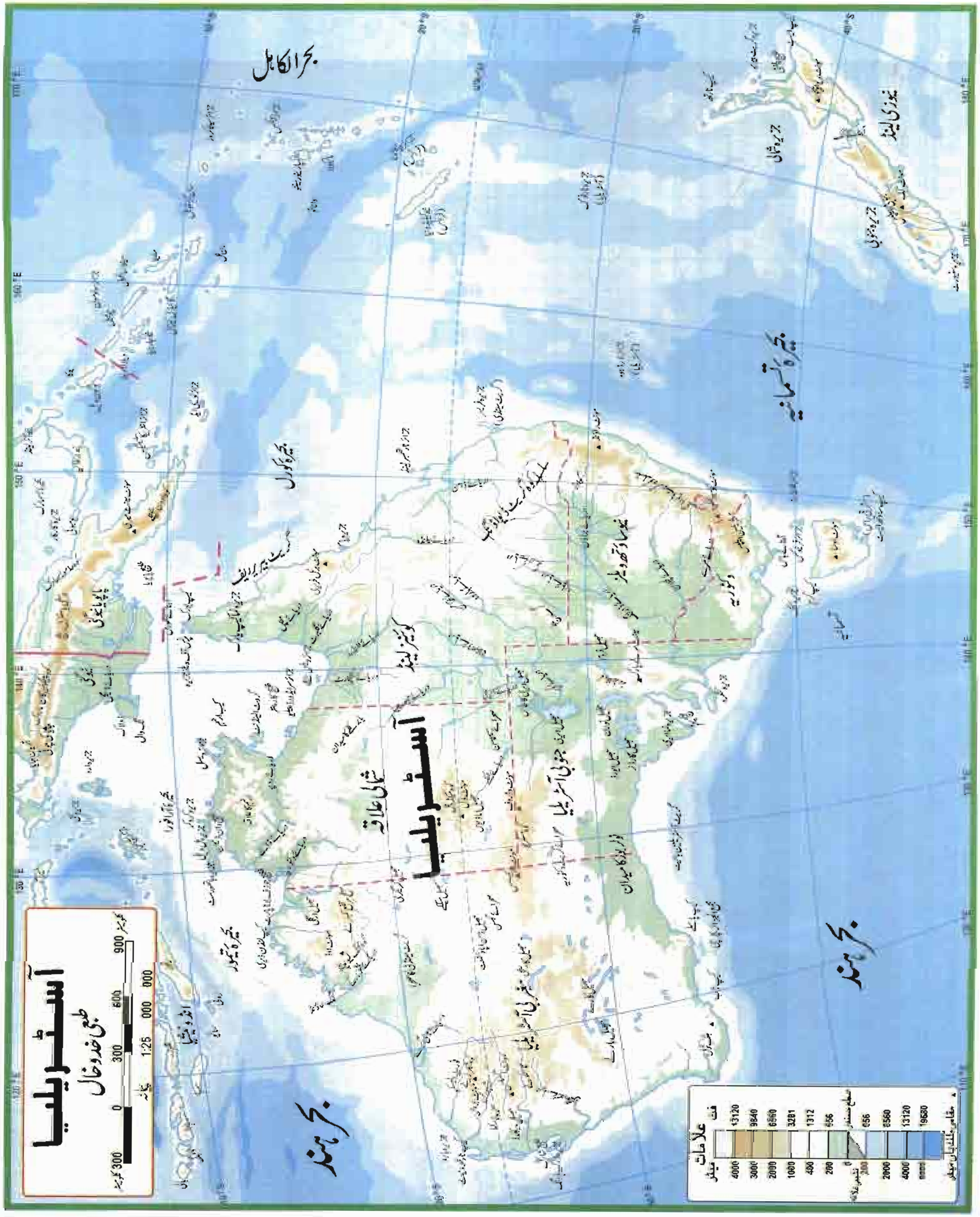

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

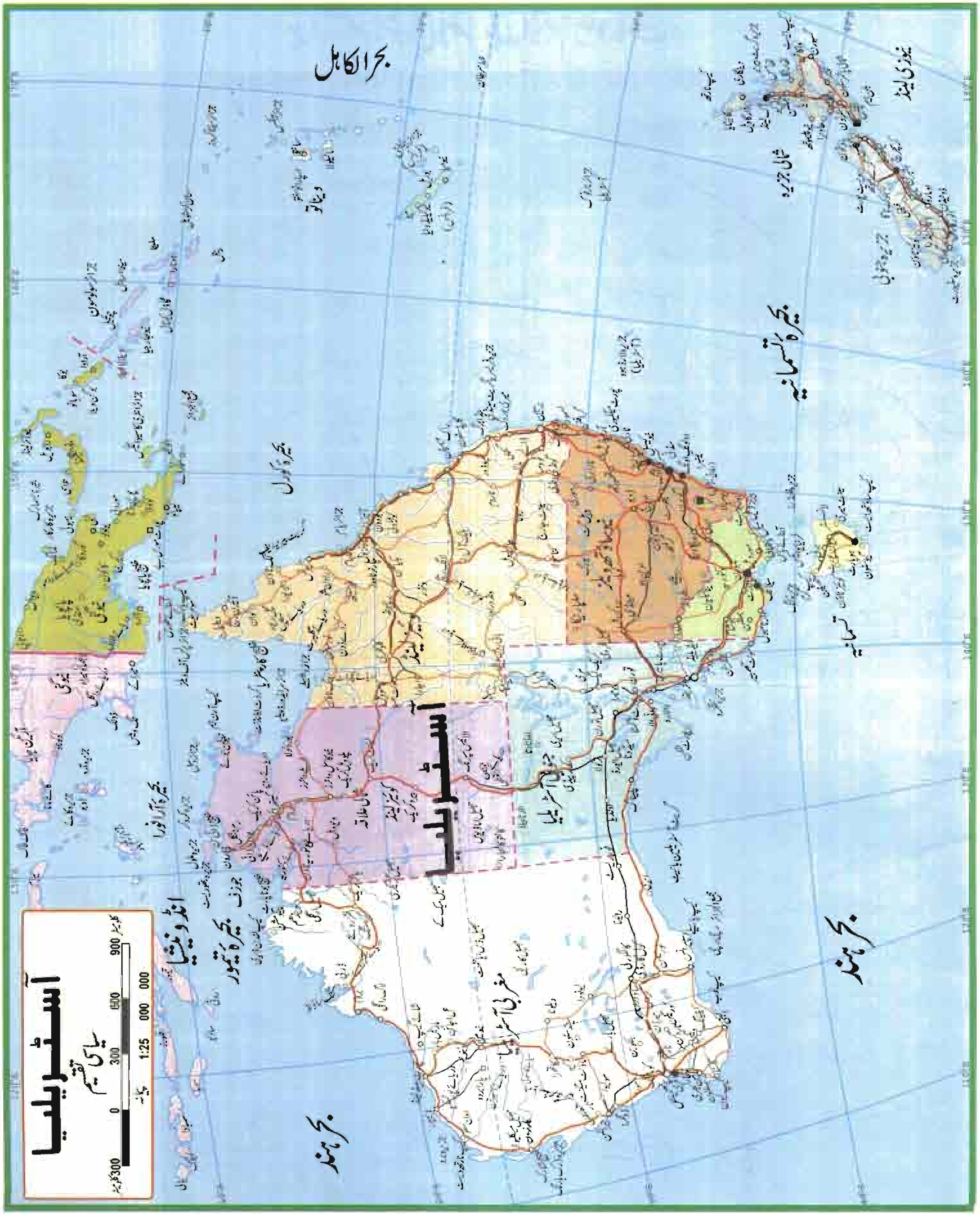

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم جنوبی امریکہ اہم معلومات

South America (Important Informations)

رقبہ	17,814,400 مربع کلومیٹر (6,878,200 مربع میل)
آبادی	341.626 ملین افراد۔ شرح افزائش۔ 1.9% سالانہ
آبادی کی گنجانی	تقریباً 20 افراد فی مربع کلومیٹر
ممالک کی تعداد	13 آزاد ممالک + 2 محکوم ممالک (15)
ساحل سمندر کی لمبائی	39,880 کلومیٹر (24,780 میل)
بلند ترین پہاڑ	ماؤنٹ آکونکاگیا (Mt . Aconcagua) 6,959 میٹر (22,831 فٹ) ارجنٹائن
اہم پہاڑی سلسلہ	کوہ انڈیز (4,500 میل)
نشیبی علاقہ	سیلی ناس گرینڈس (جزیرہ نما والدس) 35 میٹر سطح سمندر سے نیچے
بڑی جھیل	جھیل ٹیٹیکاکا (پیرو) 8,290 مربع میل (دنیا کی بلند ترین بڑی جھیل سطح سمندر سے 3,182 میٹر بلند)
اہم آبشار	آبشار اینجل 980 میٹر بلند۔ ماؤنٹ رولاما (گیانا) دریافت 1935ء
اہم اور لمبا دریا	دریائے ایمیزن 6,570 یا 6,437 کلومیٹر لمبا۔ دنیا کا دوسرا لمبا دریا
براعظم کا بڑا ملک	برازیل 8,512,000 مربع کلومیٹر (3,286,478 مربع میل)
براعظم کا چھوٹا ملک	ٹرانیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو۔ 5,128 مربع کلومیٹر (2,000 مربع میل)
اہم جنگل	دریائے ایمیزن کے طاس کا استوائی بارانی جنگل دنیا کا سب سے بڑا بارانی جنگل ہے
آبادی کے لحاظ سے بڑا ملک	برازیل۔ 172,860,370 افراد (2000ء)
آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ملک	سری نام (آزاد) 4,65,000 افراد جزائر فاک لینڈ (محکوم) 2,317 افراد
سب سے گنجان آباد ملک	ٹرانیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو۔ 255 افراد فی مربع کلومیٹر
سب سے کم گنجان آباد ملک	سری نام۔ 3 افراد فی مربع کلومیٹر
سب سے پسماندہ ملک	پیراگوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم جنوبی امریکہ کی آبادی کے اہم خدوخال

شمار	ملک کا نام	دارالحکومت	رقبہ / مربع کلومیٹر	آبادی	شرح افزائش فیصد	آبادی کی گنجانی فی مربع کلومیٹر
1	ارجنٹائن	بیونس آئرس	2,780,400	369,55,182	1.5	15
2	بولیویا	لاپازر سیکری	1,098,581	8,329,620	1.9	8
3	برازیل	برازیلیا	8,511,996	172,860,370	0.95	20
4	چلی	سینٹیاگو	756,626	15,153,797	1.8	20
5	کولمبیا	بگوٹا	1,141,748	39,685,000	1.7	40
6	ایکویڈور	کیوٹو	272,045	12,920,092	2.0	47
7	گیانا	جارج ٹاؤن	215,083	100,800	0.5	4.7
8	پیراگوئے	اسون سیون	406,752	5,585,825	2.6	14
9	پیرو	لاما	1,285,216	27,012,899	1.8	20
10	سری نام	پیرامار یبو	163,820	465,000	1.5	3
11	ٹرانیڈا ڈ اینڈ ٹوبیگو	پورٹ آف سپین	5,128	1,175,523	0.5	255
12	یوراگوئے	مونٹی وڈیو	176,215	3,609,000	0.8	20
13	وینزویلا	کاراکاس	912,050	24,170,000	1.6	27

براعظم کے محکوم ممالک

1	فرانسیسی گیانا	کینی	33,399 مربع میل	172,605 مربع میل	—	5.2 مربع میل
2	جزائر فاک لینڈ	سٹینلے	4,700	2,317	—	0.5

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم شمالی امریکہ اہم معلومات

North America (Important Informations)

براعظم کا رقبہ	24,320,000 مربع کلومیٹر یا 9,390,000 مربع میل۔ دنیا کا تیسرا بڑا براعظم ہے۔ اور خشکی کے کل رقبے کا 17% گھیرے ہوئے ہے۔
آبادی	477.418 ملین افراد۔ شرح افزائش تقریباً 1% سالانہ۔ براعظم میں کینیڈا کی آبادی کی گنجانی سب سے کم 3.1 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔ جبکہ بارباڈوس کی آبادی کی گنجانی 621 افراد فی مربع کلومیٹر ہے جو سب سے زیادہ ہے۔
رقبے کے لحاظ سے بڑا ملک	9,970,610 مربع کلومیٹر۔ کینیڈا
رقبے کے لحاظ سے چھوٹا ملک	269 مربع کلومیٹر۔ سینٹ کٹس اینڈ نی وس
رقبے کے لحاظ سے بڑی جھیل	83,270 مربع میل۔ جھیل سپیریر
نشیبی مقام	وادی ڈیتھ (Death Valley) سطح سمندر سے 85 میٹر نیچے گہری
بلند ترین مقام	6,194 میٹر بلند ماؤنٹ میکنلے (Mount Mckinley)
گرم ترین مقام	وادی ڈیتھ (یو۔ایس۔اے) 56.7° سنٹی گریڈ درجہ حرارت ریکارڈ کیا گیا۔
سرد ترین مقام	دریائے میکنزی کی وادی۔ کینیڈا۔ 78°- سنٹی گریڈ درجہ حرارت ریکارڈ کیا گیا۔
بلند ترین آبشار	یاسمایت آبشار 739 میٹر بلند۔ دنیا کی تیسری بڑی آبشار
آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ملک	جزائر انٹی گوا اینڈ باربودا 68 ہزار افراد
آبادی کے لحاظ سے بڑا ملک	ریاست ہائے متحدہ امریکہ 275,563 ہزار افراد
دنیا کا بلند ترین درخت	ریڈوڈ۔ ریڈوڈ نیشنل پارک (کیلیفورنیا) 365.5 فٹ
دنیا کا اہم ترین قدرتی عجوبہ	دی گرینڈ کینین (The Grand Canyon) یہ قدرتی کھائیوں کا 445 کلومیٹر لمبا ایک عجیب وغریب سلسلہ ہے، جسے دریائے کولوراڈو نے لاکھوں سالوں میں عمل تخریب کاری کے ذریعے زمین کو تراش کر بنا دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم شمالی امریکہ کی آبادی کے اہم خدوخال

شمار	ملک کا نام	دارالحکومت	رقبہ مربع / کلومیٹر	آبادی (ہزار)	شرح افزائش فیصد	آبادی کی گنجانی فی مربع کلومیٹر
1	کینیڈا	اوٹاوہ	9,970,610	31,278	%0.4	3.1
2	میکسیکو	میکسیکوسٹی	1,958,201	100,350	%1.8	51
3	یو۔ایس۔اے	واشنگٹن ڈی۔سی	9,529,063	275,563	%1.0	29
4	اینٹی گویا اینڈ باربوڈا	سینٹ جانز	442	68	%1.4	154
5	جزائر بہاماز	ناساؤ	13,939	298	%1.3	22
6	بارباڈوس	برج ٹاؤن	430	274	%0.5	621
7	بیلز	بلموپان	22,965	249	%2.8	11
8	کوسٹاریکا	سین جوس	51,100	3,711	%1.6	72
9	کیوبا	ہوانا	110,861	11,365	%0.5	103
10	ڈومینکا	روسیو	750	74	%1.0	99
11	ڈومینکن ریپبلک	سینٹوڈومنگو	48,443	8,443	%2.0	174
12	ایلسیلویڈور	سین سیلواڈور	21,393	6,425	%2.4	300
13	گریناڈا	سینٹ جارجز	334	100	%1.5	299
14	گوئٹے مالا	گوئٹے مالاسٹی	108,889	12,639	%2.6	112
15	ہیٹی	پورٹ یو پرنس	27,700	7,223	%1.7	261
16	ہنڈوراس	ٹیگوسیگالپا	112,088	6,323	%2.7	57
17	جمیکا	کنگسٹن	10,991	2,652	%1.3	235
18	نکاراگویا	ماناگویا	131,670	4,812	%2.3	36
19	پانامہ	پانامہ سٹی	75,515	2,856	%1.5	38
20	سینٹ کٹس اینڈ نیوس	بیسی ٹیرا	269	41	%1.0	153
21	سینٹ لیوسیا	کیسٹریز	617	156	%1.0	251
22	سینٹ ونسنٹ اینڈ گرینڈائنس	کنگز ٹاؤن	389	119	%1.2	306

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا آزاد ممالک کے علاوہ براعظم شمالی امریکہ (کریبین بحیرہ) میں جزائر کے کچھ مجموعے ایسے ہیں جو محکوم ہیں۔

شمار	ملک کا نام	دارالحکومت	رقبہ/مربع کلومیٹر	آبادی (ہزار)	شرح افزائش فیصد	آبادی کی گنجانی فی مربع کلومیٹر
1	گرین لینڈ (ڈنمارک)	گوڈواپ	21,75,600	58	—	0.03
2	سینٹ پری ومیکولون (فرانس)	سینٹ پیرلی	242	6	—	24.8
3	جزائر برمودا (برطانیہ)	ہملٹن	53	63	—	1187.0
4	جزائر کیمین (برطانیہ)	جارج ٹاؤن	264	35	—	132.8
5	جزائر انجیلا (برطانیہ)	دی ویلی	96	8	—	83.3
6	جزائر مونٹسریٹ (برطانیہ)	پلے ماؤتھ	102	35	—	343.1
7	جزائر ورجن (برطانیہ)	روڈ ٹاؤن	151	19	—	125.8
8	جزائر ترکس اینڈ کیکوس (برطانیہ)	گرینڈ ترک	430	19	—	44.1
9	جزائر ورجن (یو۔ایس۔اے)	چارلوٹ امالی	347	105	—	302.6
10	پورٹوریکو (یو۔ایس۔اے)	سین جون	8 875	3674	—	413.9
11	جزائر اروبا (ہالینڈ)	اورنجسٹیڈ	193	70	—	362.7
12	نیدرلینڈز اینٹیلیز	ولیمسٹیڈ	800	199	—	248.8
13	جزائر گاڈلوپ (فرانس)	باسی تری	1,705	428	—	251.0
14	مورٹن کیوئی جزائر (فرانس)	فورٹ ڈی فرانس	1,102	379	—	343.9

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم یورپ اہم معلومات

Europe (Important Informations)

رقبہ	4,100,000 مربع میل (10,600,000 مربع کلومیٹر)۔ یورپ کا براعظم دنیا کی خشکی کا 8% رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔
آبادی	730 ملین افراد۔ آبادی کی گنجائی 265 افراد فی مربع میل۔ آبادی کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا براعظم۔
آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک	147,829 ہزار افراد (رشین فیڈ ریشن)
آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا ملک	ویٹی کن سٹی۔ ایک ہزار افراد
یورپ کا گنجان آباد ملک	ویٹی کن سٹی۔ 2272 افراد فی مربع کلومیٹر۔ منا کو۔ 16410 افراد فی مربع کلومیٹر جبکہ بڑے ممالک کی صف میں نیدر لینڈ کی آبادی کی گنجائی 385 افراد فی مربع کلومیٹر ہے۔
یورپ کا کم گنجان آباد ملک	آئس لینڈ۔ 3 افراد فی مربع کلومیٹر۔ رشین فیڈ ریشن۔ 9 افراد فی مربع کلومیٹر
رقبے کے لحاظ سے بڑا ملک	رشین فیڈ ریشن۔ 17,075,400 مربع کلومیٹر۔
رقبے کے لحاظ سے چھوٹا ملک	ویٹی کن سٹی۔ 0.44 مربع کلومیٹر۔ منا کو۔ 1.95 مربع کلومیٹر
یورپ کا قابل کاشت رقبہ	40% رقبے پر کاشتکاری ہوتی ہے جبکہ دوسرے کسی براعظم کا اتنے فیصد رقبہ زیر کاشت نہیں ہے۔
یورپ کا سب سے بڑا جزیرہ	برطانیہ 2,19,000 مربع کلومیٹر دنیا کا دوسرا بڑا جزیرہ۔
بلند ترین پہاڑ	ماؤنٹ البرز 5,633 میٹر (18,481 فٹ۔ ماؤنٹ بلینک 4,807 میٹر (15,771 فٹ)
نشیبی علاقہ	بحیرہ کیسپین۔ 28 میٹر (92 فٹ) سطح سمندر سے نیچے۔
گرم ترین علاقہ اور درجہ حرارت	اسیویلا (سپین) 51^{o} درجے سینٹی گریڈ
سب سے بڑا گلیشیر	ویٹناجوکل (Vatnajokull) (آئس لینڈ) 8,400 مربع کلومیٹر
یورپ کا سب سے لمبا دریا	دریائے والگا۔ 3,690 کلومیٹر
یورپ کی سب سے بڑی جھیل	لاڈوگا 18,430 مربع کلومیٹر
یورپ کا بلند ترین زندہ آتش فشاں	ماؤنٹ ایٹنا (Mount Etna) اٹلی جس میں 1984ء میں شدید آتش فشانی ہوئی۔
یورپ کی سب سے لمبی کھائی (Inlet)	سوگ نیفجارڈن (Sognefjorden) 220 کلومیٹر (ناروے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم یورپ کی آبادی کی اہم خصوصیات

شمار	ملک کا نام	دارالحکومت	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی (ہزار)	شرح افزائش فیصد	آبادی کی گنجانی فی مربع کلومیٹر
1	البانیہ	تیرانہ	28,748	3,437	0.2%	120افراد
2	انڈورا	انڈورا لا ول	468	66	-	141
3	آسٹریا	ویانا	83,859	8,249	0.6	98
4	آرمینیا	یروان	29,800	3,344	0.15	291مربع میل
5	آذربائیجان	باکو	86,600	7,748	0.9	232مربع میل
6	بیلورشیا	منسک	207,595	10,560	0.0	51مربع کلومیٹر
7	بوسنیا ہرزگوینا	سراجیوو	51,129	4,330	-2.4	85
8	بلجیم	برسلز	30,528	10,331	0.3	338
9	بلغاریہ	صوفیہ	110,994	8,257	-0.8	74
10	کروشیا	زغرب	56,538	4,681	-0.9	85
11	چیک ریپبلک	پراگ (پراہا)	78,864	10,352	-0.1	131
12	ڈنمارک	کوپن ہیگن	43,094	5,318	-0.4	123
13	اسٹونیا	تالن	45,246	1,450	-1.1	32
14	فن لینڈ	ہلسنکی	338,145	5,228	0.5	15
15	فرانس	پیرس	543,965	59,455	0.5	109
16	جرمنی	برلن	356,959	82,840	0.5	232
17	یونان	ایتھنز	131,957	10,646	0.5	81
18	ہنگری	بوڈاپیسٹ	93,033	10,114	-0.4	109
19	آئس لینڈ	ریکجاوک	102,819	280	1.0	3
20	آئرلینڈ	ڈبلن	70,285	3,705	1.0	53
21	اٹلی	روم۔روما	301,303	57,589	0.2	191
22	لٹویا	ریگا	64,610	2,389	-1.2	37
23	لچسٹن	واڈوز	160	33	0.5	206
24	لتھونیا	ویلنیوس	65,301	3,6481	-0.1	56
25	لکسمبرگ	لکسمبرگ	2,586	433	1.6	167
26	مقدونیہ	سکوپجی	25,713	2,033	0.8	79
27	مالٹا	ولیٹا	316	380	0.9	1203
28	مالڈوا	چسناؤ	33,700	4,437	-0.2	132
29	مناکو	مناکو	1.95	32	-	16410
30	نیدرلینڈ	ایمسٹرڈم/ہیگ	41,526	16,023	0.7	385

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمار	ملک کا نام	دارالحکومت	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی (ہزار)	شرح افزائش فیصد	آبادی کی گنجانی فی مربع کلومیٹر
31	ناروے	اوسلو	323,878	4,483	0.6	14
32	پولینڈ	وارسا	312,685	37,134	0.2	125
33	پرتگال	لسبون۔لزبن	92,135	9,968	0.1	108
34	رومانیہ	بخارسٹ	237,500	22,616	-0.4	95
35	رشین فیڈریشن	ماسکو۔ماسکووا	17,075,400	147,829	-0.1	9
36	سان میرینو	سان مرینو	61	27	-	443
37	سلوویکیہ	بریٹسلاوا	49,035	5,423	0.3	111
38	سلوونیا	جوبلجانا	20,256	1,963	-0.1	97
39	سپین	میڈرڈ	504,783	39,466	0.2	78
40	سویڈن	سٹاک ہوم	449,964	8,982	0.5	20
41	سوئٹزرلینڈ	برن	41,284	7,270	0.8	176
42	یوکرین	کیو	603,700	50,785	-0.4	84
43	برطانیہ	لندن	244,110	5,9595	0.4	244
44	ویٹی کن سٹی	ویٹی کن سٹی	0.44	1	-	2772
45	یوگوسلاویہ	بلغراد	102,173	10,616	0.1	104

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

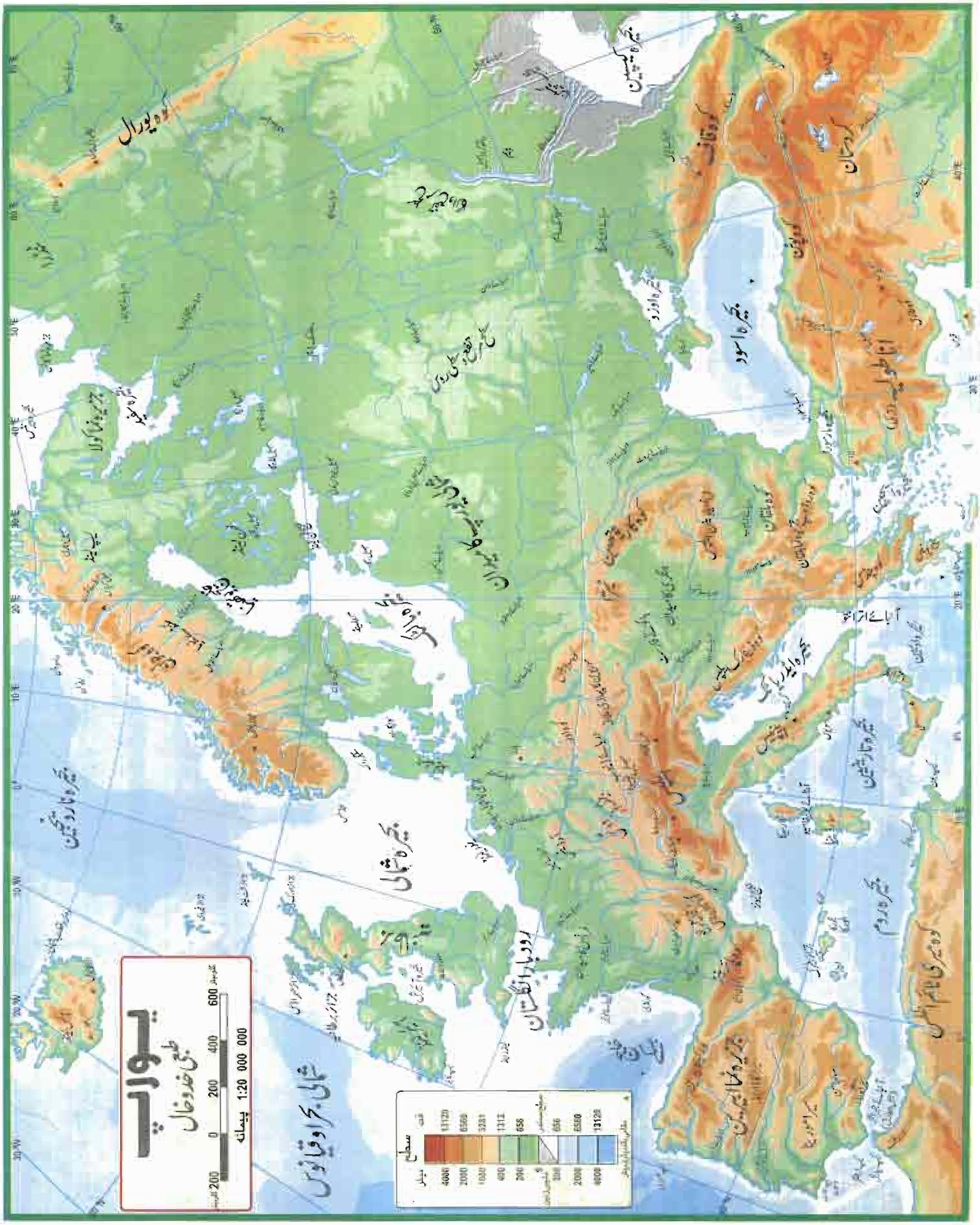

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

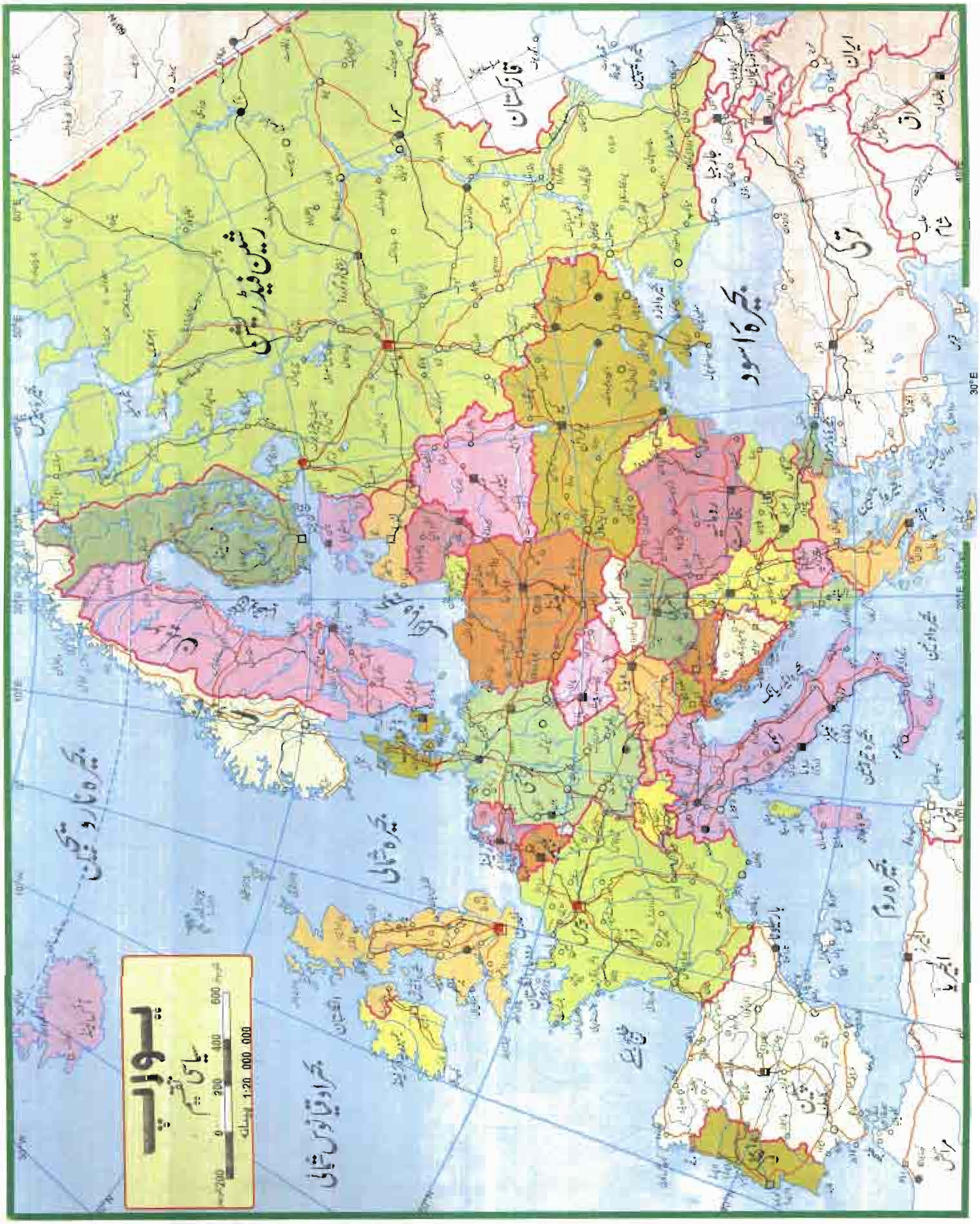

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا سیاسی تقسیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

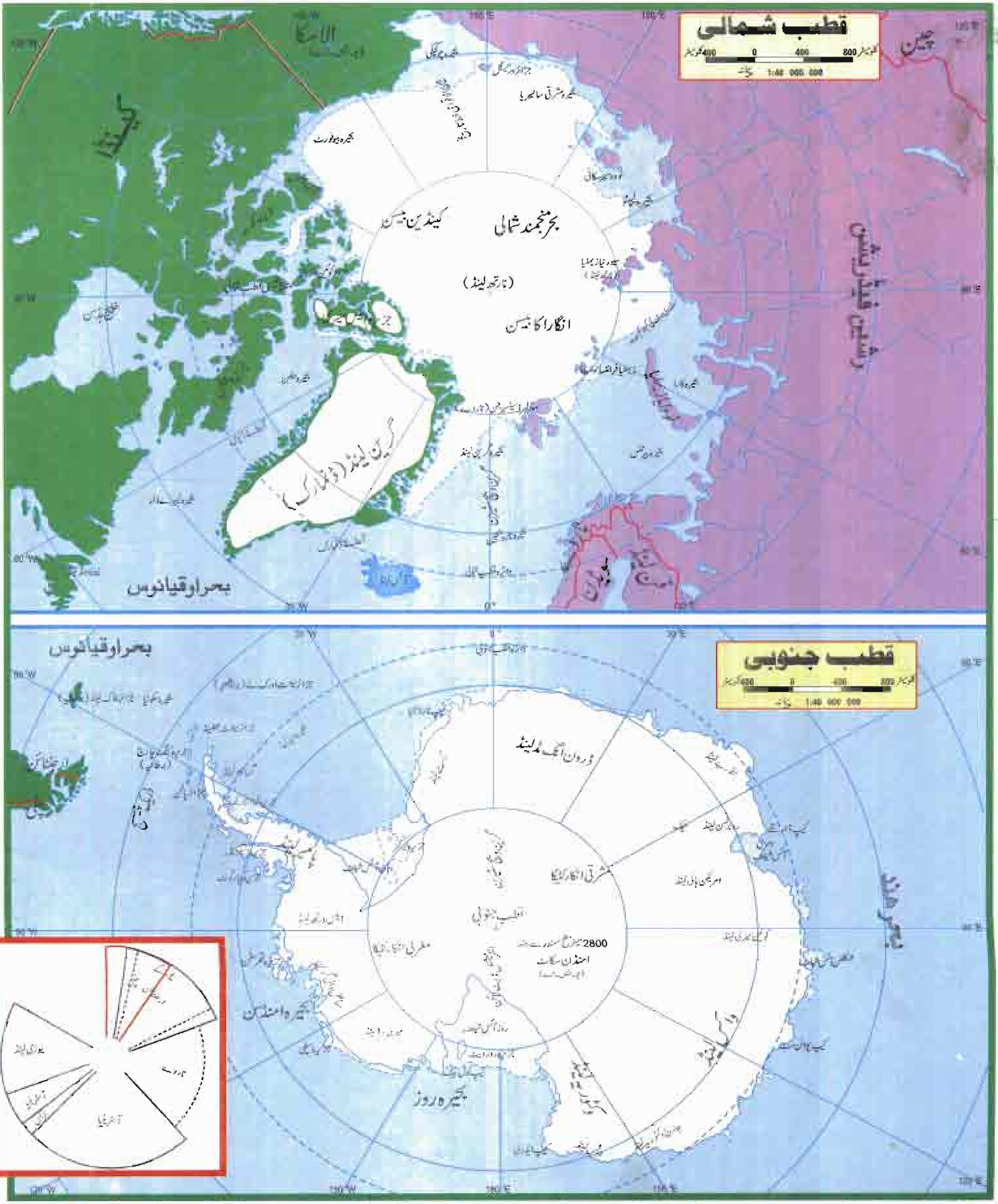

(اہم نوٹ) قطب جنوبی (60 عرض بلد سے جنوبی علاقہ) قطب جنوبی کے مختلف علاقوں پر مختلف ممالک کا علاقائی قبضہ 1961 کے بین الاقوامی معاہدہ کے تحت منسوخ قرار دے دیا گیا ہے اور علاقے کو تمام اقوام پر امن سائنسی تحقیقات کیلئے استعمال کر سکتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

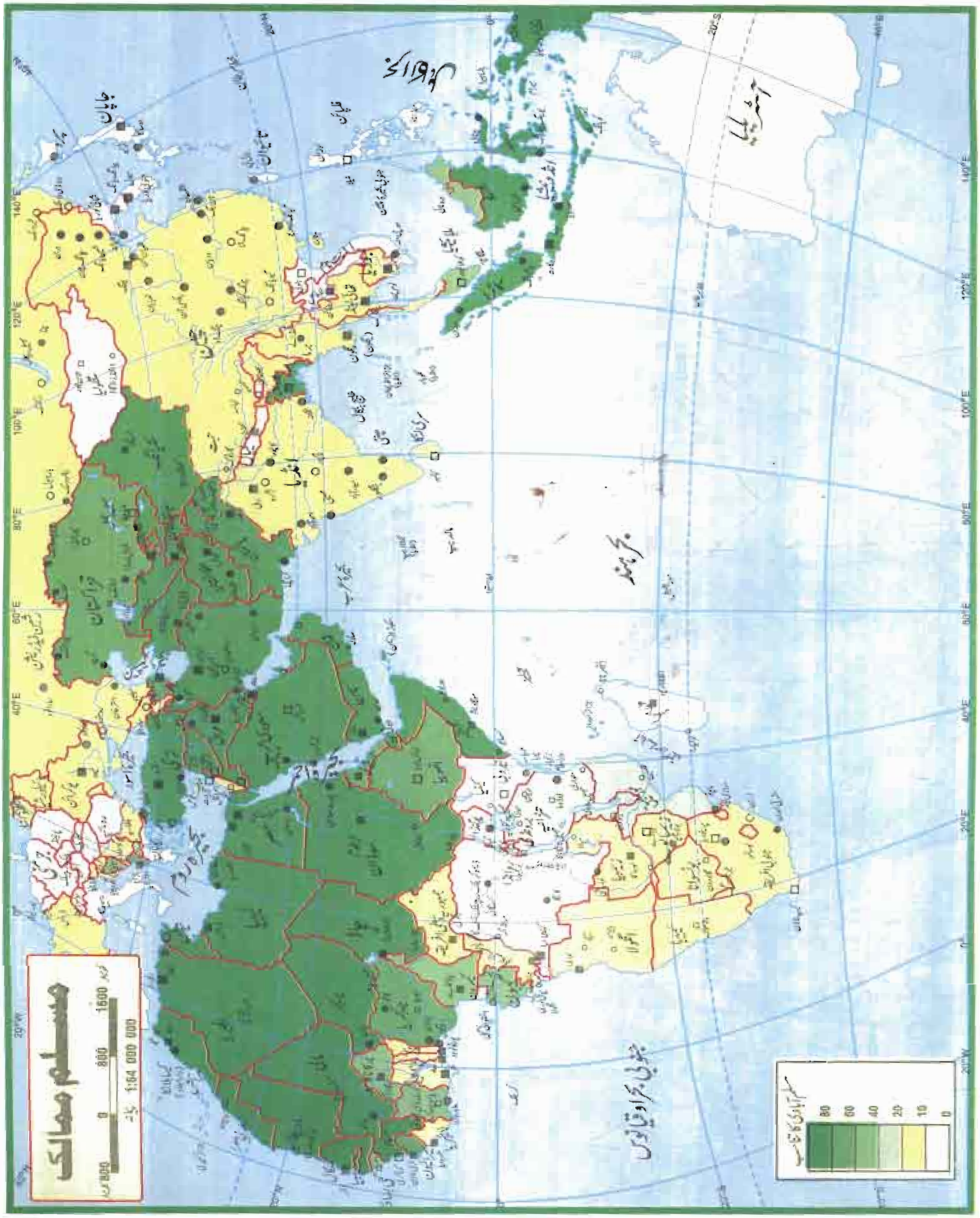

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

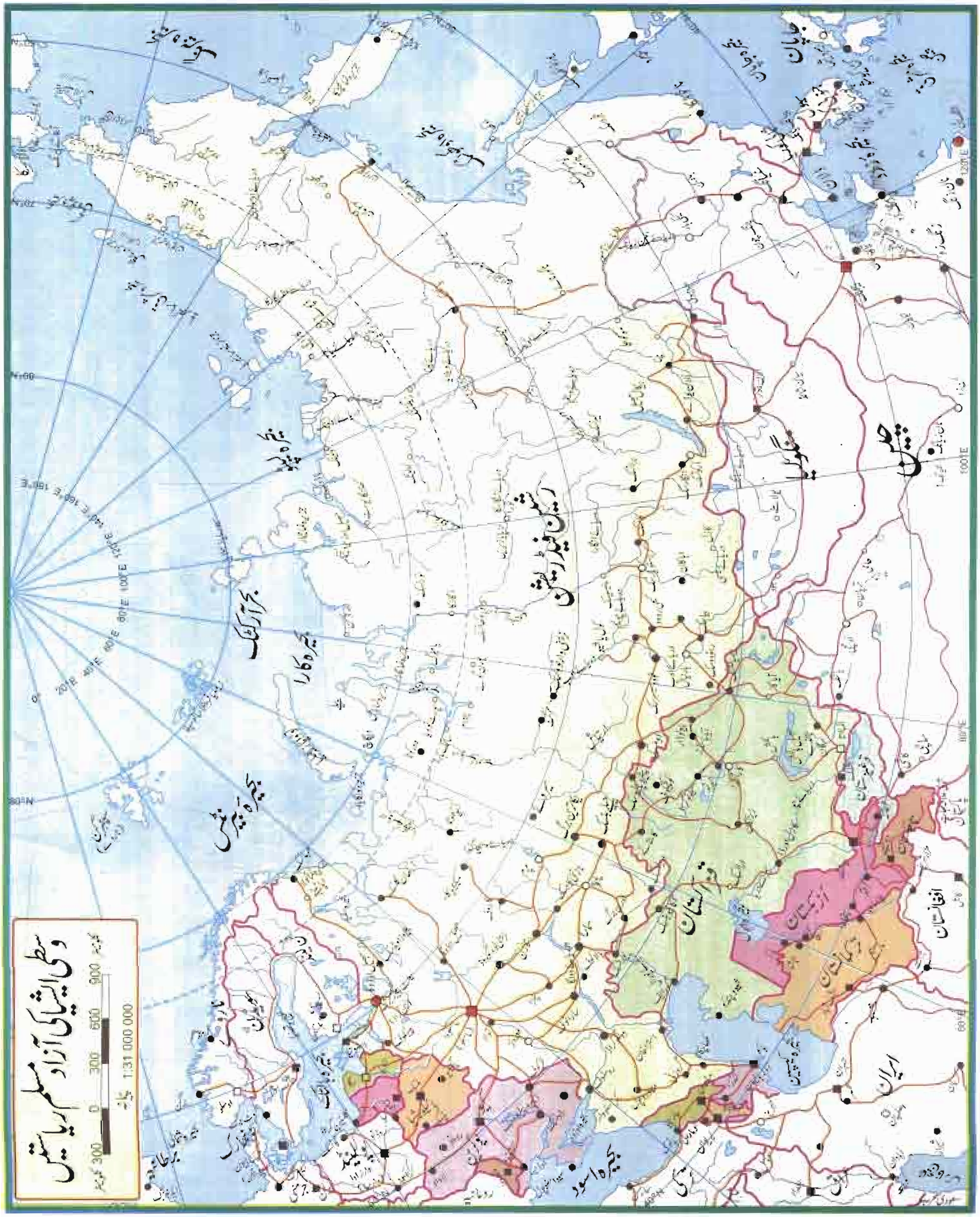

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

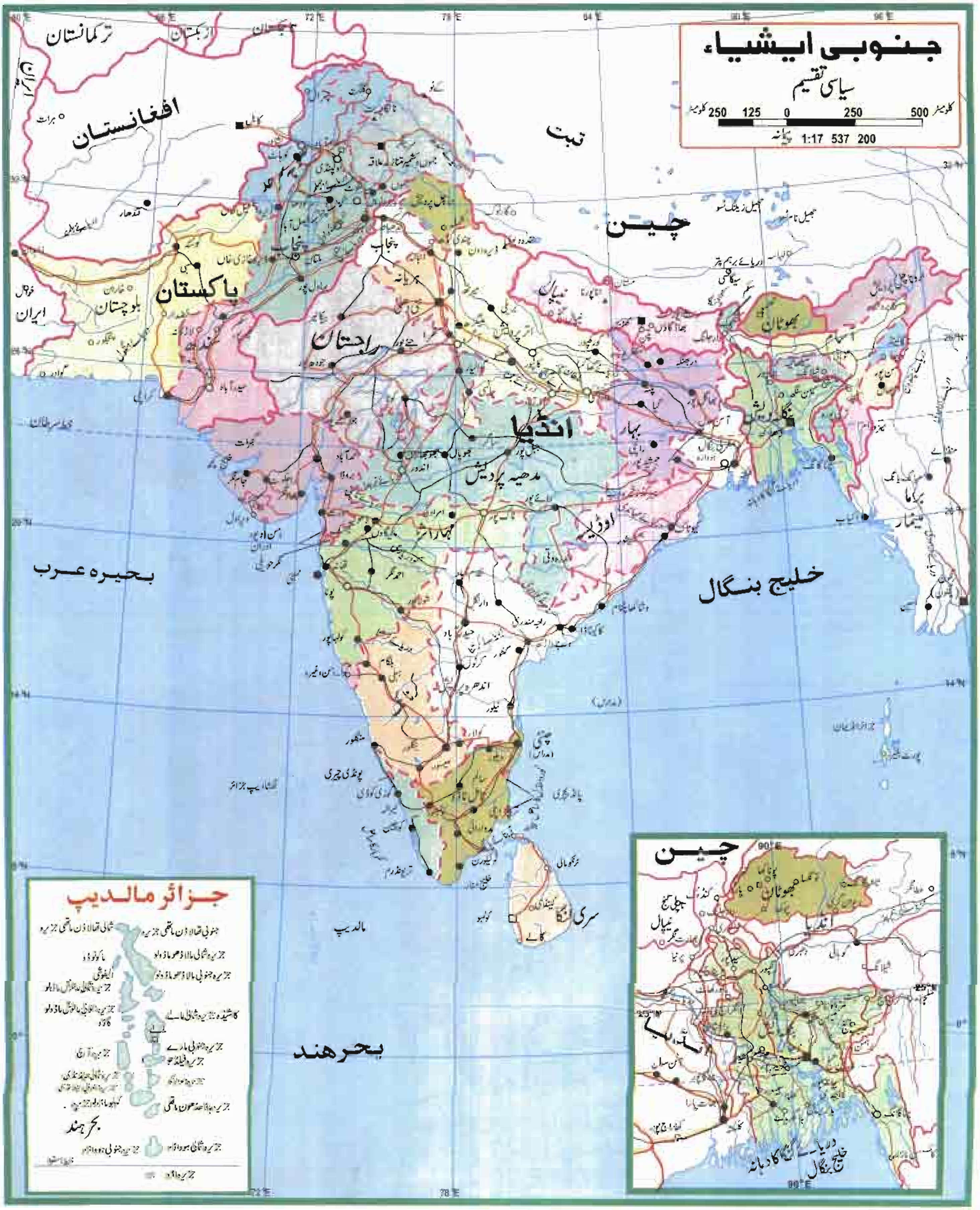

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ حرارت: جنوری

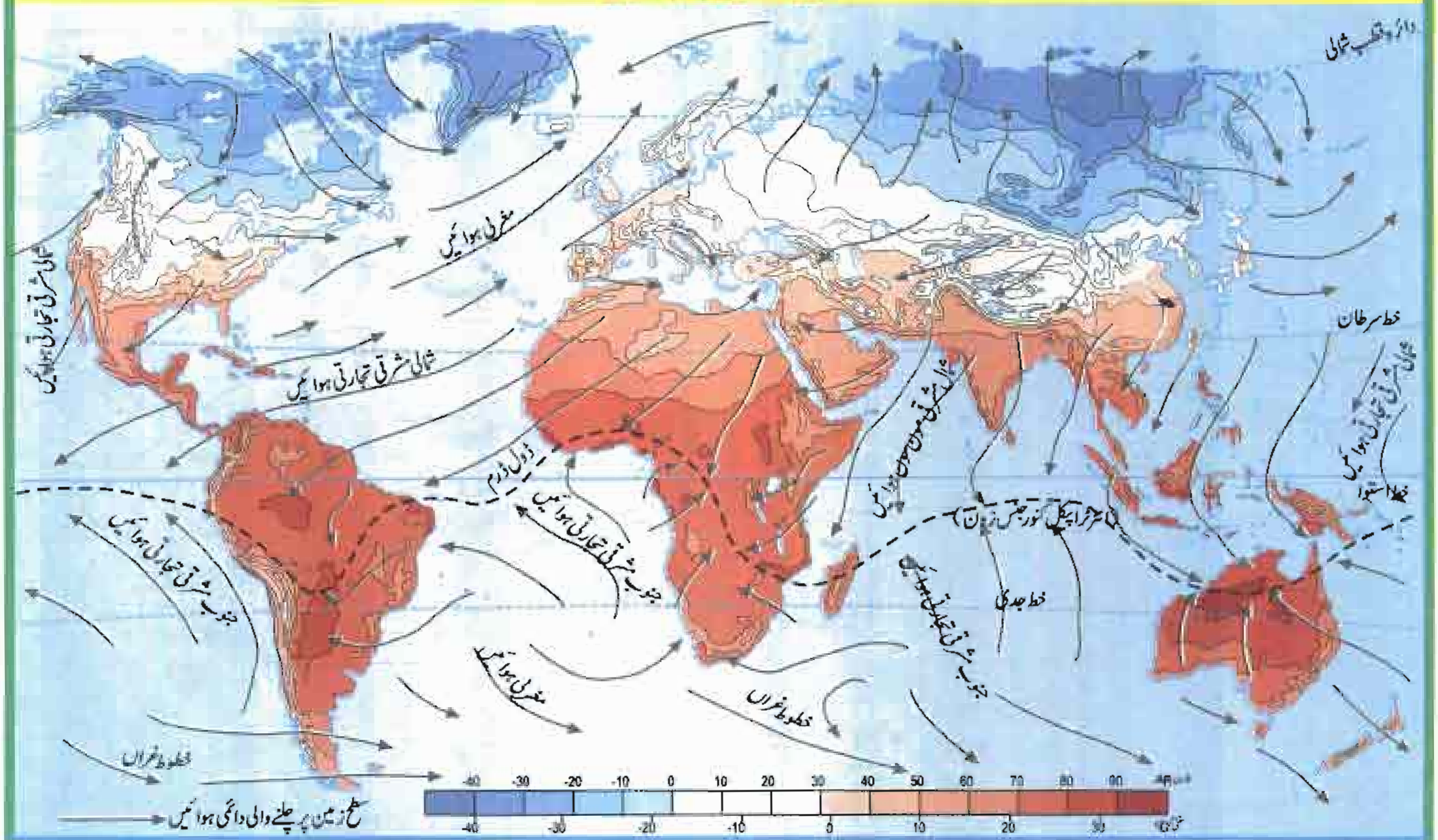

درجہ حرارت: جولائی

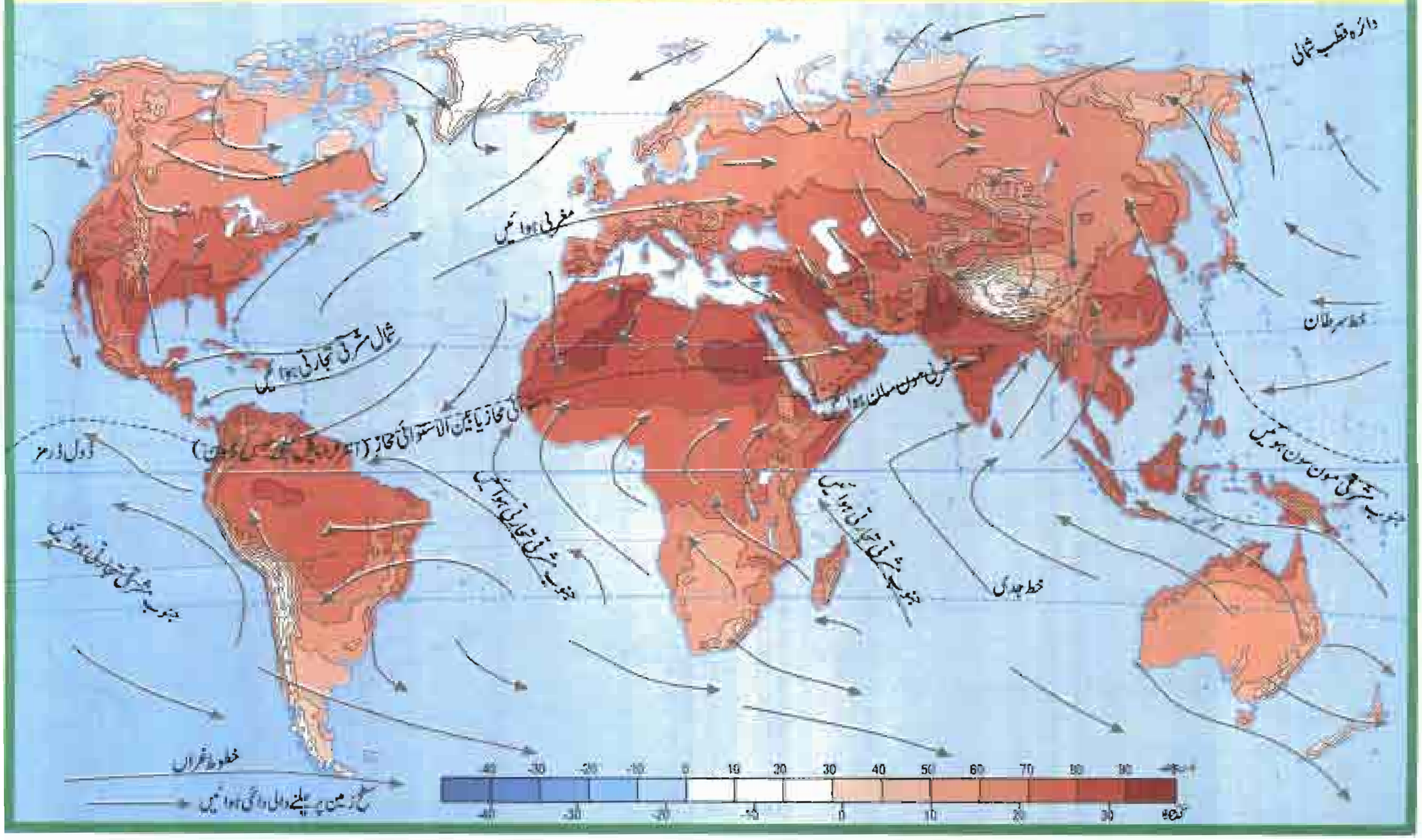

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

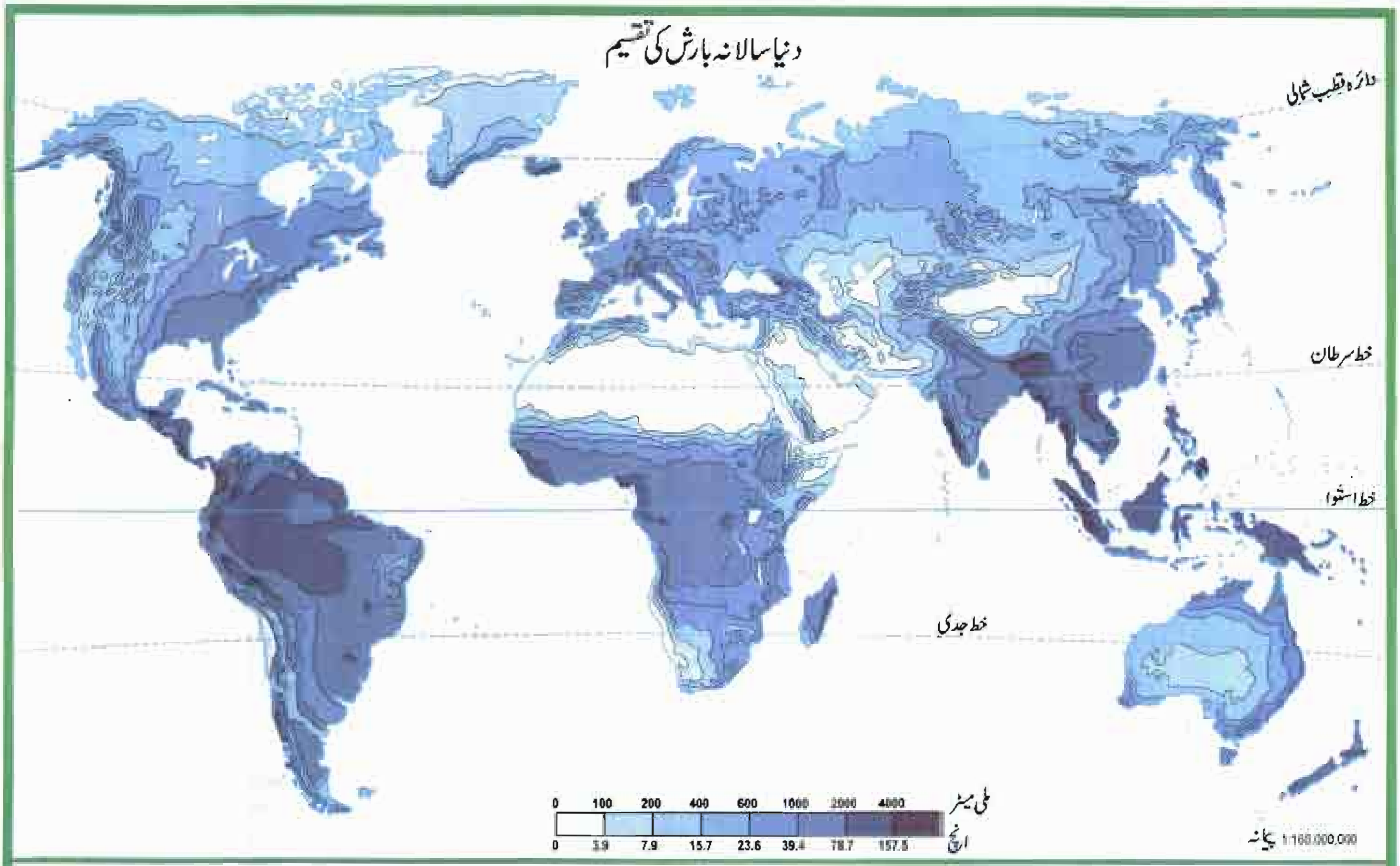

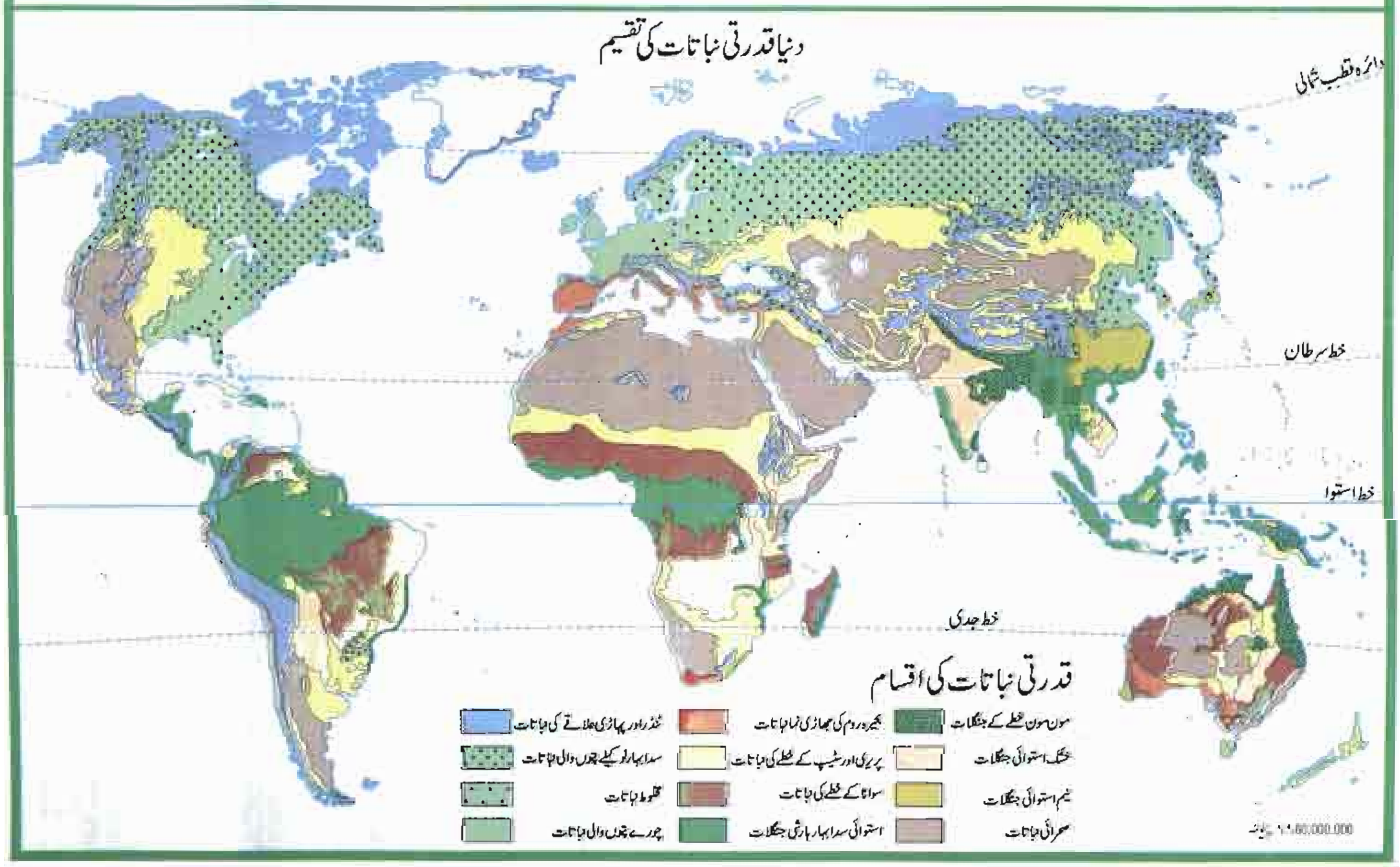

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

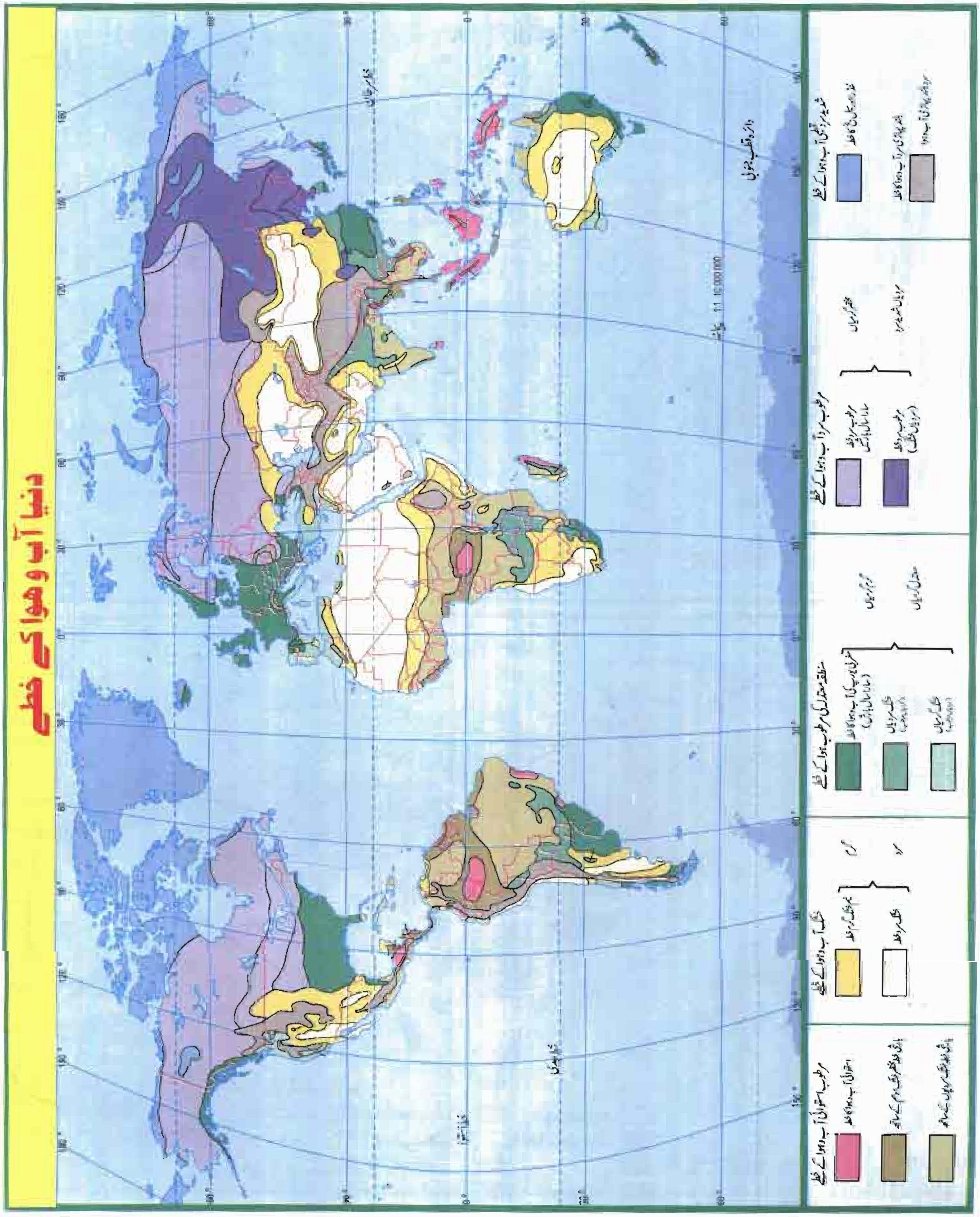

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

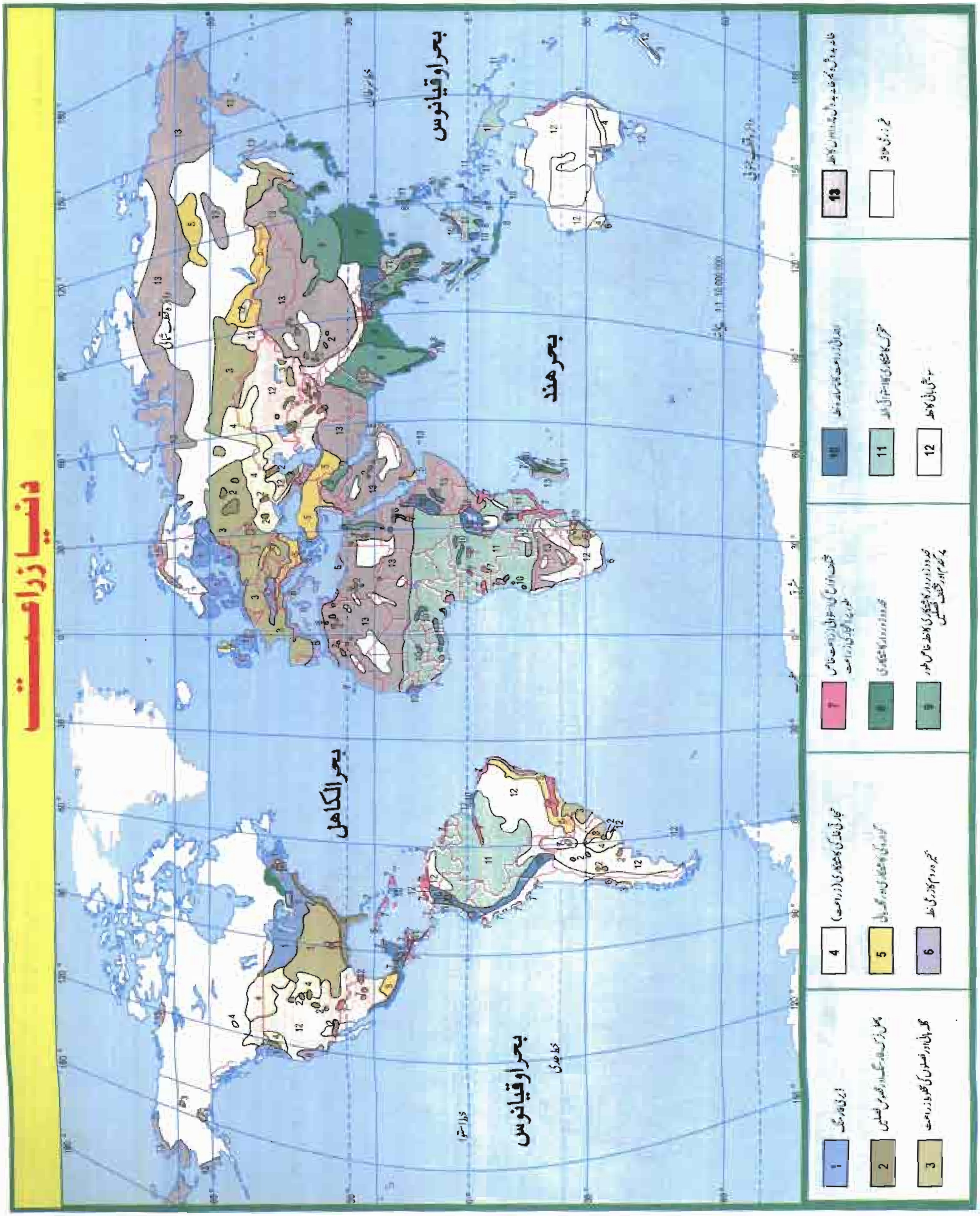

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

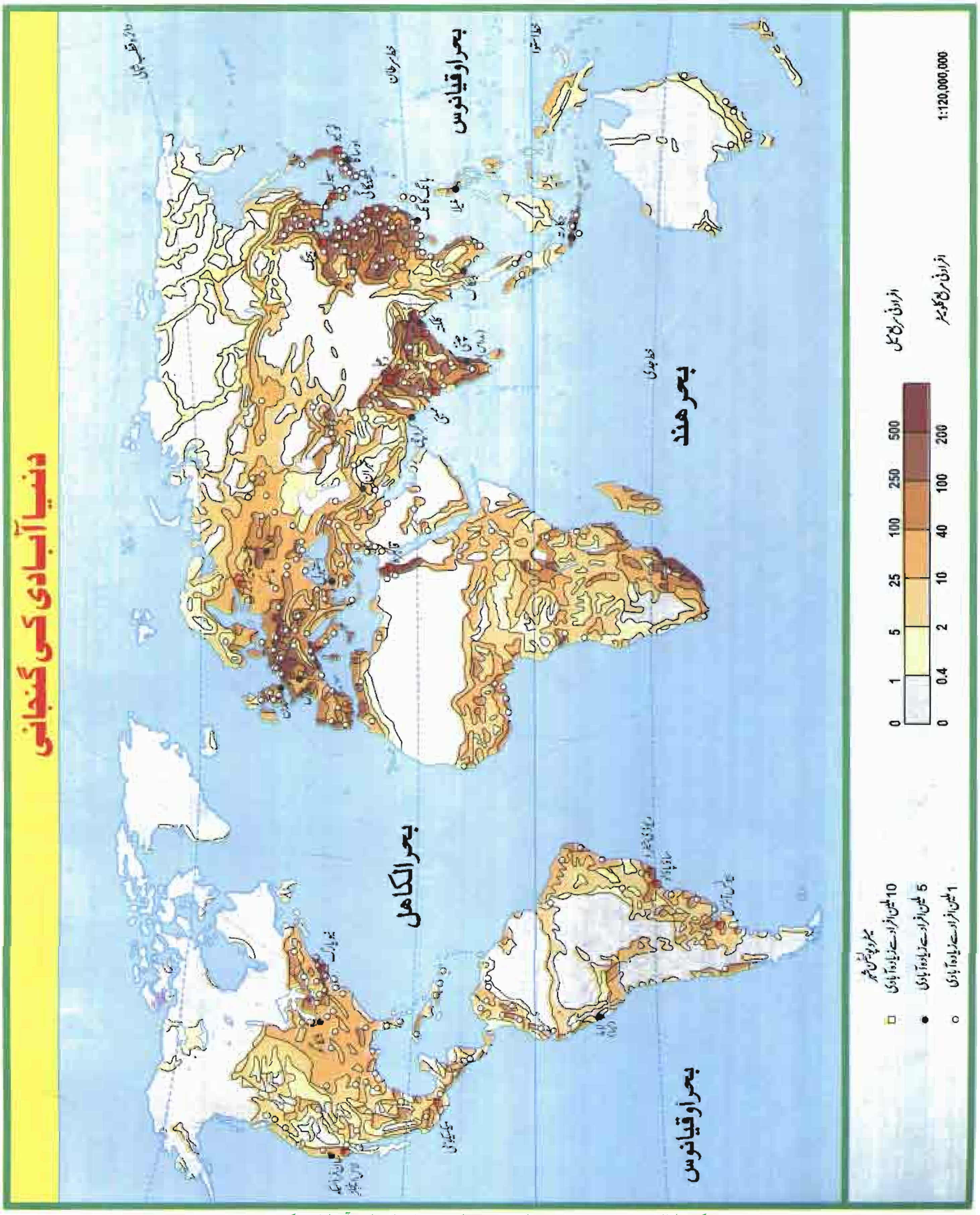

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

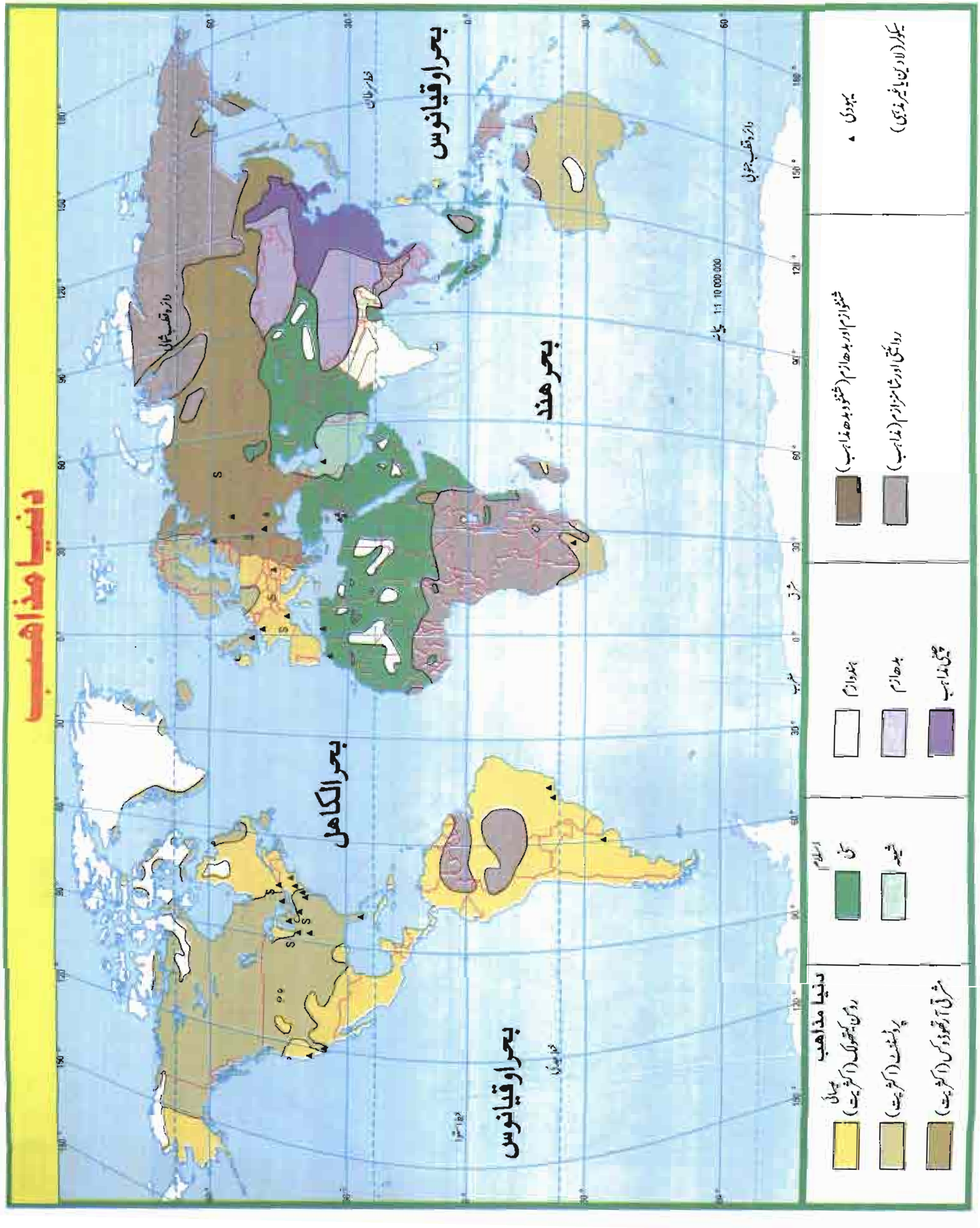

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

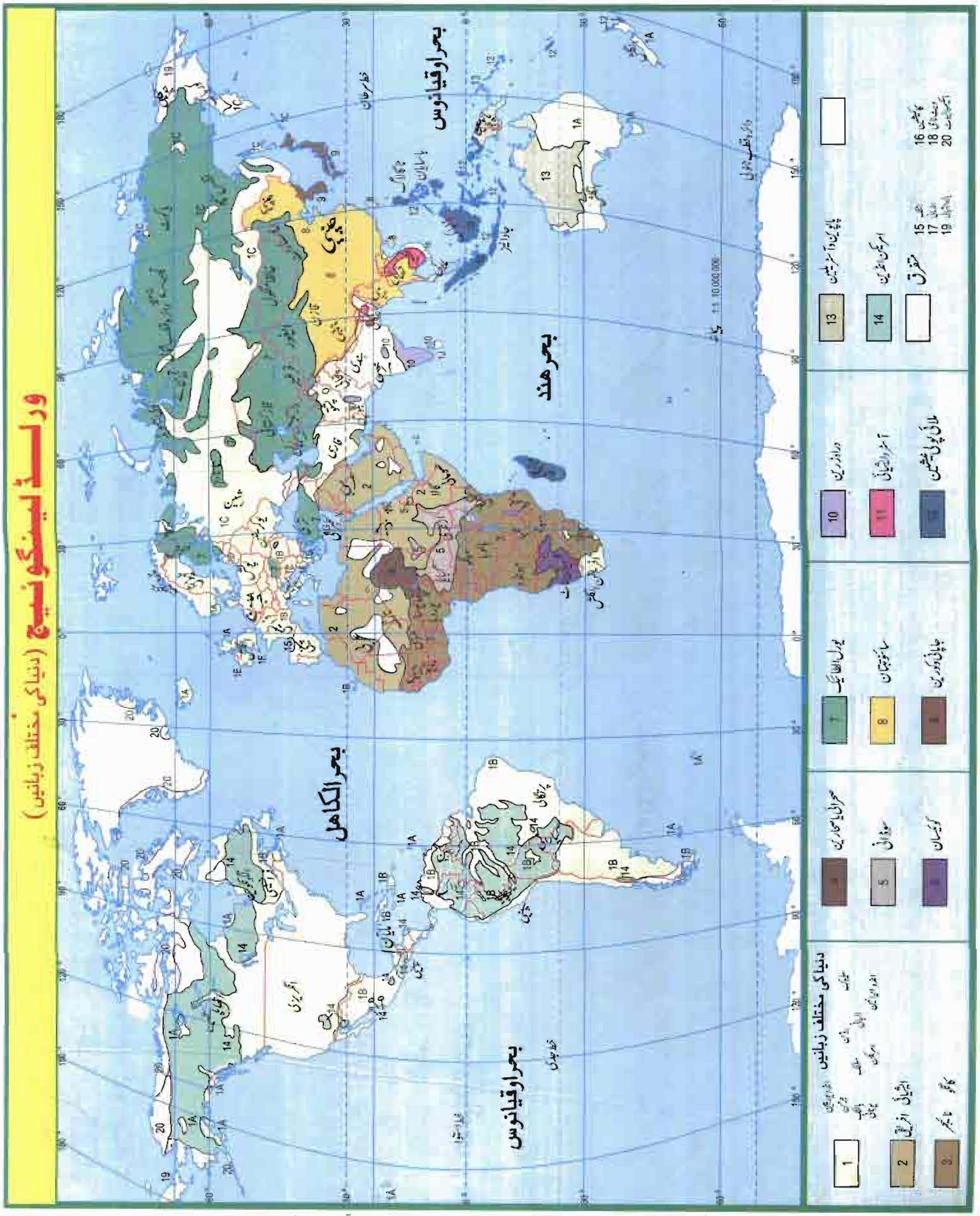

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

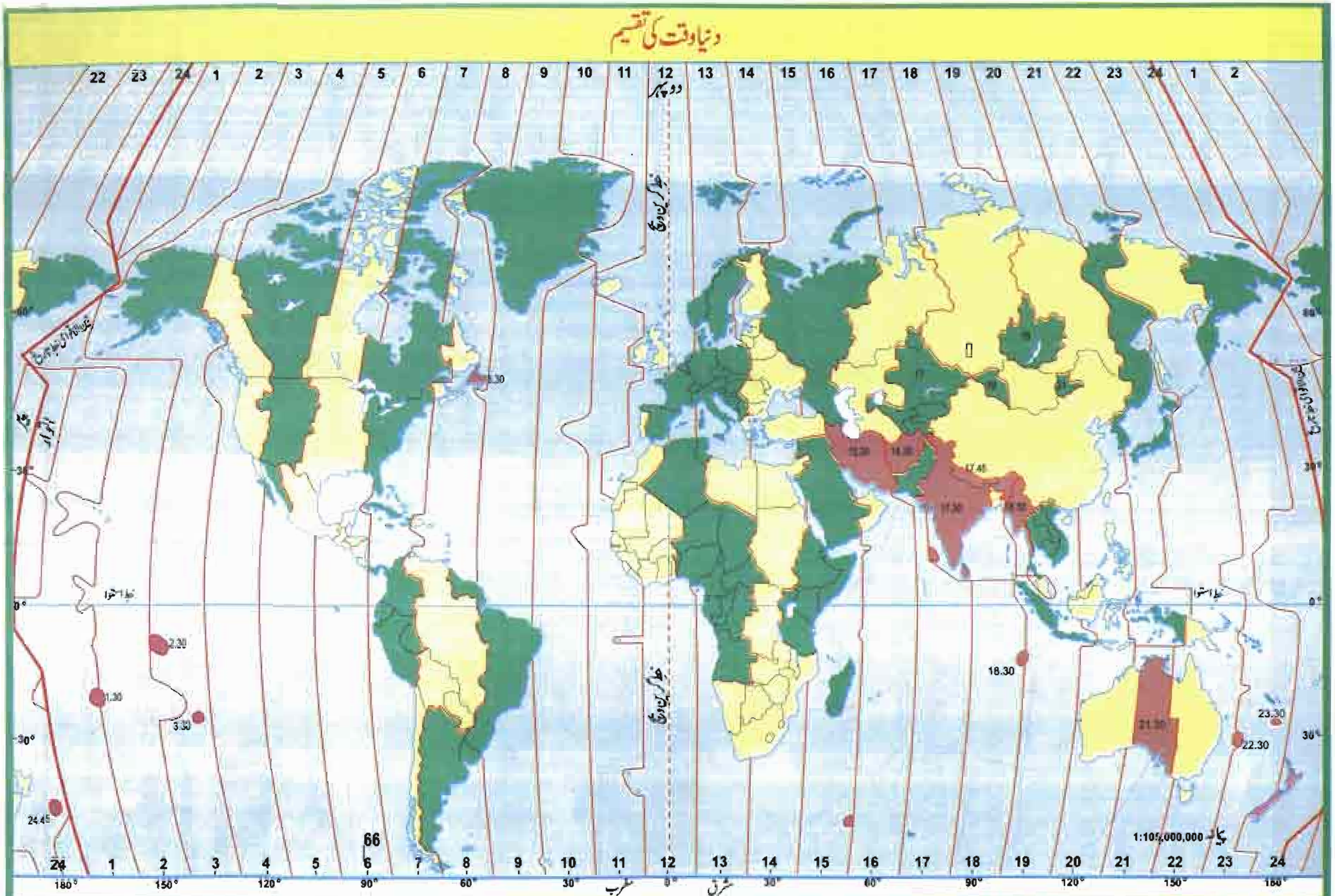

(i) دنیا وقت کی تقسیم World Time Zone

دنیا کے تمام ممالک کے معیاری وقت (Standard time) کے تعین کے لیے 1884ء میں امریکہ کے شہر واشنگٹن میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ معیاری وقت کے تعین کے لیے برطانیہ کے مقام گرین وچ (لندن) کو صفر طول بلد قرار دے کر وقت کے اوقات مقرر کیے گئے ہیں۔ گرین وچ سے مشرق اور مغرب کی طرف ہر 15° طول بلد کے بعد ایک گھنٹے کا فرق ہے۔ گرین وچ سے مشرق کی طرف ہر 15° طول بلد کے بعد وقت 1 گھنٹہ آگے جبکہ مغرب کی طرف 1 گھنٹہ پیچھے ہو جاتا ہے۔ اس وقت دنیا کے تقریباً تمام ممالک اپنے معیاری وقت کے ساتھ اپنے ملک کا معیاری وقت مقرر کیے ہوئے ہیں۔ جو کہ آدھ گھنٹہ یا 1 گھنٹہ کے حساب سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اور کسی بھی ملک کے دارالحکومت یا مرکز کو وقت کے تعین کے لیے بنیاد بنایا جاتا ہے۔

(ii) طول بلد اور وقت (Longitude and Time)

دنیا کے مختلف مقامات کے وقت کے تعین کے لیے طول بلد کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر طول بلد پر واقع تمام مقامات پر کسی بھی لمحے ایک وقت ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے صفر طول بلد (گرین وچ) پر اگر وقت 12 بجے دوپہر تصور کر لیا جائے تو اس مقام سے مشرق کی طرف 15° طول بلد پر معیاری وقت 1 بجے بعد از دوپہر اور 15° طول بلد مغرب کی طرف 11 بجے قبل از دوپہر ہوگا اور علی الترتیب مشرق کی طرف ہر 15° طول بلد کے بعد 1 گھنٹا آگے اور مغرب کی طرف 1 گھنٹہ پیچھے ہو جائے گا۔ جبکہ 180° طول بلد مشرق اور 180° طول بلد مغرب کی طرف 12 گھنٹے کا فرق ہوگا۔ اس طرح جب گرین وچ کے مقام پر دوپہر کے 12 بجے ہوں گے تو 180° طول بلد پر آدھی رات (Mid night) ہوگی۔

معیاری وقت میں ہر 15° طول بلد کے بعد 1 گھنٹے کا فرق اس لیے ہے کہ ہماری زمین 360° طول بلد میں منقسم ہے اور زمین 24 گھنٹے میں اپنے محور کے گرد ایک چکر مکمل کر لیتی ہے۔ اس طرح ایک طول بلد 4 منٹ جبکہ 15° طول بلد 1 گھنٹے میں سورج کے آگے سے مغرب سے مشرق کی طرف گردش کر جاتے ہیں۔ کیونکہ 24 گھنٹے کے 1440 منٹ ہیں اور 1440 منٹ کو 360° پر تقسیم کرنے سے جواب 4 منٹ آتا ہے۔ جس کا مطلب ہے 1 طول بلد 4 منٹ میں سورج کے سامنے سے گردش کر جاتا ہے اور اس طرح طول بلد کے فرق کا مطلب وقت کا فرق ہے۔ جو ہر 15° طول بلد پر 1 گھنٹہ ہے۔

(iii) بین الاقوامی تاریخ کی لکیر (The International Date Line)

اگر ہم دنیا کا نقشہ یا گلوب دیکھیں جس پر 15 طول بلد کے وقفے سے طول بلد کھینچے گئے ہوں۔ اور گرین وچ کو اگر 0° طول بلد تصور کر لیا جائے تو 180° طول بلد (12 خطوط) مشرق اور 180° طول بلد (12 خطوط) مغرب کی طرف ہوں گے۔ گرین وچ سے مشرق کی طرف ہر 15° طول بلد کے بعد وقت 1 گھنٹا آگے جبکہ مغرب کی طرف 1 گھنٹا پیچھے ہو جاتا ہے۔ اس طرح مشرق کی طرف 180° طول بلد پر وقت 12 گھنٹے آگے اور مغرب کی طرف 180° طول بلد پر 12 گھنٹے پیچھے ہوگا اور اس طرح 24 گھنٹے پورے ہو جاتے ہیں۔ جو ایک پورا دن ہے۔ لہٰذا جب 0° طول بلد (گرین وچ) پر دوپہر کے 12 بجے ہوں گے تو 180° طول بلد پر آدھی رات (Mid night) ہوگی۔

اور اس کے دونوں طرف ایک کیلنڈر دن ہوگا۔ لیکن 12 بجے کے بعد گرین وچ سے مشرق (ایشیا کی طرف) 1 دن آگے اور مغرب (امریکہ کی طرف) 1 دن پیچھے ہوگا۔ لہٰذا اگر امریکہ کی طرف اتوار کا دن ہے تو ایشیا کی طرف سوموار ہوگا۔ اس طرح 180° طول بلد بین الاقوامی خط تاریخ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن خط تاریخ کہیں کہیں 180° طول بلد سے تجاوز کرتا ہے کیونکہ امریکہ کی ریاست الاسکا کے جزائر الیوشین (Aleutian Isl) خط تاریخ سے مغرب کی طرف ہیں اور جزائر فجی خط تاریخ کے مشرق اور مغرب کی طرف ہیں۔ لہٰذا ان ممالک (علاقوں) کے معیاری وقت کی خاطر خط تاریخ مشرق اور مغرب کی طرف خم کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرہ ارض (The Earth)

(i) کل رقبہ کرہ ارض (Total area of the Earth)
510,100,448 مربع کلومیٹر
196,949,980 مربع میل
یا
509,610,000 مربع کلومیٹر
196,836,000 مربع میل

(ii) کل رقبہ خشکی (Land area)
149,041,182 مربع کلومیٹر
57,544,858 مربع میل
یا
148,065,120 مربع کلومیٹر
57,168,000 مربع میل

خشکی کا رقبہ کل کرہ ارض کے رقبے کا 29.22 فیصد ہے۔

(ii) کل رقبہ پانی (تری) (Water area)
361,059,266 مربع کلومیٹر
139,405,122 مربع میل

تری کا رقبہ کل کرہ ارض کے رقبہ کا 70.78 فیصد ہے۔

(iv) زمین (کرہ ارض) کا قطبی قطر (Diameter Polar) 12,712 کلومیٹر
7,899 میل

(v) زمین (کرہ ارض) کا استوائی قطر (Diametre Equatorial) 12,755 کلومیٹر
7,926 میل

(vi) زمین کا محیط (قطبی) Circumference of Earth (Polar)
40,008 کلومیٹر (24,860 میل)

زمین کا محیط (قطبی) Circumference of Earth (Equatorial)
40,076 کلومیٹر (24,902 میل)

(vii) زمین کی کمیت (Mass of Earth) 6.59×10^{21} ٹن (5.882×10^{21} ٹن)

(viii) زمین کا حجم (Volume of Earth)
2.6×10^{11} مکعب میل (1.08×10^{12} مکعب کلومیٹر)

(ix) زمین کی کثافت (Density of Earth) 5.52 (5.517) پانی = 1

(x) زمین کا اوسط درجہ حرارت (Average Temp of Earth)
50° فارن ہائیٹ۔ 15° سنٹی گریڈ

(xi) زمین کی کشش ثقل (Gravity of Earth) 1

(xii) زمین کے چاند (Number of Moons) 1

(xiii) زمین کا سورج سے اوسط فاصلہ (Distance of earth from Sun)
149,500,000 میل

(xiv) زمین کی گردش محوری کا وقت (Earth's Rotation period)
23 گھنٹے 56 منٹ 4.1 سیکنڈ

(xv) زمین کی گردش دوری کا وقت (سال کی لمبائی) (Length of Year)
زمین 365 دن 5 گھنٹے 48 منٹ 46 سیکنڈ میں اپنا ایک دوری چکر پورا کرتی ہے جس سے ایک سال مکمل ہوتا ہے۔

(xvi) زمین کی اوسط عمر (Age of Earth) 4,600 ملین سال

(xvii) جون 2000ء تک کرہ ارض پر آباد لوگوں کی تعداد (آبادی) 6,048,469 ہزار افراد تھی۔ اور آبادی کی گنجانی 44 افراد فی مربع کلومیٹر (115.4 افراد فی مربع میل) تھی۔ جبکہ 2020ء تک متوقع آبادی 7,493,272,000 افراد ہے۔ اور شرح خواندگی 83.7% مرد اور 71.0% عورتیں تھیں۔

براعظم۔ خشکی کی تقسیم (Land Continents)

براعظم ایشیا (Asia)

(i) رقبہ
17,985,000
16,800,000 مربع میل

(iii)
44,250,000
43,600,000 مربع کلومیٹر

(iii) 12,313,840 مربع میل (31,892,470 مربع کلومیٹر) یہ رقبہ رشین فیڈریشن کے ایشائی رقبے کے بغیر ہے۔

(iv) براعظم ایشیا دنیا کا رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا (29.6%) براعظم ہے۔

(v) براعظم کی آبادی وسط جون 2000 تک 3,669,732,000 افراد تھی جبکہ آبادی کی گنجانی 115.1 افراد فی مربع کلومیٹر (298 افراد فی مربع میل) تھی۔

2020ء میں براعظم ایشیا کی متوقع آبادی 4,546,500,000 افراد ہے۔ براعظم ایشیا کی شرح خواندگی 81.2 فیصد مردوں کے لئے 63.7 فیصد خواتین کے لئے ہے۔

براعظم یورپ (Europe)

(i) رقبہ
4,100,000
4,053,300 مربع میل

(ii)
10,600,000
10,498,000 مربع کلومیٹر

براعظم یورپ دنیا کا چھٹا بڑا براعظم ہے جو خشکی کا 6.8 فیصد رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔

(iii) براعظم یورپ کا رقبہ رشین فیڈریشن (ایشیائی + یورپ) سمیت 8,868,840 مربع میل (22,970,380 مربع کلومیٹر) ہے۔

(iv) براعظم یورپ کی آبادی وسط جون 2000ء تک 728,110,000 افراد تھی جبکہ آبادی کی گنجانی 82.1 افراد فی مربع میل (31.7 افراد فی مربع کلومیٹر) تھی۔

(v) براعظم یورپ کی 2020ء میں متوقع آبادی 723,799,000 افراد ہے۔ جبکہ موجودہ شرح خواندگی 99 فیصد (مرد) اور 97.5 فیصد (عورتیں) ہے۔

براعظم افریقہ (Africa)

(i) رقبہ
11,683,000
11,700,000 مربع میل

(ii)
30,258,000
30,300,000 مربع کلومیٹر

(iii) براعظم افریقہ رقبے کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا براعظم ہے اور خشکی کا 20.2% رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔

(iv) براعظم افریقہ کی آبادی وسط جون 2002ء تک 800,810,000 افراد تھی۔ جبکہ آبادی کی گنجانی 26.4 افراد فی مربع کلومیٹر (68.3 افراد فی مربع میل) تھی۔

(v) براعظم افریقہ کی 2020ء میں متوقع آبادی 1,166,571,000 ہے۔ جبکہ موجودہ شرح خواندگی 65.9 فیصد مردوں کے لئے اور 45.5 فیصد عورتوں کی ہے۔

براعظم شمالی امریکہ (North America)

(i) رقبہ
9,390,000 مربع میل
9,000,000

(ii)
24,320,000
23,500,000 مربع کلومیٹر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(iii) وسطی امریکہ کا رقبہ 1,849,000 مربع کلومیٹر (714,000 مربع میل) مندرجہ بالا رقبے کے علاوہ ہے۔

(iv) براعظم شمالی امریکہ دنیا کا تیسرا بڑا براعظم ہے اور کل خشکی کا 16.3% رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔

(v) براعظم شمالی امریکہ کی آبادی وسط جون 2000ء تک 477,418,000 افراد تھی۔ جبکہ آبادی کی گنجانی 19.7 افراد فی مربع کلومیٹر (51.1 افراد فی مربع میل) تھی۔

(vi) براعظم شمالی امریکہ کی 2020ء میں متوقع آبادی 598,227,000 افراد ہے جبکہ براعظم کی موجودہ شرح خواندگی 92.6 فیصد (مرد) اور 91.0 فیصد (عورتوں) ہے۔

براعظم جنوبی امریکہ (South America)

(i) رقبہ 6,878,200 مربع میل
6,800,000

(ii) 17,814,400
17,600,000 مربع کلومیٹر

(iii) براعظم جنوبی امریکہ دنیا کا چوتھا بڑا براعظم ہے جو دنیا کی کل خشکی کا 11.9% گھیرے ہوئے ہے۔

(iv) براعظم جنوبی امریکہ کی آبادی وسط جون 2000ء تک 341,626,000 افراد تھی۔ جبکہ آبادی کی گنجانی 19.1 افراد فی مربع کلومیٹر (49.5 افراد فی مربع میل) تھی۔

(v) براعظم جنوبی امریکہ کی 2020ء میں متوقع آبادی 437,964,000 افراد ہے۔ جبکہ براعظم کی موجودہ شرح خواندگی 88.4 فیصد (مردوں) اور 87.0 فیصد (عورتوں) ہے۔

براعظم آسٹریلیا و اوشنیا (Australia & Oceania)

(i) رقبہ 3,000,000 مربع میل
2,967,892

(ii) 8,000,000
7,686,848 مربع کلومیٹر

(iii) براعظم آسٹریلیا (اوشنیا) رقبے کے لحاظ سے سب سے چھوٹا براعظم ہے۔ (دنیا کا ساتواں بڑا براعظم) جو دنیا کی خشکی کا 6 فیصد رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔

(iv) براعظم آسٹریلیا کی آبادی وسط جون 2000ء تک 30,773,000 افراد تھی جبکہ آبادی کی گنجانی 3.6 افراد فی مربع کلومیٹر (9.4 افراد فی مربع میل) تھی۔

(v) براعظم آسٹریلیا کی 2020ء میں متوقع آبادی 38,211,000 افراد ہے۔ اور موجودہ شرح خواندگی مردوں کے لئے 96.3 فیصد اور عورتوں کے لئے 94.0 فیصد ہے۔

براعظم انٹارکٹیکا (Antarctica)

(i) رقبہ 5,500,000 مربع میل
5,100,000

(ii) 14,200,000
14,000,000 مربع کلومیٹر

(iii) براعظم انٹارکٹیکا رقبے کے لحاظ سے دنیا کا پانچواں بڑا براعظم ہے۔ جو دنیا کی خشکی کا 9.3% رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔

(iv) براعظم انٹارکٹیکا ایک غیر آباد علاقہ ہے۔ یہاں کوئی مستقل آبادی نہیں ہے۔

سمندر (تری) (Oceans)

کرہ ارض کا 70.78 فیصد تری (سمندروں) پر مشتمل ہے تری کا حصہ سمندروں، بحیروں و خلیجوں پر مشتمل ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے سمندر مندرجہ ذیل ہیں۔

بحرالکاہل Pacific Ocean

کل رقبہ = (i) 166 ملین مربع کلومیٹر (ii) 64 ملین مربع میل (64,186,300 مربع میل)

(iii) زیادہ سے زیادہ گہرائی (a) 10,924 میٹر (b) 35,840 فٹ

(iv) اوسط گہرائی (a) 4,280 (b) 14,040 فٹ

(v) بحرالکاہل کے جزیروں کی تعداد 30,000

(vi) بحرالکاہل کرہ ارض کا تقریباً ایک تہائی (1/3) رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔ اس طرح دنیا کے کل خشکی کے رقبے سے زیادہ رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔ جبکہ بحرالکاہل تری کے تقریباً نصف (50%) رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔

(vii) بحرالکاہل دنیا کے تمام سمندروں سے گہرا سمندر ہے۔ اس کی 16 کھائیاں 21 ہزار فٹ سے زیادہ گہری ہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی گہری کھائی ماریانہ (Mariana Trench) جو کہ 10,924 میٹر (35,840 فٹ) گہری ہے۔ بحرالکاہل میں واقع ہے۔ جبکہ دوسری گہری کھائی ٹونگا (Tonga) 10,800 میٹر (35,433 فٹ) جزائر ٹونگا کے قریب واقع ہے۔

بحر اوقیانوس (Atlantic Ocean)

(i) کل رقبہ (a) 82 ملین مربع کلومیٹر (b) 32 ملین مربع میل (33,420,000 مربع میل)

(ii) زیادہ سے زیادہ گہرائی (a) 8,605 میٹر (b) 28,231 فٹ

(iii) اوسط گہرائی (a) 3,600 میٹر (b) 11,810 فٹ

(iv) بحر اوقیانوس دنیا کا دوسرا بڑا سمندر ہے جس کا رقبہ بحرالکاہل کا تقریباً نصف جبکہ تری کا 24 فیصد رقبہ گھیرے ہوئے ہے۔

(v) بحر اوقیانوس دنیا کا دوسرا گہرا سمندر ہے۔ بحر اوقیانوس کی 5 کھائیاں 20 ہزار فٹ سے زیادہ گہری ہیں۔ جبکہ پورٹو ریکو کی کھائی (Puerto Rico Trench) کی گہرائی 8,605 میٹر (28,605 فٹ) ہے۔

(vii) گرین لینڈ سب سے بڑا جزیرہ ہے جس کا رقبہ 8 لاکھ 40 ہزار مربع میل ہے۔ اس طرح گرین لینڈ نہ صرف بحر اوقیانوس بلکہ دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔

بحر ہند (Indian Ocean)

(i) کل رقبہ (a) 73 ملین مربع کلومیٹر (b) 28 مربع میل (28,350,500 مربع میل)

(ii) زیادہ سے زیادہ گہرائی (a) 7,725 میٹر (b) 25,344 فٹ

(iii) اوسط گہرائی (a) 3,890 میٹر (b) 12,762 فٹ

(iv) بحر ہند دنیا کی تری (Ocean) کا 20 فیصد رقبہ گھیرے ہوئے ہے اور اس طرح بحرالکاہل اور بحر اوقیانوس کے بعد دنیا کا تیسرا بڑا سمندر ہے۔

(v) بحر ہند کا بیشتر حصہ جنوبی نصف کرے میں واقع ہے اس طرح براعظم آسٹریلیا (مشرق) افریقہ (مغرب) براعظم ایشیا (شمال) اور براعظم انٹارکٹیکا (جنوب) کے درمیان گھرا ہوا ہے۔

(vi) جاوا کی کھائی (انڈونیشیا) (Java Trench) بحر ہند کی سب سے گہری کھائی ہے جس کی گہرائی 7,725 میٹر (25,344 فٹ) ہے۔ بحر ہند کی 5 کھائیاں 20 ہزار فٹ سے زیادہ گہری ہیں۔

بحر منجمد شمالی (Arctic Ocean)

(i) کل رقبہ (a) 14 ملین مربع کلومیٹر (b) 5.4 ملین مربع میل (5,105,700 مربع میل)

(ii) زیادہ سے زیادہ گہرائی (a) 5,450 میٹر (b) 17,880 فٹ

(iii) اوسط گہرائی (a) 1,300 میٹر (b) 4,300 فٹ

(iv) بحر منجمد شمالی دنیا کا سب سے چھوٹا سمندر ہے۔ جو بحر ہند اور بحر اوقیانوس کے رقبے کے پانچویں حصے (20%) کے برابر ہے۔

(v) دنیا کے بہت سارے سمندری علوم کے ماہرین (Oceangraphers) بحر منجمد شمالی کو بحر اوقیانوس کا حصہ تصور کرتے ہیں کیونکہ اس کا 80 فیصد پانی بحر اوقیانوس کے ساتھ مخلوط (mix) ہوتا ہے۔

(vi) بحر منجمد شمالی خشکی میں گھرا ہوا (Landlocked) سمندر ہے۔ جو رشین فیڈریشن۔ ناروے۔ گرین لینڈ۔ کینیڈا اور الاسکا کے درمیان گھرا ہوا ہے۔

(viii) دریائے اوب (ob)، دریائے ینیسی (Yenisey)، دریائے لینا (Lena) براعظم ایشیا جبکہ دریائے میکنزی (Mackenzi) براعظم شمالی امریکہ کی طرف سے بحر منجمد شمالی میں گرنے والے اہم دریا ہیں۔

(x) بحر منجمد شمالی کی سردیوں میں تمام سطح منجمد رہتی ہے۔ اس کی حدود قطب شمالی کے گرد دائرہ قطب شمالی (Artic Circle) تک ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں توانائی کے وسائل کی پیداوار اور استعمال (جون۔ 2000)

(WORLD ENERGY CONSUMPTION AND PRODUCTION)JUNE-2000

- دنیا میں وسائل توانائی معدنی تیل (پٹرولیم) قدرتی گیس، کوئلے، پن بجلی، جوہری توانائی، شمسی توانائی، جیوتھرمل، ہوائی بجلی (Wind Electricity) اور بائیو گیس کا استعمال 377.5 کواڈرلین بی۔ٹی۔یو (برٹش تھرمل یونٹ) سالانہ ہے۔
- دنیا میں آرگنائزیشن فار اکنامک کوآپریشن اینڈ ڈویلپمنٹ (OECD) کے 29 ممبر ممالک دنیا کی سالانہ توانائی کی کھپت کا 58 فیصد استعمال کر رہے ہیں۔
- دنیا میں وسائل توانائی کی پیداوار 382 کواڈرلین بی۔ٹی۔یو سالانہ ہے۔
- 1998ء میں دنیا میں معدنی تیل کی پیداوار 73 ہزار بیرل روزانہ تھی جو 152 کواڈرلین بی۔ٹی۔یو کے برابر ہے اس طرح معدنی تیل دنیا میں توانائی کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔
- دنیا کے تین بڑے صنعتی ممالک ریاست ہائے متحدہ امریکہ، رشین فیڈریشن، اور چین دنیا کی 38 فیصد توانائی پیدا جبکہ 41 فیصد توانائی استعمال کرتے ہیں۔
- ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور رشین فیڈریشن دنیا کی 30 فیصد توانائی پیدا کرتے ہیں۔ جبکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اکیلا دنیا کے ایک چوتھائی (25%) توانائی کے وسائل استعمال کرتا ہے۔ لہٰذا اس طرح یو۔ایس۔اے اپنی مجموعی پیداوار سے 30% زائد توانائی استعمال کرتا ہے۔ جو 22 کواڈرلین بی۔ٹی۔یو کے برابر ہے۔

دنیا کے دس بڑے توانائی پیدا کرنے والے ممالک (2000ء)

WORLD'S10 MAJOR PRODUCERS OF ENERGY

توانائی کی پیداوار۔ کواڈرلین بی۔ٹی۔یو	نام ملک	شمار	توانائی کی پیداوار۔ کواڈرلین بی۔ٹی۔یو	نام ملک	شمار
41.04	رشین فیڈریشن	2	72.55	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	1
21.00	سعودی عرب	4	33.13	چین	3
11.62	برطانیہ	6	17.18	کینیڈا	5
9.89	ایران	8	9.95	انڈیا	7
9.29	میکسیکو	10	9.39	ناروے	9

دنیا کے توانائی استعمال کرنے والے دس بڑے ممالک (2000ء)

World's 10 Major Consumers of Energy

توانائی کی پیداوار۔ کواڈرلین بی۔ٹی۔یو	نام ملک	شمار	توانائی کی پیداوار۔ کواڈرلین بی۔ٹی۔یو	نام ملک	شمار
33.93	چین	2	94.57	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	1
21.26	جاپان	4	25.99	رشین فیڈریشن	3
12.51	انڈیا	6	13.83	جرمنی	5
10.00	فرانس	8	11.85	کینیڈا	7
8.08	برازیل	10	9.75	برطانیہ	9

بی۔ٹی۔یو (برٹش تھرمل یونٹ)

کوئلہ۔ محفوظ ذخائر کے لحاظ سے دنیا کے اہم ممالک (1999-2000ء)

SOME IMPORTANT COUNTRIES IN COAL RESERVES

- کوئلہ توانائی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ جس سے توانائی کی 25 فیصد ضروریات پوری ہوتی ہیں۔
- دنیا میں کوئلے کے 80 فیصد ذخائر چین، یو۔ایس۔اے۔ رشین فیڈریشن، پولینڈ اور جرمنی میں پائے جاتے ہیں۔ دنیا کی 70 فیصد پیداوار بھی انہی ملکوں سے حاصل ہوتی ہے۔
- اس کے علاوہ بھارت، آسٹریلیا، برطانیہ، چیک ریپبلک، جنوبی افریقہ، کینیڈا، فرانس، جاپان، بلجیم، اور کوریا اہم ممالک ہیں۔
- اب تک دنیا میں کوئلے کے ذخائر 75 ممالک میں دریافت ہوئے ہیں۔
- 2000ء کے اعداد و شمار کے مطابق 29 ممالک کے پاس محفوظ ذخائر کی مقدار ایک ہزار ملین میٹرک ٹن سے زیادہ ہے۔ جبکہ دنیا کے 42 ممالک ایسے ہیں جن کی کوئلے کی سالانہ پیداوار ایک ملین میٹرک ٹن (10 لاکھ میٹرک ٹن) سے زیادہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کوئلہ۔ محفوظ ذخائر کے لحاظ سے دُنیا کے اہم ممالک (1999-2000ء)

نمبر	نام ملک	محفوظ ذخائر ملین میٹرک ٹن	شمار	نام ملک	محفوظ ذخائر ملین میٹرک ٹن
1	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	248,710	2	رشین فیڈریشن	157,010
3	چین	114,500	4	آسٹریلیا	90,400
5	انڈیا	74,733	6	جرمنی	67,000
7	جنوبی افریقہ	55,333	8	یوکرین	34,356
9	قزاکستان	34,000	10	یوگوسلاویہ	16,472
11	پولینڈ	14,309	12	برازیل	11,950

کوئلہ۔ پیداوار کے لحاظ سے دنیا کے اہم ممالک 1999.00ء

SOME IMPROTANT COUNTRIES IN COAL PRODUCTION

شمار	نام ملک	پیداوار ہزار میٹرک ٹن	شمار	نام ملک	پیداوار ہزار میٹرک ٹن
1	چین	1,225,835	2	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	1,014,843
3	انڈیا	325,550	4	آسٹریلیا	284,560
5	رشین فیڈریشن	247,200	6	جنوبی افریقہ	223,929
7	جرمنی	207,500	8	پولینڈ	179,816
9	چیک ریپبلک	75,640	10	کینیڈا	75,377
11	یوکرین	75,223	12	قزاکستان	69,700
13	شمالی کوریا	61,353	14	ترکی	61,200
15	انڈونیشیا	60,321			

- کوئلہ عموماً کم گہرائی میں پایا جاتا ہے۔لیکن برازیل میں سینٹ جان کی کوئلے کی کان کی گہرائی 6,726 فٹ ہے۔
- اس وقت دنیا کے 54 ممالک عالمی مارکیٹ میں کوئلہ برآمد کرتے ہیں۔اور آسٹریلیا 157,663 ہزار میٹرک ٹن برآمد کے ساتھ دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔جبکہ یو۔ایس۔اے سالانہ 76,593 ہزار میٹرک کوئلہ برآمد کر کے دوسرے نمبر پر ہے۔
- دنیا کے کوئلہ درآمد کرنے والے ممالک کی تعداد 102 ہے۔جبکہ جاپان دنیا کا کوئلہ درآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے جو سالانہ 130 ملین میٹرک ٹن کوئلہ درآمد کرتا ہے۔
- دنیا میں جنوبی کوریا' جرمنی' ہالینڈ' برطانیہ' اٹلی' رشین فیڈریشن وغیرہ کوئلہ درآمد کرنے والے اہم ممالک ہیں۔

معدنی تیل۔ محفوظ ذخائر کے لحاظ سے دُنیا کے اہم ممالک (1999-2000ء)

SOME IMPORTANT COUNTIRES IN PETROLEUM PRODUCTION

- توانائی کے طور پر معدنی تیل کا استعمال 1863ء میں ہوا۔1900ء تک صرف رومانیہ یو۔ایس۔اے رشین فیڈریشن۔پولینڈ۔جرمنی۔کینیڈا اور جاپان سے تیل نکالا جاتا تھا۔1900ء میں توانائی کی صرف 2 فیصد ضروریات تیل سے پوری ہوتی تھیں لیکن اب معدنی تیل توانائی کا سب سے بڑا وسیلہ ہے اور 40 فیصد سے زائد دنیا کی توانائی کی ضروریات معدنی تیل سے پوری ہوتی ہیں۔
- 1863ء تک صرف رومانیہ' یو۔ایس۔اے اور رشین فیڈریشن معدنی تیل نکالنے والے ممالک تھے۔
- معدنی تیل عموماً 3000 تا 6000 فٹ گہرائی تک پایا جاتا ہے لیکن اب معدنی تیل دس ہزار فٹ گہرائی تک بھی نکالا جارہا ہے۔
- دنیا میں جنوری 2000 تک دریافت شدہ معدنی تیل کے محفوظ ذخائر کی مقدار کا اندازہ 1,016 بلین بیرل لگایا گیا ہے۔دنیا کے 58 فیصد محفوظ ذخائر مشرق وسطیٰ 31 فیصد یو۔ایس۔اے اور بحیرہ کریبین کے خطے 6 فیصد رشین فیڈریشن جبکہ باقی 6 فیصد دنیا کے دوسرے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔
- معدنی تیل کی عالمی پیداوار 66,656 ہزار بیرل روزانہ ہے۔
- اس وقت دُنیا کے 92 ممالک سے معدنی تیل نکالا جاتا ہے۔
- دُنیا میں معدنی تیل صاف کرنے کی صنعت 118 ممالک میں ہے۔جبکہ 15 ممالک میں تیل صاف کرنے کے کارخانوں کی تعداد 10 سے زائد ہے۔یو۔ایس۔اے میں تیل صاف کرنے کے کارخانوں کی تعداد 159 ہے اور دُنیا میں سرفہرست ہے اور چین 95 تعداد کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معدنی تیل۔ محفوظ ذخائر کے لحاظ سے دُنیا کے اہم ممالک (1999-2000ء)

شمار	نام ملک	محفوظ ذخائر بلین بیرل 2000ء	شمار	نام ملک	محفوظ ذخائر بلین بیرل 2000ء
1	سعودی عرب	261.4	2	عراق	112.5
3	کویت	94.7	4	ایران	92.9
5	متحدہ عرب امارات	92.2	6	وینزویلا	72.6
7	رشین فیڈریشن	55.1	8	کینیڈا	55.0
9	چین	33.5	10	لیبیا	29.5
11	میکسیکو	28.4	12	نائیجریا	22.5
13	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	21.0	14	الجیریا	13.0
15	ناروے	11.9			

معدنی تیل۔ پیداوار کے لحاظ سے چند اہم ممالک (1999-2000ء)

SOME IMPORTANT COUNTIRES IN PETROLEUM PRODUCTION

شمار	نام ملک	پیداوار ہزار بیرل سالانہ	شمار	نام ملک	پیداوار ہزار بیرل سالانہ
1	سعودی عرب	3,064,047	2	یو۔ایس۔اے	2,283,482
3	رشین فیڈریشن	2,138,174	4	ایران	1,327,233
5	چین	1,168,138	6	وینزویلا	1,156,752
7	میکسیکو	1,121,486	8	ناروے	1,102,022
9	برطانیہ	955,364	10	متحدہ عرب امارات	856,621
11	نائیجریا	786,551	12	عراق	785,302
13	کویت	761,671	14	کینیڈا	723,591
15	انڈونیشیا	554,580	16	لیبیا	507,698

- دُنیا کے 92 معدنی تیل پیدا کرنے والے ممالک میں سے 59 ممالک تیل برآمد کرتے ہیں۔ جبکہ صرف 26 ممالک کی سالانہ برآمدی ملک 100 ملین بیرل سے زائد ہے۔
- سعودی عرب معدنی تیل برآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے اور سالانہ 2,505,798 ہزار بیرل تیل برآمد کرتا ہے۔ جبکہ ناروے 1,093,797 ہزار بیرل برآمد کے ساتھ دوسرا بڑا برآمدی ملک ہے۔ ان کے علاوہ ایران' رشین فیڈریشن' وینز ویلا متحدہ عرب امارات۔ نائجیریا۔ میکسیکو۔ برطانیہ اور لیبیا کا شمار دس بڑے برآمدی ممالک میں ہوتا ہے اور دنیا کی مجموعی پیداوار کا 35 فیصد معدنی تیل عالمی مارکیٹ میں فروخت ہوتا ہے۔
- دُنیا کے 59 ممالک تیل درآمد کرتے ہیں۔ دنیا میں معدنی تیل کا سب سے بڑا خریدار یو۔ایس۔اے ہے جو سالانہ 3,004,355 ہزار بیرل تیل درآمد کرتا ہے جبکہ 1,674,444 ہزار بیرل سالانہ درآمد کے ساتھ جاپان دوسرے نمبر پر ہے۔
- یو۔ایس۔اے اور جاپان کے علاوہ جنوبی کوریا' جرمنی' فرانس' اٹلی' ہالینڈ' سپین' سنگاپور اور برطانیہ دنیا کے دس بڑے معدنی تیل کے درآمدی ممالک ہیں۔

قدرتی گیس۔ محفوظ ذخائر کے لحاظ سے دنیا کے اہم ممالک (2000)

SOME IMPORTANT COUNITRIES IN RESERVES OF NATURAL GAS

- قدرتی گیس توانائی کا اہم اور صاف ستھرا وسیلہ ہے اور بہت ساری صنعتوں (یوریا کھاد) میں بطور خام مال اس کا استعمال اہمیت کا حامل ہے۔
- دُنیا میں تجارتی طور پر گیس کا استعمال 1820ء میں یو۔ایس۔اے کی ریاست نیویارک میں ہوا اور فری ڈونیا (Freedonia) کے قصبے کے 30 گھروں کو گیس فراہم کی گئی۔
- اس وقت دنیا کے 97 ممالک میں قدرتی گیس کے ذخائر دریافت ہو چکے ہیں۔
- قدرتی گیس کا استعمال اب کاریں اور گاڑیاں چلانے میں ہونے لگا ہے جو ایک بہت بڑی پیش رفت ہے۔
- دُنیا کے محفوظ ذخائر کا اندازہ (جنوری 2000ء) 5,146.2 ٹریلین مکعب فٹ لگایا ہے۔ اور 56 ممالک کے پاس گیس کے وافر ذخائر موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرتی گیس۔محفوظ ذخائر کے لحاظ سے دنیا کے اہم ممالک (2000)

شمار	نام ملک	محفوظ ذخائر بلین کیوبک میٹر	شمار	نام ملک	محفوظ ذخائر بلین کیوبک میٹر
1	رشین فیڈریشن	1705.0	2	ایران	812.2
3	قطر	395.0	4	سعودی عرب	208.0
5	متحدہ عرب امارات	209.0	6	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	164.0
7	الجیریا	159.0	8	وینزویلا	146.6
9	نائیجیریا	124.0	10	عراق	112.6
11	ملائیشیا	85.8	12	انڈونیشیا	77.1
13	کینیڈا	63.6	14	ہالینڈ	62.5
15	کویت	56.4			

قدرتی گیس۔دنیا کے اہم ممالک کی قدرتی گیس کی پیداوار

SOME IMPORTANT COUNTRIES IN PRODUCTION-NATURAL GAS

شمار	نام ملک	سالانہ پیداوار بلین کیوبک میٹر	شمار	نام ملک	سالانہ پیداوار بلین کیوبک میٹر
1	رشین فیڈریشن	591	2	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	534
3	کینیڈا	171	4	برطانیہ	90
5	ہالینڈ	80	6	الجیریا	74
7	انڈونیشیا	63	8	ازبکستان	55
9	ایران	50	10	سعودی عرب	47
11	ناروے	46			

بجلی۔دُنیا کے اہم ممالک کی بجلی کی پیداوار 1999-2000

SOME IMPORTANT COUNTRIES PRODUCTION (ELECTRICITY)

- بجلی (برقی توانائی) صنعتی دور کی عظیم ایجاد ہے۔بجلی کے بڑے ذرائع پن بجلی تھرل بجلی (کوئلہ قدرتی گیس و معدنی تیل کو جلا کر حاصل ہوتی ہے) اور جوہری بجلی ہے۔
- پن بجلی کا حصول انیسویں صدی کے آغاز میں عام ہوا جبکہ دنیا میں پہلا پن بجلی گھر 1883ء میں فرانس میں تیار کیا گیا۔اور اب دنیا کی توانائی کی مجموعی ضروریات کا 2 فیصد پن بجلی سے حاصل ہوتا ہے۔
- موزوں طبعی حالات اور پانی کی دستیابی کے باعث دنیا کی مجموعی پن بجلی پیداوار کے امکانات 40 فیصد براعظم افریقہ 25% براعظم ایشیا میں اور براعظم شمالی امریکہ اور یورپ میں پن بجلی پیدا کرنے کے 25 فیصد امکانات موجود ہیں۔
- براعظم یورپ پن بجلی کی مجموعی سالانہ پیداوار کا 40 فیصد پیدا کرتا ہے۔جبکہ انفرادی ملک کے طور پر یو۔ایس۔اے سرفہرست ہے اور دنیا کی 27 فیصد پن بجلی پیدا کرتا ہے اور کینیڈا دنیا کی کل پیداوار کی 13 فیصد پن بجلی پیدا کرتا ہے۔
- رشین فیڈریشن پن بجلی پیدا کرنے والا اہم ملک ہے۔اور دنیا کی 7% پن بجلی پیدا کرتا ہے ان ممالک کے علاوہ برازیل ارجنٹائن کولمبیا آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ پن بجلی پیدا کرنے والے اہم ممالک ہیں۔
براعظم ایشیا میں پن بجلی پیدا کرنے کے اگرچہ بڑے امکانات ہیں لیکن بہت کم بجلی پیدا کی جارہی ہے۔

بجلی۔دُنیا کے اہم ممالک کی بجلی کی پیداوار 1999-2000

شمار	نام ملک	پن بجلی کی پیداوار	تھرل بجلی	مجموعی پیداوار بلین کلوواٹ
1	ریاست ہائے متحدہ امریکہ	324.1	2546.1	3619.6
2	چین	202.9	882.5	1098.8
3	جاپان	89.5	564.5	996.0

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر	نام ملک	پن بجلی کی پیداوار	حرارتی بجلی	مجموعی بلین کلوواٹ پیداوار
4	رشین فیڈریشن	150.9	523.1	771.9
5	کینیڈا	329.3	149.7	550.9
6	جرمنی	16.8	345.5	525.4
7	فرانس	59.9	51.8	481.0
8	انڈیا	76.2	353.4	446.1
9	برطانیہ	5.1	234.1	343.1
10	برازیل	288.5	15.6	316.9
11	اٹلی	42.0	195.0	243.0
12	جنوبی کوریا	4.2	131.8	221.3

جوہری بجلی۔ دنیا کے اہم ممالک کی جوہری بجلی کی پیداوار 00-1999ء

NUCLEAR ENERGY: SOME IMPORTANT COUNTRIES PRODUCTION

- جوہری توانائی بھی پن بجلی کی طرح بجلی حاصل کرنے کا سستا اور صاف ستھرا ذریعہ ہے۔ 1955ء تک تجارتی بنیادوں پر جوہری بجلی نہیں پیدا کی جاتی تھی۔ جبکہ 1970ء تک دنیا کے 13 ممالک میں 90 جوہری بجلی پیدا کرنے کے بجلی گھر قائم ہو چکے تھے۔ اور دنیا کی بجلی کی مجموعی پیداوار کا 1.5 فیصد جوہری بجلی سے حاصل ہونے لگا۔
- 2000ء تک دنیا کے 44 ممالک جوہری بجلی پیدا کرنے لگے ہیں۔ اور جوہری بجلی گھروں کی تعداد 436 سے تجاوز کر چکی ہے۔
- جوہری توانائی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایک پونڈ یورینیم یا تھوریم سے 12 ملین کلوواٹ بجلی پیدا کی جا سکتی ہے جو 6.000 میٹرک ٹن کوئلے سے حاصل ہونے والی توانائی کے برابر
- کینیڈا' یو ایس اے' آسٹریلیا' جاپان' رشین فیڈریشن' جنوبی افریقہ' برازیل' بلجیم' کانگو اور چیک ریپبلک یورینیم پیدا کرنے والے دنیا کے اہم ممالک ہیں۔
- اس وقت دنیا کے 436 جوہری بجلی گھروں سے 351,718 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔
- دنیا کے 14 ممالک میں مزید 38 جوہری بجلی گھر زیر تعمیر ہیں۔ جن کی پیداواری صلاحیت 31,718 میگاواٹ ہوگی۔
- ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں 104 جوہری بجلی گھر کام کر رہے ہیں اس طرح یو۔ ایس۔ اے جوہری بجلی کی پیداوار (97,145 میگاواٹ) میں سرفہرست ہے اور اس کی 20% کے قریب بجلی کی ضرریات جوہری بجلی سے پوری ہوتی ہیں۔

دنیا میں جوہری بجلی پیدا کرنے والے اہم ممالک

نمبر	نام ملک	جوہری بجلی گھروں کی تعداد	پیداواری صلاحیت میگاواٹ	% کا تناسب
1	یو۔ایس۔اے	104	97,145	%20
2	فرانس	59	63,103	%33
3	جاپان	53	43,691	%36
4	جرمنی	20	22,262	%31
5	رشین فیڈریشن	29	19,843	%15
6	برطانیہ	35	12,968	%29
7	جنوبی کوریا	16	12,990	%43
8	سویڈن	11	9,432	%47
9	یوکرین	16	13,765	%44
10	کینیڈا	14	9,998	%13
11	سپین	9	7,470	%31
12	بلجیم	7	5,712	%58

- مندرجہ بالا ممالک کے علاوہ سوئیٹزرلینڈ (36%)' فن لینڈ (33%)' بلغاریہ (47%)' ہنگری (39%) لتھوانیا (73%)' چیک ریپبلک, (21%)' سلوویکیہ (47%)' اور سلووینیا (36%)' آرمینیا (37%)' تائیوان (25%)' توانائی (بجلی) کا بڑا حصہ جوہری توانائی سے حاصل کر رہے ہیں۔
- ایران جوہری بجلی پیدا کرنے والے ممالک میں شامل ہونے والا نیا ملک ہے۔ یہاں 2 جوہری بجلی گھر جن کی پیداواری صلاحیت 2,111 میگاواٹ ہوگی قائم کیے جا رہے ہیں۔
- براعظم یورپ اور شمالی امریکہ کے ممالک جوہری توانائی پیدا کرنیوالے ممالک میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ جبکہ ایشیا کے صرف چند ممالک (چین' تائیوان' فلپائن' جاپان' انڈیا' پاکستان اور ایران) شامل ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قبائلی علاقہ جات (فاٹا)
کلومیٹر 10 0 10 20 30 40 50 60 کلومیٹر
افغانستان
شمال
قبائلی علاقہ جات (فاٹا)
1. قبائلی علاقہ زیرِ انتظام ضلع پشاور
2. قبائلی علاقہ زیرِ انتظام ضلع کوہاٹ
3. قبائلی علاقہ زیرِ انتظام ضلع بنوں
4. قبائلی علاقہ زیرِ انتظام ضلع لکی مروت
5. قبائلی علاقہ زیرِ انتظام ضلع ٹانک
6. قبائلی علاقہ زیرِ انتظام ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں
7. باجوڑ ایجنسی
8. مہمند ایجنسی
9. خیبر ایجنسی
10. اورکزئی ایجنسی
11. کرم ایجنسی
12. شمالی وزیرستان ایجنسی
13. جنوبی وزیرستان ایجنسی
بین الاقوامی سرحد
قبائلی علاقہ جات (سرحد)
ایجنسی (سرحد)
ریلوے لائن
پختہ سڑک
غیر پختہ سڑک
دریا، نالہ
صدر مقام ایجنسی
قصبہ، گاؤں
RS.150/
کتابستان پبلشنگ کمپنی 38- اردو بازار لاہور فون: 7230608